هو المعین

مراتِ محمدی

یعنی

مکمل اسلامی تاریخ گجرات

مصنفہ

جناب مستطاب شیخ غلام محمد صاحب مرحوم متوطن اولپاڈ ضلع سورت
مورخ ریاست جوناگڈھ عرف مصطفٰے آباد مصنفہٴ مراتِ عالمگیری۔
مراتِ مصطفٰے آباد۔ ہندوستان کی اسلامی تاریخ وغیرہ

جسکو

جناب شیخ غلام احمد صاحب اولپاڈ ضلع سورت نے بارِ اوّل ١٣٤٢ھ
میں شایع کرایا

مطبوعہ مصطفائی پریس بمبئی نمبر ٢

اِلتماس

مصنف مرحوم کی تاریخی کتابوں میں سے مراۃ عالمگیری گجراتی زبان میں تقریباً تین سال سے شایع ہوکر ناظرین کی خدمت میں پیش ہو چکی ہے۔ دوسری تاریخ مراۃ محمدی آپکے زیر مطالعہ ہے چونکہ گجرات و کاٹھیاواڑ کی تاریخ مشترک ہے اسلئے تاریخ ہذا میں صرف حالات گجرات درج ہیں۔ پس مرات مصطفےٰ آباد کا حوالہ جابجا اِس میں دیا گیا ہے۔ جو عنقریب پبلک میں پیش ہونے والی ہے۔

نہایت افسوس کے ساتھ بمبئی کے مطابع کی حالت اور ان کی سردمہری و لاپروائی کی مجبوراً شکایت کرنی پڑتی ہے۔ جہاں تک دیکھا اور تجربہ کیا گیا اِن کا برتاؤ عام طور پر مصنف مؤلف اور اہلِ غرض سے سخت رنجیدہ ہوتا ہے۔ مہینوں بلکہ برسوں دوڑ دھوپ کرا اور ڈیوڑھی د ڈبل اُجرت دیکر بھی حسب مرضی اور ضرورت پر کام میسّر نہیں آتا۔ چنانچہ یہی تاریخ گجرات یعنی مراۃ محمدی کیلئے تین سال تک سخت جد وجہد کرنے کے بعد کتابی صورت دیکھنی نصیب ہوئی۔ اِس قدر خراب و خستہ ہونا اور قیمتی وقت ضایع کرنا پڑتا ہے کہ آیندہ کیلئے ہمت پست ہو جاتی ہے۔

افسوس کہ جس پیمانہ پر تاریخ ہذا پبلک کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ تھا پریس کی دِقتوں کی وجہ سے اوسکا عشر عشیر بھی نہ ہوسکا۔ ایسی حالت میں اُمید ہے کہ پبلک اِن مجبوریوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے مصنّف کی حوصلہ افزائی میں دریغ نہ فرمائیں گے +

غُلام احمد شیخ

۱-لغایة ۷۲ صفحات عبادی پریس (۸۱ لغایة ۹۶ صفحات رحمانی پریس) (۲۵ لغایة ۲۸۰ صفحات گلزار احمدی پریس) ۷۳-۸۰-۹۷-۲۴۸-۲۸۱-۲۸۸ صفحات مصطفائی پریس بمبئی میں چھپے

انتساب

بجناب مستطاب معلی القاب امیر کبیر شیخ محمد بھائی صاحب دام اقبالہ

حضور سکریٹری دیوان ریاست مصطفےٰ آباد - عرف جوناگڈھ

تقریباً ایک صدی سے تاریخ ریاست جوناگڈھ حضور پرنور کے خاندان عالی متعالی کی تاریخ سے وابستہ ہے - اور حضور کے جدامجد وزیر اعظم شیخ محمد بہاءالدین بھائی صاحب سی - آئی - ای مرحوم نے علم پروری اور فیض گستری کی جو مثال قائم کی ہے - وہ ایک درخشاں کارنامہ اور تمام اسلامی ریاستوں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ ہے - حضور والا بھی اس خاندانی اور موروثی امتیاز کو قائم رکھنے اور اسکو ترقی دینے میں ہر وقت سعی بلیغ فرماتے رہتے ہیں - علاوہ بریں حضور والا کی اسلامی خدمات - نیز مسلمانان ریاست کی عملی ہمدردی - ان کی معاشرتی - مذہبی اور تعلیمی حالت کی اصلاح میں سرگرم اور فیاضانہ کوششیں بہت وسیع اور قابل صد آفرین و تحسین ہیں - اس بنا پر میں اپنے والد مرحوم کی اس علمی یادگار تاریخ گجرات مسمی بہ "مرآۃ محمدی" کو - جو ریاست جوناگڈھ کی تاریخ سے تعلق خاص رکھتی ہے حضور کے نام نامی و اسم گرامی سے منسوب کرنیکی عزت حاصل کرتا ہوں ٭

گر قبول افتد زہے عز و شرف

نیاز کیش

شیخ غلام احمد ابن شیخ غلام محمد مرحوم

(چھاپہ علوی پریس نمبر ۸ بمبئی)



امیر کبیر شیخ محمد بھائی صاحب

Lakshmi Art, Bombay, 8.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مراتِ محمدی

باب اوّل

صوبۂ گجرات

گجرات

جسطرح کاٹھیاواڑ گجرات کا ایک حصہ ہے اسیطرح گجرات احاطہ بمبئی کا ایک حصہ[1] ہے۔ جس احاطہ کا صدر مقام شہر بمبئی ہے۔ اور یہی شہر گورنر کا قیامگاہ ہے۔

[1] علاوہ گجرات کے احاطہ بمبئی کے چار حصے اور بھی ہیں۔ سندھ - کچھ - شمالی مہاراشٹر
جنوبی مہاراشٹر

در مطبع عبادیہ واقع کوئل باڑی بمبئی طبع گردید

حدود مُلک گجرات ہندوستان کے مغربی ساحل بحر پر واقع ہے۔ اِسکے شمال میں مارواڑ۔ خلیج کچھ اور ریگستان ہے۔ مشرق میں کوہ بندھیاچل ہے کوہ ابو تک سلسلۂ کوہ ہے۔ جو گجرات کو مالوہ۔ میواڑ اور خاندیس سے جُدا کرتا ہے جنوب میں ضلع تھانہ۔ مغرب میں بحیرۂ عرب واقع ہے

رقبہ گجرات کا رقبہ چھپّن ہزار میل مُربع کے قریب ہے جسمیں دس ہزار میل مُربع سرکار انگلشیہ کا مقبوضہ ہے۔ باقی تمام رقبہ راجگان و نوابان کے قبضے میں ہے۔

آبادی گجرات کی کُل آبادی ترانوے لاکھ آدمی کے قریب ہے جسمیں اُنتیس لاکھ سرکار انگلشیہ کی رعایا ہے۔ اور باقی چونسٹھ لاکھ آدمی راجگان و نوابان کی رعایا ہے۔

اسلامی آبادی گجرات کے پہاڑی حصہ میں اہل اسلام کی آبادی بہت کم ہے۔ اور تمام گجرات مین اہل اسلام کی آبادی بہ نسبت

بقیہ حاشیہ صفحہ۔ ۲؎ احاطہ بمبئی کا طول ۱۰۵۰ میل اور رقبہ دو لاکھ میل مربع کے قریب ہے۔ آبادی ۲½ کروڑ ہے۔ جو انگلینڈ کے رقبہ سے سہ چند اور آبادی مین انگلینڈ کے برابر ہے

۳؎ ۱۶۶۱ء میں شاہ پرتگال نے اپنی بیٹی کیتھرائن کے جہیز میں انگلستان کے بادشاہ چارلس ثانی کو دیدیا۔ اِسوقت اسکی آمدنی سالانہ دس پونڈ تھی۔ اور اب صرف میونسپل کے محاصل چالیس لاکھ روپے کے قریب ہین۔ بوم۔ پرتگالی زبان مین عمدہ کو کہتے ہیں۔ اور لفظ بے معنی خلیج کے ہے۔ اِن دو لفظوں سے مرکب ہو کر بمبئی بنگیا۔ انگریزی عہد میں بمبئی نے بے انتہا ترقی کی۔ یہانتک کہ اب اسوقت اسکی آبادی کی تعداد نو لاکھ ہے۔ اِس زمانہ سے ایکسو برس پہلے سورت کی آبادی کی تعداد آٹھ لاکھ آدمی کے قریب تھی جسکے اُجڑ جانیکے بعد بمبئی کی آبادی

دیگر کُل اقوام کے کسی قدر زائد یعنے پندرہ لاکھ ہے۔

ملک کے حصص گجرات تیرہ حصوں پر منقسم ہے۔ جن کی تفصیل ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

(۱) ضلع احمد آباد (۲) ضلع کھیڑا (۳) ضلع بھروچ (۴) ضلع سورت (۵) ضلع پنج محال یہ پانچوں اضلاع سرکار انگریزی کے محال خالصہ ہیں۔ اور ان پانچوں ضلعوں کی مجموعی آمدنی صرف لگان (محصول زمین) کی برٹش گورنمنٹ کو ساڑھے چھیاسی لاکھ روپے کے قریب ملتی ہے۔ اور ہر ضلع میں جو حاکم انگریز رہتا ہے اسکو کلکٹر (محصل) کہتے ہیں۔ اور باقی آٹھ حصص دیسی راجگان و نوابان کے ماتحت ہیں جن آٹھوں کی تفصیل اختصار کی غرض سے نقشہ ذیل میں درج کیجاتی ہے۔ جس سے تمام کی عام حالت رقبہ اور آمدنی وغیرہ کے حالات معلوم ہونگے۔ (نقشہ صفحہ ۴ پر ملاحظہ کیجیے)

دیسی ریاستوں سے برٹش گورنمنٹ کا پولیٹیکل تعلق

گجرات کے راجاؤں اور نوابوں کی ریاستوں میں آپسمیں کسی قسم کی مخاصمت یا ناموافقت پیدا ہو تو اسکے فیصلے کا اختیار برٹش گورنمنٹ نے پولیٹیکل افسر کے سپرد کر دیا ہے۔ اور بعض ایجنسی میں قتل۔ ڈکیتی وغیرہ کے بڑے مقدمات پولیٹیکل افسر رئیسوں اور معزز اشخاص کی جوری سے فیصل ہوتے ہیں۔ پولیٹیکل افسر کا دوسرا کام خراج دینے والی ریاستوں سے خراج وصول کرکے بڑی ریاستوں یعنے گائیکواڑ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲ - کو ترقی شروع ہوئی۔ بمبئی شہر نہایت خوشنما اور اعلیٰ درجہ کا بندرگاہ ہے جسکا دُنیا کے تمام بڑے شہروں سے تجارتی تعلق ہے۔ سُوت اور کپڑے کے بہت سے کارخانے ہیں ہائیکورٹ یہاں ہے ۱۲

گجرات کی دیسی ریاستوں کا نقشہ

نمبر	نام	ایجنسی کے بڑے حصوں کا نام	آبادی	رقبہ مربع میل	کل آمدنی ریاست	مسلمانوں کی آبادی	گورنمنٹ انگلشیہ کی نگرانی اور اسکے فرائض	کیفیت
٦	ریاست بڑودہ		۲۵ لاکھ	۸۶۰۰	۲ کروڑ روپیہ	۰	شہر بڑودہ کے پاس انگریزی چھاونی ہیں ایجنٹ گورنر جنرل رہتاہے جو پہلے ریذیڈنٹ کہا جاتا ہے	گائیکواڑ مرہٹوں کا راج ہے
۷	کاٹھیاواڑ ایجنسی	اسمیں چھوٹی بڑی کل ۱۸۰ ریاستیں ہیں	۲۷۵۲۴۰۴	۲۰۸۸۰	۱½ کروڑ روپیہ	۳۵ لاکھ	گورنر بمبئی کیطرف سے ایجنٹ ٹودی گورنر راج کوٹ میں رہتاہے	زیادہ تر راجپوتوں کے راج ہیں اور مسلمانوں میں بابی
۸	پالنپور ایجنسی	اسمیں ۱۱ ریاستیں ہیں رادھنپور ۲ لاکھ کی ریاست ہے اسکی ریاست از خاندان بابی ہے۔ پالنپور ۵ لاکھ لوہانی خاندان ہے	۶½ لاکھ	۸۰۰۰	۱۵ لاکھ روپیہ	۱۲ لاکھ	پولیٹیکل افسر پالنپور میں رہتاہے ڈیسہ میں انگریزی چھاونی ہے	دو بڑی ریاستوں کے علاوہ ایک بلوچ اور ایک لوہانی پٹھان اور باقی راجپوت ہیں
۹	مہی کانٹھا ایجنسی	اسمیں ۵۲ ریاستیں ہیں ایڈر کی بڑی ریاست ۶ لاکھ کی ہے۔	۵ لاکھ اور ۱۷ ہزار	۴۰۰۰	۱۰¾ لاکھ روپیہ	۳۷ ہزار	سادرہ میں پولیٹیکل افسر رہتاہے	پونادرہ۔ کھڈال ڈابھا اور راس کے تعلقدار مسلمان ہیں اسلام قبول کرنیکی وجہ سے محمود بیگڑے نے یہ تعلقے انکو عطا کیے
۱۰	ریوا کانٹھا ایجنسی	اسمیں کل ٦۱ ریاستیں ہیں جسمیں سب سے بڑی ریاست راج پیپلا (نادوت) ہے جسکی آمدنی ٦ لاکھ چھوٹا اودے پور ۲½ لاکھ باریہ ۲½ لاکھ لوناواڑہ ۲½ لاکھ۔ بالا سنور بابی ایک لاکھ	۵ لاکھ ۴۳ ہزار	۴۷۹۲	۱۷ لاکھ روپیہ	۱۷۵۳۳۵	پولیٹیکل افسر بڑودہ کے کیمپ میں رہتاہے	وزیریہ۔ اگر پیرپور وغیرہ میں تعلقدار مسلمان ہیں جو اصل میں راجپوت ہیں
۱۱	سورت ایجنسی	اسمیں تین ریاستیں ہیں دھرمپور ۳ لاکھ بانسدہ ایک لاکھ۔ سچین ۱½ لاکھ شیدی نواب ہے مبارز الملک خطاب ہے	۱½ لاکھ	۱۲۳۰	۵ لاکھ ۵۵ ہزار روپیہ	¾ لاکھ	ضلع سورت کا کلکٹر اس ایجنسی کا پولیٹیکل ایجنٹ کہا جاتاہے۔ اور سورت میں رہتاہے	
۱۲	پنچ محال ایجنسی	ناردکوٹ	٦۵۰۰	۱۴۳	۱۰ ہزار روپیہ	۰	پنچ محال ضلع کا کلکٹر اس ایجنسی کا پولیٹیکل ایجنٹ کہا جاتاہے۔ اور سورت میں رہتاہے	
۱۳	کمبایت ریاست		۸۲۰۰۰	۳۵۰	۵ لاکھ روپیہ	۵ لاکھ	کھیڑا ضلع کا کلکٹر اس ایجنسی کا پولیٹیکل ایجنٹ ہے	

جوناگڈھ وغیرہ کو پہونچا دیتا ہے۔ اگر کوئی راجہ یا نواب اپنے ولیعہد کو کمسن چھوڑ کر مرجاتا ہے تو پولیٹیکل افسر اس ولیعہد کے ذی اختیار ہونے تک ریاست کا انتظام کرتا ہے۔

برٹش گورنمنٹ کی طرف سے ریاستوں کے اختیارات کے درجات

درجہ اوّل کی ریاستوں کو برٹش رعایا کے سوا سب کے مقدمات قتل میں بغیر مشورہ پولیٹیکل افسر پھانسی دینے کا اختیار ہے۔ علاوہ اسکے صیغہ دیوانی میں بھی کامل اختیارات ہیں۔ درجہ دوم کو اختیارات درجہ اول کے برابر ہیں۔ مگر بغیر منظوری سرکار برٹش ایجنسی پھانسی کی سزا کا اختیار نہیں ہے۔ درجہ سوم کو صیغہ فوجداری میں دو سال تک کی قید سخت اور ایکہزار روپیہ جرمانہ کرنے کا اختیار ہے۔ اور صیغہ دیوانی میں بیس ہزار روپیہ تک کا دعوی سماعت کرسکتے ہیں۔ درجہ چہارم کو صیغہ فوجداری میں ایک سال تک قید سخت اور پانسو روپیہ جرمانہ کا اور صیغہ دیوانی میں پانچ ہزار روپیہ تک کا دعوی سماعت کرنے کا اختیار ہے۔ درجہ پنجم کو صیغہ فوجداری میں چھ مہینے کی قید سخت اور ڈھائی سو روپیہ تک جرمانہ کا۔ اور دیوانی میں ایک ہزار روپیہ تک کا دعوی سماعت کرنے کا اختیار ہے۔ درجہ ششم کو صیغہ فوجداری میں تین مہینے کی قید سخت اور ایک سو روپیہ تک جرمانہ کا۔ اور دیوانی میں پانسو روپیہ تک کا دعوے سماعت کرنے کا اختیار ہے۔ درجہ ہفتم کو صیغہ فوجداری میں ایک مہینے کی قید سخت اور پچاس روپیہ جرمانہ کا۔ اور دیوانی میں ڈھائی سو روپیہ تک کے دعوے کی سماعت کا اختیار ہے۔ گجرات اور کاٹھیاواڑ ایجنسی کے اختیارات میں کچھ فرق ہے۔

سلامی توپوں کی تعداد

گائیکواڑ۔ بڑودہ کی ۲۱ توپ۔ اس ریاست کا تعلق وائسرائے ہند کے ساتھ ہے۔ باقی

سب گورنر بمبئی سے۔ پالن پور کی ۱۳ توپ۔ رادھن پور۔ ایڈر۔ راج پیپلہ۔ کھمبایت ہر ایک کی ۱۱ توپ۔ اور یہ سب مذکورہ بالا ریاستیں درجۂ اول میں شمار کیجاتی ہیں اور اِن سبکو گورنمنٹ انگلشیہ کیطرف سے متبنیٰ (کسی کو گود بٹھانا) کرنے کا حق بھی حاصل ہے۔ اور شاہی نشان بھی سب کو عطا کیا گیا ہے۔ اور چھوٹا اودیپور۔ بالاسنور۔ باریہ لوناواڑہ۔ دھرم پور۔ بانسدہ۔ سچین۔ یہ سب ریاستیں درجۂ دوم کی ہیں اور انیں سے ہر ایک کی سلامی ۹ توپ ہے۔ اِن سبکو بھی شاہی نشان عطا ہوا ہے مگر متبنیٰ کرنے کا حق ان میں سے بعض ہی کو حاصل ہے

زمین گجرات کی سرزمین نرمدہ (نربدا) (ریوا) مہی (مہندری) تاپی۔ سابرمتی (دریائے سانرا وغیرہ بڑی بڑی اٹھارہ ندیوں سے سیراب ہوتی ہے۔ اور نہایت زرخیز ہے۔ گجرات کی سرزمین میں ہر ایک قسم کا غلہ اور پھول پھل کی پیداوار ہوتی ہے۔ اور اسی سے یہ ملک باغیچہ کے نام سے مشہور ہے۔ روئی کی پیداوار ہندوستان کے تمام ممالک کی نسبت اِس ملک میں زیادہ تر ہے۔ اور عمدہ بھی ہے۔ یہانتک کہ گجرات کی روئی کچا سونا کہی جاتی ہے۔ کہاوت ہے کہ کچا سونا پکتا ہے۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر لکھتے ہیں۔ "گجرات زیب و زینت ہندوستان است (از رقعات عالمگیری)

اقوام گجرات شرقی گجرات کا کوہستانی حصہ ہندوستان کے اصلی باشندگان (بھیل۔ بھاوڑی۔ کالی۔ برج وغیرہ) سے آباد ہو۔ باقی حصص میں ہندو مسلمان۔ پارسی اور جینی آباد ہیں۔ عیسائی اور یہودی بھی ہیں

قدیم حدود گجرات کے حدود قدیمہ یقینی طور پر معین کرنا تو نہایت مشکل امر ہے لیکن ناسک کے قرب و جوار میں جو کتبہ جات وغیرہ دستیاب ہوئے اُن سے ایسا معلوم ہوا کہ اُس زمانہ میں یہ مُلک راسٹٹ کے نام سے مشہور تھا۔ اور نیز

اُسوقت اس ملک میں کاٹھیاواڑ (سوراسٹ) گجرات خاص اور کوکن[1] اور دکن شامل تھا۔ جو کھوئیں کاٹھیاواڑ میں ہیں اُنکی بناوٹ ناسک کے پہاڑ کی کھوہوں سے بالکل مشابہ ہے۔ اور ان کے کتبہ جات بھی ایک ہی زبان میں لکھے ہوئے ہیں اور اس سے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ اس ملک میں ایک ہی زبان اور ایک ہی مذہب اور ایک ہی راجہ کی حکومت ہوگی۔ لیکن بعد میں اس بڑے ملک کے تین حصے ہوکر بڑے حصے کا نام مہاراسٹ اور حصہ اوسط کا نام راسٹ (گجرات حال) تیسرے حصہ کا نام سوراسٹ (کاٹھیاواڑ) ہوا۔

قدیم نام

گجرات مذکورہ کا نام راسٹ سے بگڑکر راٹ اور اسکے بعد رآٹ یہ تینوں نام زمانہ رگ وید کے ہیں۔ لنکا کی قدیم مذہبی کتب میں گجرات کا سنسکرتی نام لآل راسٹ اور پالی زبان میں لآل راٹ لکھا ہے۔ یہ کتابیں سنہ عیسوی سے اوّل زمانہ کی ہیں۔ مارکو پولو۔ اور عرب مؤرخ اور سیّاح مسعودی اور البیرونی جو چوتھی صدی ہجری میں ہندوستان آئے تھے اُنھوں نے اپنی کتابوں میں گجرات کا نام لآر لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لآل سے لآڑ[2] اور پھر لآٹ ہوگیا۔ ۱۵۰ سنہ عیسوی میں مصر کا رہنے والا ہولیمی اس ملک کے نقشہ میں اسکا نام لآرک لکھتا ہے۔ اور ہیوان سانگ چینی سیّاح لولو لکھتا ہے۔ جسوقت گوجر[3] لوگ اس مُلک میں آباد ہوکر حاکم ہوئے اسوقت گجراٹ کے نام سے مشہور رہا۔ پھر جب

لہ رہسٹ کٹ خاندان کے راجہ دھرو نامی کے ۸۳۴ ؁ کے کتبہ (تانبے کا پترا) سے معلوم ہوتا ہے کہ تاپی تک کا ضلع سورت کا حصہ کوکن میں داخل تھا۔

ےہ چنانچہ لآڑ بنئے ابتک مشہور ہیں

سے یہ قوم اصل میں جارجیا (وسط ایشیا) کی رہنے والی ہے۔ وہاں سے آکر یہ قوم پنجاب میں آباد ہوئی۔ اور وہاں سے دوآبہ گنگ جمن اور پھر وہاں سے مالوہ اور مارواڑ اور راجپوتانہ ہوتے ہوئے گجرات میں آکر

اسکو مسلمانوں نے فتح کرلیا تو گجرات کو بجائے تائے ہندی کے "تائے تازی کے ساتھ گجرات کہنے لگے

اصل باشندے علم طبقات الارض کی شہادتوں اور ہندوؤں کی مذہبی کتابوں سے یہ پایا جاتا ہے کہ گجرات اور کاٹھیاواڑ اور کچھ بید کے قدیم زمانہ میں دریا ہونگے - زمین ہوجانیکے بعد پہلے اسمیں درختوں اور جانوروں کی آبادی شروع ہوئی - بعد اسکے آدمی آباد ہوئے - چنانچہ اُن قدیم درختوں میں سے ایک درخت ابتک بھی موجود ہے - جو دریائے نربدا کے کنارے بھروچ سے آٹھ سات میل کے فاصلہ پر واقع ہے - یہ درخت کبیر بڑ کے نام سے مشہور ہے - اور اسقدر سایہ دار ہے کہ اسکے سایہ میں دس ہزار سوار آرام کرسکتے ہیں - سنہ عیسوی سے تین سو بیس سال قبل نیرکلس نے جو فوج سکندر کا ایک سردار تھا - تین ہزار سوار کے لشکر سمیت اس کبیر بڑ کے سایہ میں آرام لیا تھا -

آریہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ آریہ قوم کے لوگ پنجاب سے شمالی ہندوستان میں ہوتے ہوئے آربُود (آبو) اور وہاں سے گجرات میں داخل ہوئے - مورخین لکھتے ہیں کہ آریہ لوگوں کے گجرات میں آنے کے چھ راستے ہیں[1] - جن راستوں سے وہ لوگ

بقیہ حاشیہ :- آباد ہوئی - اور اضلاع کانم اور چرو تر میں چوتھی صدی عیسوی کے آخر اور پانچویں صدی کے آغاز میں اُنھوں نے اپنی حکومت قایم کی - ملک پنجاب میں شہر گجرات اور گوجرانوالہ گوجر سنگھ اب تک آباد اور موجود ہیں - شمال مغربی میں اضلاع میں گوجر قوم کے لوگ کثرت سے آباد ہیں - ہیوان سانگ چینی سیاح لکھتا ہے کہ مارواڑ میں ایک چیلو گوجروں کے راج میں تھا - خاص گجرات میں گوجر سنار - گوجر بنئے یہ سب خاندان ابتک موجود ہیں -

[1] ان چھ راستوں کے علاوہ ایک بحری راستہ بھی ہے جس راستہ سے یونانی اور مصری عرب ڈچ

ملک گجرات میں داخل ہوئے۔ اور جن کی تفصیل لکھنے کی ضرورت نہیں۔ گجرات کے تاریخی آثار میں جو کچھ تغیر و تبدل پیدا ہوا ہے وہ انہیں چھ راستوں سے ہوا ہے۔ ہر ایک مورخ اور تاریخ کے مطالعہ کرنے والے کو ان کا ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔ مسلمان حملہ آور بھی انہیں چھ راستوں سے آئے ہیں۔

آریہ لوگ علم۔ شائستگی اور تمدن بھی اپنے ساتھ لائے۔ تاجروں کے ذریعہ سے تجارت کو بڑی ترقی دی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ضلع بھروچ کے اطراف میں یہ لوگ آباد ہوئے ہونگے۔ ملک کے جس حصہ میں آریہ قوم کے لوگ جا بسے اسکا نام راسٹ (مہذب ملک) رکھا گیا۔ اور جسمیں غیر آریہ قوم کے لوگ (گجرات کے اصلی باشندے) آباد ہوئے اسکا نام آرنی (جنگل) ہوگیا۔ چنانچہ اسکی شہادت ملک کے رسم و رواج ابتک دیتے ہیں۔ کرنل واکر نے ۱۸۰۵ء کی رپورٹ میں ملک کے دو حصے کر کے ایک کا نام راشتی (شہری) اور دوسرے حصے کا نام رانی (جنگلی) لکھا ہے۔ بڑودہ کی ریاست میں اسوقت تک سررشتہ مال کے کاغذات میں زمین کی دو قسمیں لکھی جاتی ہیں۔ ایک راشتی محال اور دوسری رانی محال۔

گجرات کے قدیم حصص

جسطرح بھروچ شمالی لاٹ کا دار الصدر تھا۔ اسی طرح جنوبی لاٹ کا دار الصدر مقام رانگ نیر (راندیر) تھا جو شہر سورت کے قریب دریائے تاپی کے کنارے ابتک آباد ہے۔ لیکن اسکی قدامت جین مذہب کی کتابوں سے معلوم ہوتی ہے۔ کہ زمانہ سابق میں یہ شہر بہت بڑا بندرگاہ تھا اور اسوقت شہر سورت کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

بھروچ

شہر بھروچ ریوا (نربدا) کے کنارہ پر آباد ہے۔ اسکا اصلی نام بھر دکچھ تھا۔ نربدا ندی ہنود کے خیال میں گوداوری سے بھی زیادہ مقدس ہے

بقیہ حاشیہ پرتگیز فرنچ۔ اور انگریز بغرض تجارت و ملک گیری آئے ہیں۔

بھروگ رشی (عابد) کے نام پر اس شہر کا نام بھروچ مشہور ہوگیا۔ بھروگ رشی (عابد) کا مندر شہر بھروچ میں اب تک موجود ہے۔ اِس شہر کا نام بھروگ پوری اور صرف پوری بھی رہا ہے۔

بھروچ کے تجارتی تعلقات۔

قدیم زمانہ میں اِس شہر کو مصر۔ ایران اور یونان وغیرہ سے تجارتی تعلقات تھے۔ بھروچ کے بندر پر جن اشیاء کی زکات (چنگی) لی جاتی تھی۔ مصر کے ایرین نام مورخ نے اپنی کتاب مصنفہ ۲۴۷ء میں جس کا نام پیری پلس ہے اِن سب اشیاء کی فہرست لکھی ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ بکٹرین یعنے بلخ کا یونانی حکمراں مسمی مینینڈر اور اپولوڈوٹس ڈیڑھ سو برس قبل عیسوی بھروچ اور جوناگڈھ پر حکومت کرتے تھے۔ چنانچہ اِن دونوں بادشاہوں کے عہد کے سکہ جات دونوں شہروں سے بکثرت برآمد ہوئے ہیں۔

بھروچ سے بڑودہ تک جو حصّہ ہے۔ اِس حصّہ کو کانم کہتے ہیں اور بڑودہ سے محمود آباد تک کا نام چروتر ہے (یہ خطہ ملک گجرات میں نہایت سرسبز و شاداب اور زرخیز شمار کیا گیا ہے۔ اسابرمتی نام ندی کے اطراف کا مُلک بھی قدیم سے آباد ہے۔ دوسری صدی عیسوی میں رودرداما کے کتبہ سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ دھولقہ اور دھندوقہ کی طرف کا حِصّہ جو بھال کے نام سے مشہور ہے اور رادھن پور اور پنچاسر کے اطراف کا حصّہ مُلک جو بدھیار کے نام سے مشہور ہے یہ بھی پُرانی آبادیاں ہیں۔ نیز مورخ مذکور لکھتا ہے کہ ایڈر اور پرانتیج وغیرہ بھی گجرات کی قدیم آبادیاں ہیں۔

باب دوم

گجرات خاص کی ہندوؤں کی قدیم تاریخ

تاریخ

ہندوؤں کی قدیم تاریخ کچھ تو مذہبی پرانوں۔ سنگین کتبوں۔ سکہ جات۔ تانبے کے پتروں کی جدید تحقیقات سے۔ اور کچھ دُور دُور کے سیاحوں۔ مثلاً یونانی چینی اور عربی وغیرہ کے لکھے ہوئے حالات سے پائی جاتی ہے۔ تاہم نہ وہ مسلسل ہے نہ مکمل۔

منو کا خاندان۔ یادو خاندان۔ موریہ۔ یونانی۔ اکشترپ۔ گپت اور بلبھی وغیرہ خاندانوں کے حالات جن کی یا تو اعلےٰ حکومت یا بالواسطہ حکومت خاص گجرات پر رہی ہے۔ مرأت مصطفےٰ آباد میں مندرج ہیں۔ کیونکہ ان کی راجدھانی کے شہر کاٹھیاواڑ میں واقع ہیں سب کے اصل سنوں سے پر عیسوی سن بناکر سہولت کیلئے لکھے گئے ہیں۔

خاندان تری کوٹک ۲۵۰ء سے ۴۵۵ء

تری کوٹک خاندان کی حکومت[۱] خاص گجرات میں قریب دو صدی تک یعنے ۲۵۰ء سے ۴۵۵ء تک رہی ہے۔ یہ لوگ کون تھے[۲] کہاں سے آئے

---

[۱]۔ ایک تامر پٹ (تانبے کا کتبہ) قصبۂ پارڈی جو قصبہ بلسار کے پاس ضلع سورت میں واقع ہے۔ برآمد ہوا ہے۔

[۲]۔ بعض قدیم تاریخ کے محقق چنانچہ بھگوان لال وغیرہ ان کو ابھیر یا آبھیر قیاس کرتے ہیں +

اسکا بھی کوئی ٹھیک پتہ نہیں ملا۔ بعض نے چیدی بھی کہا ہے۔ اکثر بٹ خاندان کے اخیر حکومت والوں کو اس خاندان نے دبا کر کاٹھیاواڑ میں اپنی اعلےٰ حکومت جمادی۔ صرف دو راجاؤں اگیشوردت اور دھرسن کے نام ملے ہیں۔ ان کی راج دھانی بھروچ[۱] یا نادوت رہی ہے۔

خاندان چالوکیہ
سنہ ۶۳۴ء

جبکہ خاندان بلبھی کاٹھیاواڑ میں زوروں پر تھا اسوقت خاص گجرات میں خاندان چالوکیہ قایم ہوا۔ اس خاندان کا بانی شروع میں دکن میں ہوا۔ مگر بعد میں اسکی دو شاخیں ہوگئیں۔ دوسری شاخ خاص گجرات کی حکمراں رہی۔ بعد میں اس خاندان کے پولکیشی راجہ کی ملک لاٹھ مالوہ۔ اور گجر لوگوں پر اعلےٰ حکومت ہوگئی۔ اس خاندان کے زمانۂ حکومت کے بہت سے کتبے وغیرہ سورت کے اطراف سے برآمد ہوئے ہیں۔ اسکی راجدھانی نوساری یا ناندی پوری یعنے نادوت اور کھیڑہ وغیرہ رہی ہے۔ اس خاندان کے پولکیشی بجے سینھ و شلادیت۔ منگلراج۔ بودھ ورما۔ وجے راج۔ اور پولکیشی ثانی وغیرہ راجاؤں کے نام کتبوں وغیرہ سے پائے جاتے ہیں۔

خاندان گجر
سنہ ۵۰۰ء

خاندان گجر کا راج ابتداء میں نہایت کم تھا۔ اور خود مختار بھی نہ تھا۔ مگر اسکے بعد میں عروج ہوا۔ انکی راج دھانی نادوت اور بھروچ رہی ہے۔ ان کے سکے جات اور تانبے کے پتروں وغیرہ سے جو برآمد ہوئے ہیں۔ ان سے ذیل کے راجاؤں کے نام معلوم ہوتے ہیں۔

دود۔ بجے بھٹ اوّل۔ دود ثانی۔ بجے بھٹ ثانی۔ دود ثالث اور بجے بھٹ

---

[۱] خاندان مَلّی اور خاندان سنکار کا ان کے اوّل یا بعد ہونا پایا جاتا ہے۔ راندیر یا بھروچ راج دھانی تھی +

ثالث وغیرہ۔

چینی سیاح ہیوان سانگ تیسرے راجہ کے وقت میں گجرات خاص میں آیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ راجہ کو بہت نفع پانی سے ملتا ہے۔ اس سے مراد دریائے نربدا ہونا چاہیئے۔ جسمیں اسوقت تجارت کی ترقی ہوگی۔ سیاح مذکور یہ بھی لکھتا ہے کہ چونکہ بھروچ بندرگاہ ہے اسلئے اطراف والوں کا اسپر بڑا دانت ہے۔ بھروچ کی اطراف کی زمین کو کھاری زمین لکھتا ہے۔ کھیتک یعنی کھیڑہ اور آنند پور یعنے بڑنگر اسکے تحت میں تھے۔ ان خاندانوں کی تباہی کس نے کی اور کس طرح ہوئی اسکا حال معلوم نہیں ہوتا۔ آپسمیں اس خاندان کا خاتمہ ہوجانا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ مگر بعض مورخین عربوں کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں۔

خاندان راشٹ کوٹ
سنہ ۷۴۳ – ۹۷۴

خاندان راشٹ کوٹ زوردار معلوم ہوتا ہے اسکی حکومت دُور دور یعنے دکن اور شمالی ہند کی طرف بھی رہی ہے۔ اس خاندان کے راجہ بھی بہت ہوئے ہیں۔ خاص گجرات کے کوک۔ دھرو۔ گوبند۔ کرکت ثانی۔ گوبند ثانی۔ دھرو ثانی۔ اکال ورش۔ اینددرمتی ورشس۔ وغیرہ راجہ ہوئے ہیں۔ یہ کون تھے اور کہاں سے آئے، وغیرہ پورے طور سے نہیں پایا جاتا۔ ان راشٹ کوٹوں کو بعض راٹھوڑ کہتے ہیں۔ اسلئے کہ انہوں نے سوریا بنسی ہونے کا دعوٰے کیا ہی۔ ان راجاؤں کے زمانۂ حکومت کے کئی تامرپٹ (تانبے کے پترے) پائے گئے ہیں جنمیں سے ایک کتبہ کرک راجہ کے نام کا جو چودہ علوم جاننے والے وُلبھ راج نامی برہمن کو ناگ ریک دنوساری میں دیا تھا۔ دوسرا تانبے کا کتبہ بڑودہ کا ملا ہے جس کا نام تڈپدرک لکھا ہے۔ ایک اور تامرپٹ بھندرسیدھی یعنے قصبۂ بورسد کے برہمن کو ایک موضع دان میں دینا لکھا ہے۔ ایک تامرپٹ بھرگوکچھ یعنے بھروچ کا ہے

جسمیں نربدا کے کنارے نہانے کے لئے دان دیا ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے بہتوں کی تحقیقات نے پتہ دیا ہے۔ مگر اختصار کو مدِ نظر رکھ کر سب بیان نہیں کیا جاسکتا اِن کی راجدھانی کا برابر پتہ نہیں چلتا۔ غالباً بڑودہ ہوگی۔ ان مذکورہ خاندان والوں کا کیا مذہب تھا۔ وہ صاف طور پر نہیں معلوم ہوتا۔ بعضوں کا شیو پنتھی ہونا پایا جاتا ہے۔

مذکورۂ بالا وسائل کے سوا آئندہ تین خاندانوں یعنے چاوڑہ، سولنکی اور باگھیلہ کے تاریخی حالات چند ہندو[1] کتابوں سے بھی پائے جاتے ہیں۔ پھر بھی ان کتابوں سے مسلسل اور یقینی تاریخ نہیں ملتی۔ بلکہ جو حالات ملتے ہیں وہ لچر اور پوچ ہیں۔ نہ کوئی طریقہ انتظام ملکی کا پتہ چلتا ہے نہ رعایا کی کوئی کیفیت ملتی ہے نہ یقین و وقت ہے۔ باہم اختلاف اور تضاد بھی بہت کچھ پایا جاتا ہے۔ علاوہ بریں ان کتابوں کے لکھنے والوں کے مذہب میں بھی فرق ہے۔ بعض شیو پنتھی بعض جینی وغیرہ ہیں۔ راجاؤں کا بھی مذہب بدلتا رہا ہے۔ لکھنے والے نے اگر راجہ اسکا ہم مذہب ہے تو اسکی تعریف ورنہ برائی لکھی ہے۔

گو پہلے بھی ابو الفضل اور صاحب مرآت احمدی نے بھی ہندو راجاؤں کے حالات لکھے۔ مگر ان میں جدید تحقیق سے بہت کچھ فرق پڑ گیا ہے۔

غرضکہ گجرات کے ہندو راجاؤں کی تاریخ ساتویں صدی عیسوی کے آخر یا آٹھویں کی ابتدا سے کچھ کچھ ٹھیک ہے۔

چاوڑا خاندان

سنہ ۶۹۶ – ۹۴۲ ع

ان سب میں پہلا خاندان چوڑا[2] یا چاوڑا ہے۔ اِس خاندان کا پہلا راجہ جس راج یا جے سکھری تھا۔ اس کا صدر مقام پنچاسر (قریب رادھن پور) تھا۔ اِسکے عہد

[1] ہیم چندر کی دواشری۔ پربند چنتامنی۔ وچار شرینی۔ رتن مالا۔ کومارپال پربند۔ کومارپال چرِت

میں ملک آباد تھا۔ اسکے عہد میں شنکر نامی شاعر تھا جس نے شہر کلیانی میں جا کر خاندان سولنکی کے راجہ بھوڑ کے دربار میں ملک گجرات اور راجہ جےسراج کی بہت تعریف کی۔ اِس تعریف و تحسین سے بھوڑ سخت ناراض ہوا۔ اُس نے اپنے ملک کے آس پاس کا بہت سا ملک فتح کرکے اپنی حدود سلطنت کو وسعت دی اِسلیئے اب اسکو گجرات پر فتح حاصل کرنے کا خیال ہوا۔ جسکو سُنکر راجہ بھوڑ نے اپنے ایک سردار میر نامی کو گجرات فتح کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ اِس نے گجرات آکر لوٹ مار شروع کردی جےسراج نے اپنے سالے سُور پال نامی کو اسکے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ سُور پال نے اسکو شکست دی اسکے بعد بھوڑ بذات خود فوج کثیر لیکر گجرات پر چڑھ آیا۔ اور قریب ڈیڑھ مہینے تک پنچاسر کا محاصرہ کئے رہا۔ اس جنگ عظیم میں طرفین کے ہزاروں سپاہی کام آئے۔ آخر جےسراج مقتول ہوا۔ جسراج کی رانی روپ سندری حاملہ تھی۔ اسکو اسکے بھائی سُور پال نے جنگل میں چھپا دیا۔ راجہ بھوڑ نے یہاں سے روانہ ہوکر کاٹھیاواڑ اور کچھ فتح کیا۔ اور ملک مفتوحہ پر اپنی طرف سے صوبہ مقرر کرکے اپنے دارالصدر کو واپس گیا۔

بنراج چاوڑا
سنہ ۷۴۶ء

بنراج چونکہ روپ سُندری رانی کے بطن سے جنگل میں پیدا ہوا تھا اسلیئے اسکا نام بن راج (جنگل کا راجہ) رکھا گیا۔ جب وہ چھ مہینے کا ہوا تو ایک جتی نے جسکا نام شیلگون سوری تھا اسکی اور اسکی ماں کی پرورش کرنی شروع کی۔ سُور پال کو جب معلوم ہوا کہ اسکی بہن

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۔ وستو پال چریت وغیرہ کے سوا چند اور بھی ہیں جنمیں سے اکثر دوراز کار واقعات اور فرضی افسانوں سے بھری ہوئی ہیں اور سچ یہ ہے کہ ان میں ایک بھی تاریخ کہلانے کی مستحق نہیں ہے۔ ؎ بھگوان لال نے اپنی تاریخ گجرات میں لکھا ہے کہ چید اسکے معنی چور (دزد) کے ہیں چونکہ یہ لوگ دیو پٹن کے دریائی کنارہ پر رہزنی اور لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ بدینوجہ اس لقب سے ملقب ہوئے

کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے تو اسکے پاس گیا اور جب یہ سنِ تمیز کو پہونچا تو یہ دونوں ماموں بھانجے بھوڑ کے ملک کو تاخت و تاراج کرنے لگے۔ اس اثناء میں جب سورپال مرگیا تو بن راج تن تنہا بھوڑ کے ملک کو تاراج کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ایکبار بھوڑ کا خزانہ جو بھوڑ کے دار الصدر (کلیانی) کو جارہا تھا اس خزانہ کو بھی لوٹ لیا۔ جس سے کسی قدر دولت مند اور زبردست ہوگیا۔ اور نہر سرستی کے کنارہ اس نے ایک شہر انہل واڑ[1] آباد کیا۔ اور وہاں کا راجہ بن بیٹھا۔ اور مسمی چانپا کو جو قوم کا بنیا اور بنراج کو روپیہ سے مدد کرتا تھا۔ اپنا وزیر مقرر کیا۔ آخر ایک سو دس برس کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوگیا۔

یوگ راج
سنہ ۸۰۶ء – ۸۴۲

بنراج کے قضا کرنے کے بعد اسکا بیٹا یوگراج بنراج کا جانشین ہوا۔ یہ بھی اپنے باپ کی مانند بڑا بہادر تھا۔ اس نے اپنے ملک حدود کو بڑھایا۔ اسکو عموماً تمام آلات حرب و ضرب خصوصاً تیر اندازی میں نہایت درجہ کی مہارت تھی۔ اور ذی علم بھی تھا۔

ایک بار یوگراج کے بیٹے کھیم راج نے ایک پردیسی مسافر کا جہاز لوٹ لیا۔ جب یوگراج کو معلوم ہوا تو اس نے اِسکی قرار واقعی تنبیہ کی۔

کھیمراج
سنہ ۸۴۲ء – ۸۶۶

سنہ ۸۴۲ء میں یوگراج کا بیٹا کھیم راج اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ اسنے بھی اپنے آبائی ملک کو بہت کچھ بڑھایا۔ مگر اسوجہ سے کہ بدمزاج اور درشت کلام تھا۔ اِسکے تمام رشتہ داروں سے اور اس سے باہم نا اتفاقی رہی ۔

[1] بنراج کو لوٹ مار کے مقامات میں ایک چرواہا اس کا رہنما تھا۔ جس کا نام آنہل تھا۔ اِس لئے جب بن راج نے شہر آباد کیا۔ تو اُسی آنہل چرواہے کے نام پر شہر کا نام انہل واڑ نام رکھا۔ مورخین اسلام اس شہر کو نہروالہ لکھتے ہیں ۔

بھوڑ یا پیتھو
۸۶۶–۸۹۵ سنہ ء

۸۶۶ سنہ ء میں کھیم راج کا بیٹا بھوڑ راج گدّی پر بیٹھا۔ بھوڑ کا دوسرا نام پیتھو تھا۔ بھوڑ کے عہد کی کوئی حقیقت قابل درج نہیں معلوم ہوتی۔

بیر سنگھ
۸۹۵–۹۲۰ سنہ ء

بھوڑ کے بعد اسکا بیٹا بیر سنگھ باپ کی راج گدّی پر بیٹھا۔ اسکے عہد کا بھی کوئی واقعہ درج کے قابل نہیں ہے۔

رتن دیت
۹۲۰–۹۳۵ سنہ ء

بیر سنگھ کے بعد اسکا بیٹا رتن دیت راجہ ہوا۔ یہ راجہ نہایت درجہ کا نیک چلن اور قول کا سچا اور بہادر گذرا ہے۔ اس نے اپنے ملک میں انتظام بھی نہایت عمدہ رکھا۔ اور رعایا اسکی بہت امن وامان کی حالت میں رہی۔

سامنت سنگھ
۹۳۵–۹۴۲ سنہ ء

رتن دیت کے بعد اسکا بیٹا سامنت سنگھ راجہ ہوا۔ یہ راجہ نہایت بد چلن وظالم تھا۔ ایک روز اس نے نشۂ شراب میں اپنے بھانجے مولراج کو اپنا راج حوالہ کر دیا۔ مگر جب نشہ اُتر گیا تو مولراج سے پھر راج واپس مانگا۔ مگر مولراج نے ملک واپس نہ دیا۔ اور سامنت سنگھ اور ساتھیوں کو قتل کر کے بالاستقلال راجہ ہو گیا۔

خاندان سولنکی
۹۴۲–۱۲۴۲ سنہ ء

مولراج
۹۴۲–۹۹۷ سنہ ء

کلیانی کے راجہ بھوڑ کی چوتھی پشت میں بھون دِیت نامی راجہ تھا۔ وہ اتفاقاً اپنے بیٹے راج کو ساتھ لے کر سومناتھ کی جاترا کو گیا تھا۔ وہاں سے واپس آتے وقت چاوڑا خاندان کے راجہ

۱؎ گجرات۔ پراچین اتہاس میں بھوڑ کو چاموںڈ لکھا ہے۔ اور اخیر کے راجہ گھاگھڑ یا راہڑ اور بھوبھٹ

رتنادیت نے اپنی بیٹی لیلہ وتی کی شادی راج کے ساتھ کردی جس سے مولراج پیدا ہوا۔

مولراج اپنے ماموں سامت سنگھ کو قتل کرکے راجہ تو بن بیٹھا۔ لیکن مولراج کو حقیقت میں راج پانے کا کوئی حق نہ تھا۔ اِسلیئے راجہ اجمیر اور بارپ راجہ دکن کے سالار نے اسپر فوجکشی کی۔ مولراج نے اندیشہ کیا کہ ایک ہی وقت میں دو دشمنوں سے مقابلہ کرنا خلاف مصلحت ہے۔ اِس لحاظ سے مولراج نے راجہ اجمیر کو بطور پیشکش کچھ نقد روپیہ دیکر واپس کیا۔ اور بارپ سپہ سالار راجۂ دکن کو شکست دیکر بھگا دیا۔ بعد اسکے جب اِس مخمصہ سے فراغت حاصل کرچکا تو سورٹھ پر چڑھائی کی۔ جسکا بیان مرأت مصطفےٰ آباد میں ہے۔

مہی اور نربدا دونوں ندیوں کے درمیان کے ملک میں لاٹ کے راجہ نے مولراج کی توہین کی۔ اِس سبب سے مولراج کے بیٹے چامونڈ نے اسپر چڑھائی کرکے اسکے ملک پر قبضہ کرلیا۔ جس سے اسکا راج آبو سے لیکر نربدا تک کا ملک قبضہ میں آجانے کے باعث بہت وسیع ہوگیا۔ اس راجہ نے بہت سے شوالے بھی بنوائے۔

چونکہ مولراج نے اپنے ماموں اور اسکے خاندان کو قتل کرکے راج پاٹ حاصل کیا تھا۔ اِسلئے اپنی آخر عمر میں اِس نے اپنی گذشتہ کارروائی پر بہت افسوس کھایا۔ اور اسکی تلافی یہ کی کہ اپنی سخاوت اور داد و دہش سے گجرات کے تمام پنڈتوں کو نہال اور مالامال کردیا۔ یہانتک کہ شمالی ہند سے پنڈتوں کو گجرات میں بلا کر آباد کیا۔ جسکی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷ ۔ ہیں اور وقت میں بھی بہت فرق ہے۔

لے سامت سنگھ کی بہن کے بچہ تولد ہوتے وقت وفات پاجانے سے اسکے شکم کو چیر کر زندہ بچہ نکال لیا گیا تھا۔ اوسوقت ماہتاب برج حمل میں ہونے سے اسکا نام مولراج رکھا گیا +

اولاد ابتک بنام اُودیچ (شمالی) مشہور ہے۔ اوران کو گانوں اور جاگیریں دیں بعد اسکے اپنے بیٹے چامُوڑ کو اپنی راج گدی کا جانشین کرکے خود راج پاٹ سے کنارہ کیا اور بقیہ عمر تیرتھ اور جاترا میں بسر کی۔

مُولراج کو عقلمند اور بہادر تھا۔ مگر ان اوصاف کے ساتھ ہی طامع اور ظالم بھی تھا۔

چامُوڑ
سنہ ۹۹۷ء
۱۰۱۰

چامُوڑ کے تین بیٹے تھے۔ (۱) وَلَب سین (۲) دلب سین (۳) ناگ راج۔ اس نے تیرہ برس راج کرکے اپنے بڑے بیٹے وَلَب سین کو اپنا راج حوالہ کردیا۔ اور خود تیرتھ و جاترا وغیرہ کرنے کیواسطے بنارس (کاشی) چلاگیا۔

چامُوڑ اپنے لڑکے وَلَب سین کو تخت تاج سونپ کر سنہ ۱۰۱۰ء میں کاشی کی زیارت کو جارہا تھا کہ راستے میں مالوہ کے راجہ نے اُسکی تمام بادشاہی نشانیاں مع چھتر شاہی کے چھین کر اسکی تحقیر کی۔ جس سے چامُوڑ نے واپس آکر اپنی اِس تذلیل کا ذکر اپنے لڑکے سے کیا۔ اسکو سُنکر وَلَب سین نے اس حقارت کا بدلہ لینے کے لئے مالوہ کے راجہ پر لشکر کشی کی۔ مگر راہ میں مرض چیچک لاحق ہونے کے سبب سے اسکا انتقال ہوگیا جس سے لشکر نہایت غمگینی اور شکستہ دلی کے ساتھ گجرات کو واپس لوٹا۔ چامُوڑ نے پھر اپنے دوسرے لڑکے دلب سین کو راج گدی پر بٹھاکر خود سادھو ہوگیا۔ شکل تام تیرتھ کو جو بھروچ سے سات کوس کے فاصلہ پر دریائے نربدا کے متصل واقع ہے چلاگیا۔

ک۔ اِس نے اپنی بہن سے فعل شنیع کیا تھا اسلئے اوسکے کفارہ میں یہ اختیار کیا۔ گجرات پراچین اتہیاس صفحہ ۱۷۲+

ولبھ سین

ولبھ سین نے انہل واڑے کے قریب ایک تالاب اور کئی ایک شیوالے تعمیر کرائے۔ ناگراج نامی اوسکا ایک چھوٹا بھائی تھا۔ دونوں بھائیوں کی عورتیں مارواڑ کے راجہ کی کنوریاں تھیں۔ ولبھ سین کے کوئی لڑکا نہ تھا۔ مگر ناگراج کے ایک لڑکا مسمی بھیم دیو تھا جب بھیم دیو سین بلوغت کو پہونچا تو ولبھ سین نے اسکو ۱۰۲۲ء میں راج پاٹ کا وارث بنایا۔ اور وہ اور اُسکا بھائی دونوں ملکر طاعت و ریاضت میں زندگی گزارنے لگے۔

ولبھ سین نے راج کا انتظام معقول طور پر کیا۔ جا بجا تالاب بنوائے ملک کو آباد کیا۔

بھیمدیو اوّل
۱۰۲۲ء
۱۰۲۷

ولبھ سین کے بعد اسکے بھائی مسمی ناگراج کا بیٹا بھیم دیو گدی نشین ہوا۔ بھیمدیو کے عہد میں سلطان محمود غزنوی نے گجرات پر فوجکشی کی۔ جسکا بیان تاریخ اسلام کے ضمن میں کیا جائیگا بھیمدیو نے سندھ پر چڑھائی کرکے وہاں کے راجہ کو شکست دی۔ اسوقت مالوہ میں راجہ بھوج کا راج تھا۔ جسمیں اور راجہ بھیمدیو میں باہم نااتفاقی تھی۔ اور نااتفاقی کیوجہ یہ ہوئی تھی کہ راجہ بھوج نے اپنے ایک فوجی سردار کو گجرات فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اسپر بھیمدیو نے بنارس کے راجہ کرن سے متفق ہو کر راجہ بھوج پر فوجکشی کی اور ہنوز یہ لڑائی ہو ہی رہی تھی کہ راجہ بھوج کا انتقال ہو گیا۔ اور بنارس کے راجہ کرن نے راجہ بھوج کا تمام خزانہ لوٹ لیا۔ مگر بھیمدیو کو اس خزانہ کا کچھ بھی حصہ نہ دیا۔ اور اس اقرار پر ٹال دیا کہ مالوہ کی کل آمدنی بھیم دیو کی۔

چونکہ مسلمان حکام کے مقابلہ کے لئے بھیمدیو نے بیسل دیو راجہ اجمیر کی رفاقت نہیں منظور کی تھی اس سبب سے اجمیر کے راجہ نے بھیمدیو پر چڑھائی کرکے بھیم دیو کو شکست دی۔ آخر کار بھیمدیو نے مغلوب ہو کر راجہ اجمیر کو بہت کچھ دولت

دی۔ اور فتح کے بعد تبیل دیو نے اپنی فتح کا یادگار گجرات میں تبیل نگر نام ایک شہر آباد کیا۔

بھیمدیو کے تین بیٹے تھے۔ کھیمراج۔ کرن۔ مولراج۔ اسنے بڑھاپے میں اپنا راج پاٹ اپنے بڑے بیٹے کھیمراج کے سپرد کر کے خود گوشہ نشین ہو جانا چاہا۔ لیکن کھیمراج نے اپنے باپ کے جیتے جی راجگدی پر بیٹھنے سے باپ کیساتھ رہنا زیادہ تر پسند کیا۔ اسلئے بھیمدیو کا دوسرا بیٹا کرن گدی نشین ہوا۔ بھیمدیو فنون جنگ کا ماہر اور چالاک تھا۔ خصوصاً تیر اندازی میں اسکو بڑی مہارت تھی۔ اور پنڈتوں کی قدردانی کرتا تھا۔

راجہ کرن
۱۰۷۲ سنہ ۱۰۹۴ ع

راجہ کرن نے دھندوقہ اور اساول وغیرہ کے کولی راجاؤں کو بعد جنگ ومقابلہ شکست دے کر اپنا مطیع کر لیا۔ پٹن کے جنوبی سمت میں کرن ساگر نام تالاب تعمیر کرایا۔ اسکی بی بی مینل دیوی کے بطن سے سدھراج جی سنگھ پیدا ہوا جو راجہ کرن کے بعد گدی نشین ہوا۔

سدھراج
۱۰۹۴ سنہ ۱۱۴۳ ع

جب راجہ کرن مرا تو سدھراج بہت کم عمر تھا۔ اس سبب سے راج کا تمام کاروبار سدھراج کی ماں کے متعلق رہا۔ ایک دفعہ مینل دیوی سومناتھ کی زیارت کو جارہی تھی۔ دھولقے سے بیس میل کے فاصلہ پر موضع بھولاد ہے۔ وہاں تک وہ پہونچی۔ یہاں پر آنہلواڑہ کے راجا سومناتھ کے زائرین کے پاس سے زیارت کی فیس وصول کرتے تھے۔ جو زائرین فیس ادا نہ کر سکتے تھے ان کو وہاں سے مایوسی کے ساتھ واپس پلٹ جانا پڑتا تھا۔ مینل دیوی جب قصبہ بھولاد تک پہونچی ہے تو زائرین کو واپس لوٹتے ہوئے دیکھ کر اُسے صدمہ پہونچا۔ وہاں سے فوراً ہی اپنے گھر کی طرف

مراجعت کی اور سدھراج کو جو اسیطرف آرہا تھا راہ میں ملاقی ہوئی۔ سدھ راج نے جب مراجعت کا باعث پوچھا تو مینل دیوی نے کہا کہ "جبتک زائرین کے پاس سے فیس لینی موقوف نہ ہوگی اوسوقت تک میں کھانا نہ کھاؤنگی۔ اس زائرانہ محصول کی سالانہ آمدنی ۲،۷ لاکھ روپیہ تھی۔ اس قدر رقم کثیر کے نقصان کے ساتھ بھی راجہ نے اپنی ماں کی خواہش کو منظور کر کے کہا کہ "تمہارے سبب سے مذہبی فرض کی ادائگی کے لئے میں اِس ٹیکس کو موقوف کرتا ہوں"۔ اِس کے بعد مینل دیوی سومناتھ کی زیارت کو گئی۔

وہ بہت عقلمند اور چالاک رانی تھی۔ اِس نے بہت سے مکانات رفاہ عام کیلئے تعمیر کرائے تھے۔ اِس نے بیرمگادُں میں منسر اور دھولقہ میں ملاؤ نام کے دو تالاب بنوائے تھے۔

ایک دفعہ مینل دیوی نے ملاؤ تالاب کے لئے جگہ پسند کر کے خرید لینے کا ارادہ کیا۔ اُس جگہ کے بیچ میں کسی عورت کی زمین آتی تھی۔ اِسلئے اُس عورت نے اپنی زمین بیچ دینے سے انکار کیا چنانچہ رانی نے اُس عورت کی مرضی کے مطابق اُس جگہ کو چھوڑ کر تالاب ٹیڑھا بنوایا۔

سدھراج۔ راجۂ مالوہ مسمیٰ جشوورما سے بائیس برس لڑتا رہا۔ آخر کار راجہ جشوورما کو مقید کر کے اپنے دار الصدر میں لایا۔ اِسنے اپنا دار الصدر بجائے انہل واڑہ سدھپور پٹن مقرر کیا تھا۔ ملک سورٹھ اور کچھ فتح کر لیا۔ جسکا بیان مرأت مصطفےٰ آباد میں کیا گیا ہے گجرات کے شمالی ممالک یعنی اجلیسر اور چندراہتی کے پرمار راجہ بھی اسکے مطیع تھے اور آبو کے اُسطرف بھی اسکی حکومت تھی۔ دکن میں کھولا پور وغیرہ کے راجگان بھی اسکا دبدبہ مانتے تھے۔ سدھراج نہایت ہی نصیب ور سخی دل اور مذہبی خیال کا آدمی تھا جس سے وہ نہایت ہر دلعزیز ہوگیا تھا۔ اسنے گجرات میں اعلےٰ درجہ کی کاریگری

کی عمارتیں اور مکانات تعمیر کرائے تھے۔ اور ملک میں جابجا کنویں اور تالاب بھی تعمیر کرائے۔ کہتے ہیں کہ رات کو گشت لگا کر اسنے بھوتوں وغیرہ کو اپنے تابع کر لیا تھا اور کئی قسم کے عملیات اِسکو یاد تھے۔

چونکہ سدھراج کے کوئی اولاد نہ تھی اسوجہ سے اسکے بعد اسکے چچا کھیم آج کی اولاد سے کمارپال راجہ ہوا۔ بھگوان لال مورّخ اپنی تاریخ گجرات میں ایک دوسرے مُصنّف کا حوالہ دے کر لکھتا ہے کہ سدھراج اکثر امور کے لحاظ سے اچھا راجہ تھا۔ مگر اسکے ساتھ ہی اس راجہ میں زناکاری کا سخت عیب بھی تھا۔ یہانتک کہ برہمنیوں کو بھی نہیں چھوڑتا تھا۔ اور اسی سبب سے ہندو شاعروں نے اسکی بہت مذمت کی ہے۔

کمارپال
۱۱۴۳ سنہ ء ۱۱۷۴

ناگور کے راجہ آن نے کمارپال پر یورش کر کے شکست کھائی اور کمارپال نے اِسکی بیٹی کے ساتھ شادی کی۔ اور کثیر التعداد دولت لیکر آن سے صلح کر لی۔ کمارپال نے مالوہ کے راجہ پر فوجکشی کر کے اسکو شکست دی۔ اسکے بعد اس نے اپنے ایک سردار امر بھٹ کو ملک کوکن کو فتح کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ مگر یہ سردار اِس مرتبہ شکست کھا کر واپس آیا۔ دوسری مرتبہ بھی چڑھائی کر کے کوکن کے راجہ کو قتل کیا۔ اور راجہ کے دارالصدر کو لوٹ کر اور بیشمار مال و دولت لیکر اپنے ملک کو مراجعت کی۔

کمارپال نے جین مذہب کے مندر اور شوالہ جات بہت تعمیر کرائے۔ اور سومناتھ کے مندر کی مرمت بھی کی۔ کمارپال بھی پنڈتوں کا بڑا قدردان تھا۔ چونکہ اِس کے کوئی اولاد نہیں تھی۔ اِسلئے اس کے بعد اِسکا بھانجا مسمّے اجے پال راجگدی کا مالک ہوا۔

آجے پال
۱۱۷۴ سنہ ء ۱۱۷۷

آجے پال شیو مذہب کا راجہ تھا۔ اور متعصب بھی تھا۔ اس نے جین مذہب والوں پر اور دیگر مذاہب پر بہت ظُلم کیا۔ اور ان کے کئی مندر

منذر گروادئے۔ آخر کار نتیجہ اِس ظلم کا یہ ہوا کہ اسکے ایک ادنے درجہ کے سپاہی نے اسکے سینہ میں کٹار مار کر اسکا کام تمام کردیا۔

مولراج ثانی
سنہ ۱۱۷۷ء ۱۱۷۹

آجے پال کے بعد اسکا بیٹا مولراج نامی باپ کے تخت پر بیٹھا اور چونکہ بہت کم سنی میں گدی نشین ہوا تھا۔ اسلئے لوگ اسکو بال مولراج کہتے تھے۔ اور اسکی طرف سے اسکی ماں نائکا دیوی راج کے تمام کام انجام دیتی تھی۔ غرض دو برس کے بعد مولراج کا انتقال ہوگیا اور چونکہ لاولد مرا تھا اسکا چچا بھیم دیو اسکے بعد راجہ ہوا۔

بھیم دیو ثانی
سنہ ۱۱۷۹ء ۱۲۴۲

بھیم دیو ثانی چونکہ سادہ لوح اور احمق تھا۔ لوگ اسکو بھولا بھیم کہتے تھے۔ جے سنگھ پرمار راجہ آبو کی ایک لڑکی تھی۔ جو پرتھی راج اجمیر سے منسوب تھی۔ بھیم دیو نے اِس لڑکی کو طلب کیا۔ جے سنگھ نے لڑکی کو اجمیر بھیجدیا۔ اِس امر سے آزردہ ہو کر بھیم دیو نے اجمیر پر چڑھائی کی۔ اور پرتھی راج کے باپ سومیسر کو شکست دے کر قتل کر ڈالا۔ جب پرتھی راج کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو ۶۵ ہزار فوج لے کر گجرات پر چڑھ آیا۔ اور بھیم دیو کو شکست دی

۱۱۹۵ء میں قطب الدین ایبک نے گجرات پر چڑھائی کی جسکا بیان عہد اِسلام کے حالات میں آئیگا۔

۱۲۲۴ء میں اسکے ماتحت راجگان نے بغاوت کی جنمیں سے جے سنگھ سولنگی نے گجرات کا راج چھین لیا۔ لیکن سنہ ۱۲۲۸ء میں اسنے اپنا گیا ہوا ملک پھر واپس لے لیا اور سنہ ۱۲۴۲ء میں مرگیا۔

جب تربھون پال گدی پر بیٹھا اسوقت دھولقہ میں باگھیلہ راجپوتوں کی حکومت تھی۔ وہاں کے راجہ نے بھیم دیو کے وقت میں اسکے ملک کا کچھ حصّہ غصب کرلیا تھا۔ سنہ ۱۲۴۴ء میں بیسلدیو باگھیلہ نے تربھون پال کو تخت سے اُتار دیا اور خود قابض

ہوگیا۔ اِسطرح خاندان سولنکی کا انجام اور خاندان باگھیلہ (واگھیلہ) کا آغاز ہوا۔

خاندان باگھیلہ (واگھیلہ)

بیسلدیو
۱۲۴۴ع
۱۲۶۲ع

بھیمدیو ثانی کے زمانہ میں باگھیلہ خاندان کے راجپوت لوگ بھی زبردست تھے۔ اِنمیں سے اَرن راج نے بھیمدیو کو بہت مدد دی تھی۔ اِسلئے ارنوراج[۵] کے بیٹے لون پرساد کو بھیمدیو نے اپنا وزیر بنایا مگر آخر کار وزیر اور راجہ میں باہم نااتفاقی ہوگئی۔ اِسوجہ سے لون پرساد نے دھولقہ اور دھندوقہ وغیرہ پرگنہ جات پر قبضہ کرکے ایک علیحدہ راج قایم کیا اور دھولقہ شہر کو اپنا صدر مقام قرار دیا۔ لون پرساد کے مرنے کے بعد اِسکا بیٹا بیر دھول ایسا بہادر ہوا کہ اِس نے گودھرہ اور کھمبایت فتح کرکے اپنے راج میں شامل کرلیا۔

سنہ ۱۲۴۰ء میں بیر دھول کا اِنتقال ہوگیا۔ اسکے دو بیٹے تھے (۱) بیرمدیو (۲) بسیلدیو۔ چونکہ بڑے بیٹے بیرمدیو سے اور باپ سے باہم نااتفاقی تھی۔ اِسلئے اسنے بیرم گانوں آباد کرکے اِسی گانوں میں قیام اختیار کیا۔

بیر دھول کے وزیر نے بیرم دیو کو قتل کرا کے بیسل دیو کو راج پاٹ حوالہ کردیا بیسل بہت ہوشمند اور بہادر تھا۔ اور اپنی ہوشمندی اور بہادری کی مدد سے اسنے تربھون پال سے نہروالہ کا راج چھین لیا۔ اور تمام گجرات کا راجہ ہوگیا۔ اور باگھیلہ (واگھیلہ) خاندان کا پہلا راجہ یہی شمار کیا جاتا ہے۔ اِس نے اپنے باپ کے وقت

۵۔ کمارپال سولنکی نے ارن راج سولنکی کو جو اسکا چچازاد بھائی ہوتا تھا ایک گانوں باگھیل نام جاگیر دیا تھا۔ اسلئے ارنوراج اور اسکا خاندان باگھیلہ کے نام سے مشہور ہوا۔

کے وزیر کو معزول کرکے وزارت کا عہدہ ایک برہمن کو دیا جسکا نام ناگڑ تھا۔ پرانے مندروں کی مرمت کرائی اور ڈبھوئی کا قلعہ تعمیر کرایا۔ کرناٹک کے راجہ کی بیٹی سے شادی کی۔

ارجن دیو
سنہ ١٢٦٢ع – ١٢٧٥ع

ارجن دیو بسیل دیو کا بیٹا تھا۔ سومنات کے کتبہ سنہ ١٢٦٤ع میں ارجن دیو کی بہت تعریف لکھی ہے۔ اِسکے عہد میں اس ملک میں چند اہل اسلام حاکم بھی تھے جنمیں سے ایک کا نام ہرمز اور دوسرے کا نام خواجہ ابراہیم ناخدا تھا۔ اور علاوہ اِن کے اور بھی مسلمان حاکم تھے۔ ہرمز نے بمقام بلاول پٹن ایک مسجد بھی تعمیر کرائی تھی۔ ارجن دیو کے بعد اسکا بیٹا سارنگ دیو

سارنگ دیو
سنہ ١٢٧٥ع – ١٢٩٦ع

راجہ ہوا۔ آبو کے کتبہ سنہ ١٢٩٤ع سے معلوم ہوتا ہے کہ سارنگ دیو راجہ گجرات کا بسیل دیو راجہ چندراوتی باج گزار تھا۔ سارنگ دیو کے بعد کرن راجہ ہوا۔

کرن باگھیلا
سنہ ١٢٩٦ع – ١٢٩٧ع

راجہ کرن کے دو وزیر تھے۔ جنمیں سے ایک کا نام مادھو اور دوسرے کا نام کیشو تھا۔ یہ دونوں بھائی قوم کے ناگر تھے۔ مادھو کی بی بی نہایت حسین تھی۔ کرن اسکے جمال پر فریفتہ ہوگیا اور وصل کی تدبیر یوں کی کہ مادھو کو ایک فوج کے ساتھ کہیں لڑائی پر بھیجا اور کیشو کو قتل کرکے مادھو کی بی بی کے وصل سے کامرانی حاصل کی۔ جب مادھو کو اس معاملکی خبر ہوئی تو مادھو بالا بالا دہلی چلا گیا۔ اور سلطان علاء الدین کو گجرات فتح کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ ہندو مورخین نے سلطان علاء الدین کے گجرات فتح کرنے کا یہی سبب لکھا ہے۔ مگر محض قصہ اور گھڑت ہے۔

باب تیسرا

اہلِ اسلام

خلافتِ راشدہ کے زمانہ میں

ساحلِ گجرات پر فوجکشی

آمیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت میں ابو العاص عامل عمین نے بمبئی کے نزدیک بندر تھانہ[۱] پر ۱۵ھ میں فوجکشی کی اور مالِ غنیمت کے ساتھ واپس چلا گیا

اسکے بعد امیر المومنین حضرت عثمانؓ بن عفان کی خلافت میں ابن جبلہ بطور سفیر کے ۲۲ھ میں اسی بندر کو بھیجا گیا۔ مگر اسکا کچھ نتیجہ معلوم نہوا۔ امیر المومنین حضرت علیؓ کی خلافت میں اسلامی لشکر بندر بھروچ پر پہونچا تھا۔ اِس لشکر کا حال صرف اتنا ہی معلوم ہوا کہ لڑائی کر کے وہ مکران کیطرف چلا گیا۔

بقول منصور بن حاتم فضل بن ماہان نے ۲۴۷ھ ۹۱۷ء میں سندان فتح کیا۔ مسجد جامع کی بنیاد ڈالی۔ خلیفہ عباسی مامون الرشید کے نام کا خطبہ جاری کیا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا محمد وہاں کا حاکم ہوا۔ مگر جب وہ سندھ کیطرف گیا اُسکے بھائی نے سندان پر قبضہ کر لیا جسکو مار کر وہاں کے لوگوں نے پھر قبضہ کر لیا۔

امین الملۃ یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی ۴۱۵ھ ۱۰۲۴ء

۴۱۵ھ کے اواخر میں کہف الدولۃ والاسلام[۲] سلطان محمود غزنوی براہ اجمیر کی راہ سے گجرات میں داخل ہوا لیکن چونکہ وہاں کا

۱۔ اگرچہ اسوقت یہ بندر گجرات میں داخل نہیں ہے مگر اسکو بھی تاریخ سے تعلق ہے یعنی پیشتر یہ گجرات میں داخل تھا

۲۔ یہ خطاب خلیفہ بغداد القادر باللہ عباسی کیطرف سے سلطان محمود کو عطا ہوا تھا۔

سو لنکی راجہ بھیم دیو جو اوسوقت ہندوستان کے نامی راجاؤں میں شمار کیا جاتا تھا اپنی راجدھانی انہل واڑہ پٹن (فارسی تاریخوں کا نہر والہ) سے فرار ہوگیا تھا۔ اسلئے سلطان نے وہاں سے اسباب رسد افراط سے لیکر سومناتھ کیطرف کوچ کیا۔ جو تفصیلاً مرات مصطفے آباد میں مذکور ہے۔ چونکہ راجہ بھیم دیو نے سومناتھ کی حمایت میں لشکر جرار لیکر سلطان سے مقابلہ کیا تھا۔ اگرچہ اوسمیں پسپا ہوکر راجہ مذکور فرار ہوگیا تھا۔ مگر کئی مسلمان اوس مقابلہ میں شہید ہوگئے تھے۔ اسلئے سلطان بعد فتح سومناتھ راجہ بھیم کی تنبیہ و تادیب کے لئے نہر والہ پہنچا۔ مگر راجہ پیشتر ہی سے فرار ہوکر قلعہ کھندھہ[2] میں پناہ گزیں ہوچکا تھا۔ لہذا سلطان کو بھی اوسطرف کوچ کرنا پڑا۔ جب وہاں پہونچا تو اوس قلعہ کو عمیق پانی سے محیط پایا۔ اور جب جزر ہوگیا تو سلطان مع لشکر عبور کرکے قلعہ میں پہونچا اور دیکھا کہ راجہ وہاں سے بھی کسی راستہ سے بھاگ نکلا۔ مگر اہل قلعہ اکثر مقتول ہوئے اور لشکر سلطانی مال غنیمت سے مالامال ہوگیا۔ اسکے بعد سلطان نے مظفر و منصور ہوکر پھر نہر والہ کیطرف مراجعت کی اور چونکہ برسات کا موسم تھا۔ اور گجرات کی آب و ہوا نہایت پسند آئی اور موسم کی

---

[1] فرشتہ اور طبقات اکبری نے برم دیو لکھا ہے اور اکبر نامہ اور مرات احمدی نے جامنڈ لکھا ہے شاید جاموندڈ کا نام ہو جو نہ بہ مک حکمران آئی ہے مگر ابن اثیر نے برابر بھیم دیو نام لکھا ہے جو گجرات کی ہندو تاریخوں کے موافق ہے۔

[2] تاریخ فرشتہ میں یہ نام لکھا ہے۔ مگر املا میں غلطی معلوم ہوتی ہے۔ مورخین حال یہ قلعہ کہاں تھا اس بارے میں بہت غلطاں و پیچاں ہیں چنانچہ مسٹر نیوبرا اور ڈاکٹر ڈیل قلعہ گندہار لکھتے ہیں جو خلیج کھمبایت میں واقع ہے۔ کرنل بگس قلعہ گندوی لکھتا ہے۔ جو سورت سے قریب ۲۰ میل فاصلہ پر ہے۔ ڈاکٹر بولر قلعہ کنتھ کوٹ لکھتا ہے۔ جو ملک کچھ میں واقع ہے۔ اور کرنل واٹسن لکھتا ہے کہ کھندھوی ہوگا۔ جو کاٹھیاواڑ کے ساحل پر واقع ہے۔ اور العتبی نے گندبا لکھا ہے۔ گرچہ نہ دارد۔

وجہ سے سرسبزی و شادابی اور بھی دل آویز ہو رہی تھی اور زرخیزی میں ہندوستان کا یہ حصہ بہترین معلوم ہوا تو سلطان نے غزنین کو شاہزادہ مسعود کے سپرد کر کے نہروالہ[1] کو دارالملک قرار دینا اور وہیں رہکر حکومت کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ مگر ارکان دولت قاہرہ نے ازروئے خیر خواہی عرض کیا کہ خراسان کے ملک کو بڑی محنت سے پاک و صاف کیا ہے اور اب اسکو چھوڑ کر نہروالہ کو دارالملک قرار دینا مصلحت ملکی کے خلاف ہے۔ غرض سلطان اسباب پر کاربند ہو کر گجرات کا داﺑشلیم مرتاض کو خراج پہونچانے کے وعدہ پر حاکم بنا کر سنہ ۴۱۷ھ میں غزنین کیطرف روانہ[2] ہو گیا۔ داﺑشلیم مرتاض اور ایک دوسرا داﺑشلیم کا طولِ طویل[3] قصہ کسی قدر اختلاف کے ساتھ فارسی تاریخوں میں مذکور ہے۔ حال کے مورخین طرح طرح کا قیاس کرتے ہیں۔ مگر قیاس زیادہ تر چسپاں راجہ بھیم کے چچا دلبھین[4] سے ہوتا ہے۔ بہرکیف سلطان کی مراجعت کے

۱۔ روضۃ الصفا نے سومناتھ لکھا ہے۔ اور فرشتہ نے نہروالہ۔ اور یہی زیادہ ترقرین قیاس ہے ماسواسکے دلپسند سرسبزی و شادابی اور زرخیزی وغیرہ اطراف نہروالہ میں بہ نسبت اطراف سومناتھ زیادہ تھی۔

۲۔ سلطان نے بوجہ نزدیکی کے صحرائے کچھ کی راہ اختیار کی۔ اثناء راہ ایک ہندو راہبر بن کر جہاں مطلق پانی نہ تھا لشکر کو لیگیا۔ ایک رات دن پانی نہ ملنے سے اہل لشکر کو نہایت اضطرابی ہوئی۔ سلطان کے دریافت کرنے پر اوس ہندو نے جواب دیا کہ میں سومناتھ کا فدائی ہوں۔ تم کو اور لشکر کو ہلاک کرنے کیلئے یہ کارروائی میں نے کی سلطان نے غضب میں آکر اوسکو قتل کرا دیا۔ دوسری رات کو سلطان لشکر گاہ سے صحرا کی طرف گیا اور وہاں خداوند کریم سے عاجزی کے ساتھ دعا مانگی۔ بعد لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ صبح ہوتے فضل الٰہی نے اُن کو پانی پر پہونچا دیا +

۳۔ یہ فارسی تاریخوں کا قصہ ہے۔ عرب کی تاریخوں میں ذکر نہیں +

۴۔ دلبھین اپنے باپ چامونڈ کے بعد سنہ ۱۰۱۰ء میں گدی نشین ہوا۔ اور سنہ ۱۰۲۲ء تک حکومت کر کے بعض ہندو مورخین کے قول کے موافق اپنی حین حیات میں اپنے بھتیجے بھیم دیو کو گدی نشین کر دیا اور

بعد تھوڑے ہی عرصہ میں راجہ بھیم آکر نہر والہ پر قابض ہوگیا اور یہ متحقق ہے۔

سلطان معز الدین محمد سام غوری

مشہور بہ شہاب الدین غوری۔ ۵۷۴ھ ۱۱۷۸ء

۵۷۴ھ مطابق ۱۱۷۸ء میں سلطان شہاب الدین غوری غزنین سے ہندوستان کیجانب کوچ کرکے اوچھ اور ملتان فتح کرتا ہوا ریگستان کی راہ سے ملک گجرات کیطرف بڑھا اور سولنکی بھیم دیو ثانی راجہ نہر والہ سے مقابلہ کرتا ہوا کسی خاص ضرورت کی وجہ سے غزنین واپس چلا گیا۔

ملک قطب الدین ایبک لک بخش کی گجرات پر فوجکشی ۵۹۱ھ

بھیم دیو کے سپہ سالار جیون[۵۲] رائے نے ۵۸۹ھ میں قلعہ ہانسی پر چڑہائی کرکے وہاں کے حاکم نصرت الدین سالار کو متحصن ہونے پر مجبور کیا۔ اوس نے اپنے اعلےٰ افسر قطب الدین ایبک سپہ سالار شہاب الدین غوری کو جو ہندوستان کی حکومت اسلامیہ کا بانی ہوا اس واقعہ کی اطلاع دی۔ لہذا وہ بہ تعجیل تمام دہلی سے اوسطرف متوجہ ہوا۔ یہ سُنکر جیون رائے بھاگ کر گجرات چلا گیا۔ اوسوقت تو ضرورت کی وجہ سے قطب الدین نے دہلی کیطرف مراجعت کی۔ مگر ۵۹۱ھ میں راجہ بھیم کی تادیب کیلئے گجرات پر فوجکشی کی تو راجہ کے حسب الحکم جیون رائے لشکر

بقیہ حاشیہ ۴۹۔ خود اپنے گناہوں کی تلافی کے لئے کسی تیرتھ پر جاکر تپسیا میں مشغول ہوا تھا۔ ایک قول ہے بھیم دیو ۱۰۲۲ء سے ۱۰۶۴ء تک اور دوسرے قول سے ۱۰۷۲ء تک حکمران رہا ہے۔

۵۱۔ کرنل فاربس کے قول سے اسوقت بھیم دیو ثانی اپنے بھتیجے مولراج ثانی جو کم سن تھا اوسکی طرف سے منتظم تھا۔ مگر بعض ہندو تاریخوں سے بھیم ثانی مولراج ثانی کا چھوٹا بھائی معلوم ہوتا ہے۔ طبقات ناصری میں ۵۷۴ھ میں بھیم دیو ثانی کو گجرات کا کم سن راجہ لکھا ہے۔

۵۲۔ فرشتہ میں جیتوان نام لکھا ہے۔

لیکر قلعہ کے نزدیک مقابلہ کو آموجود ہوا۔ مگر تاب نہ لاکر بھاگا۔ قطب الدین نے تعاقب کیا۔ جیون رائے نے پھر کر مقابلہ تو کیا مگر مارا گیا۔ جب یہ خبر راجہ کو ہوئی تو وہ خود بھی نہروالہ چھوڑ کر فرار ہوگیا۔ اور قطب الدین وہاں سے قلعہ ہانسی کیطرف چلا گیا۔

فتح گجرات ۵۹۳ھ

۵۹۲ھ میں چندراوتی و آبو و ناگور کے راجپوت راجاؤں نے راجہ گجرات سے اتفاق کر کے اجمیر مسلمانوں کے ہاتھ سے نکال لینے کا ارادہ کر لیا۔ یہ سنکر قطب الدین فوراً اونکی تنبیہ کو پہونچا۔ راجہ گجرات کا لشکر ہنوز آیا نہیں تھا کہ لڑائی چھڑ گئی۔ مگر قطب الدین کا گھوڑا زخمی ہوا۔ اور وہ خود بھی گھوڑے سے گر کر زخمی ہوا۔ اہل لشکر شکستہ دل ہوکر اوسکو دوسرے گھوڑے پر سوار کرا کر اجمیر لیگئے۔ جب راجہ گجرات کا لشکر بھی آگیا تو اوسکے مددگار راجپوت اور بھی جوش میں آگئے۔ اور اون کے لشکر نے بڑھکر اجمیر کے قریب قیام کیا۔ قطب الدین کے پاس لشکر بہت کم تھا اور یہ خبر جب شہاب الدین غوری کو پہونچی تو اوس نے غزنین سے اپنے امرائے کبار چنانچہ اسلام خان و اسد الدین و ارسلان خلج و نصیر الدین حسین و اعز الدین مؤید و شرف الدین محمد کو لشکر جرار کے ساتھ قطب الدین کی حمایت کو بھیجا۔ راجپوتوں نے یہ دیکھا تو پست ہمت ہوکر اپنی جگہہ فوراً چلے گئے۔ قطب الدین نے رائے گجرات کی گوشمالی کا پکّا ارادہ کر کے گجرات پر ۵۹۳ھ کے ماہ صفر میں لشکرکشی کی یہ سنکر رائے گجرات اور اوسکے مددگار راجہ بڑا لشکر لے کر مقابلہ کو اٹھے۔ آبو کے قریب بڑی لڑائی ہوئی۔ پچاس ہزار راجپوت مارے گئے اور بیس ہزار سے زیادہ گرفتار ہوئے اور غنائم بیحد لیکر قطب الدین نہروالہ کیطرف گیا اور اوسپر قبضہ کر کے اپنے ایک بڑے امیر کے تفویض کیا۔ اور خود اجمیر ہوکر دہلی چلا گیا۔ لیکن گجرات کا یہ مسلمان حاکم کبتک نہروالہ پر قابض رہا اور دیگر حالات فارسی تواریخ سے معلوم نہیں ہوتے

مگر قیاساً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے سے ہی عرصہ میں راجہ پھر قابض ہو گیا۔ اور الماس بیگ الغ خان کی مستقل فتح تک گجرات راجپوتوں ہی کے زیر حکومت رہا ہے۔

ہجری ساتویں صدی کے وسط میں سلطان سنجر کیطرف سے گجرات پر چڑہائی کی بابت مرآت احمدی کی غلط فہمی۔

بقول مرآت احمدی سلطان سنجر نے، ہزار کا لشکر دے کر اپنے سردار الف خان[1] کو نہر والہ فتح کرنے کو بھیجا جب وہ پہنچا تو راجہ نہر والہ دہر مول باگھیلہ نے اوسکا مقابلہ کیا۔ چھ برس تک لڑائی ہوتی رہی۔ مگر تصفیہ نہ ہوا تھا کہ سلطان سنجر کی وفات ہوئی۔ اِسلئے الف خان نے راجہ سے بہت کچھ لیکر سنجر کی طرف مراجعت کی۔ سردار موصوف نے نہر والہ میں جو مسجد تعمیر کی اوسکی تاریخ ۵۵۵ھ ہے۔ اوسوقت ویر دھول باگھیلہ کا راجہ ہونا پایا جاتا ہے۔ دہر مول[2] راجہ تو خاندان باگھیلہ میں کوئی ہوا ہی نہیں۔ نام میں مرآت احمدی کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔

مورخین کی غلطی

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ "گجرات کے راجہ ویر دہول باگھیلہ کے وزیر وستوپال نے ایک لاکھ فوج بیجا کر سلطان معزالدین کا لشکر جو گجرات پر چڑھ آیا تھا اوس سے گجرات کے جنگل میں مقابلہ کر کے سارے لشکر کو قتل کر ڈالا۔ راجہ آبو بھی اپنے ہم مذہب کی حمایت کو گیا تھا۔ تاہم سلطان کیطرف کا ڈر راجہ کے دل سے نہ گیا اور ہر وقت متفکر رہتا تھا۔ اتفاقاً

---

[1] مرآت احمدی جلد ۱ صفحہ ۳، الف خان نام خود سلطان کا تھا یا سردار کا صاف نہیں معلوم ہوتا۔

[2] دہر مول کا نام خود مرآت احمدی کی ہندو راجاؤں کی فہرست میں بھی نہیں ہے۔ اور نہ تاریخ اسلام میں الف خان سلطان سنجر کا نام ہے۔

مرآۃ

سُلطان کی والدہؒ نے حج کا سفر کیا تو گجرات کے ساحل سمندر پر دستوپال کی سازش سے لوٹیروں نے سُلطان کی والدہ کا اسباب لوٹ لیا۔ مگر بعد میں راجہ نے وہ اسباب پھر دلایا۔ اور بہت خاطر و مدارات کی اور جب یہ خبر دہلی میں سُلطان کو پہونچی تو بہت خوش ہوا اور راجہ کو انعام دینا چاہا۔ راجہ نے عرض کیا کہ گجرات پر چڑھائی نہ کیجا دے یہ بڑا انعام ہے۔ سُلطان نے قبول کیا اور راجہ بےفکر ہو گیا۔ مگر یہ محض غلط ہے اسلئے کہ فارسی تاریخوں میں اسکا کچھ بھی پتہ نہیں حتیٰ کہ سُلطان کی والدہ کا حج کو جانا بھی مذکور نہیں۔ علاوہ اسکے دسہر دہول ۱۲۳۳ء سے ۱۲۳۰ء تک حکمران رہا ہے۔ خاندان غلامان میں دو معزالدین ہوئے ہیں۔ ایک معزالدین بہرام شاہ ۶۳۷ھ ۱۲۳۹ء سے ۶۳۹ھ ۱۲۴۱ء تک حکمران رہا ہے۔ دوسرا معزالدین کیقباد اس خاندان کا اخیر سُلطان ہوا ہے۔ غرض اوّل معزالدین بھی تو دیر دہول کے مرنے کے بعد سُلطان ہوا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ محض بھاٹوں کا قصّہ ہے۔ البتہ ان دونوں سلطانوں کے درمیان جو غیاث الدین بلبن ۶۶۴ھ سے بیس برس تک حکمران رہا ہے۔ اوس کے دربار میں اراکین سلطنت نے مالوہ اور گجرات فتح کرنے کے لئے عرض کی تھی۔ مگر سُلطان دور اندیش نے منظور نہیں کیا اور کہا کہ ملک مقبوضہ کا عمدہ انتظام نہ ہو تب تک دوسرے ملک کی طمع کرنا مصلحت ملکی کے خلاف ہے۔

گجرات کا سلطنت دہلی کے ماتحت ہو جانا اور اُسطرف سے ناظموں کا آکر حکومت کرنا

المجاہد فی سبیل اللہ[۲] سُلطان علاءالدین خلجی الملقب بہ سکندر ثانی والئ دہلی نے

لہ۔ کرنل فاربس نے اپنی تالیف راسمالا میں اور گوبند بھائی ہاتھی بھائی بی اے ایل ایل بی نے اپنی تالیف پراچین گجرات کے صفحہ ۴۳ میں خفیف اختلاف کے ساتھ لکھا ہے چنانچہ پہلے نے سُلطان کا مرشد اور دوسرے نے والدہ لکھا ہے۔

سہ۔ یہ اوس وقت کے خطبہ میں مستعمل تھا

اپنے بھائی الماس بیگ الغ خاں[1] اور وزیر نصرت خان جالیسری کو لشکر جرار دیکر سنہ ۶۹۷ھ[2] کے اوائل مطابق سنہ ۱۲۹۷ء میں تسخیر ملک گجرات کے لئے روانہ کیا[3]۔ انہوں نے گجرات پہونچکر گجرات کے باگھیلہ راجہ کرن مشہور بہ کرن گھیلہ کو نہروالہ کے قریب شکست فاش دی اور راجہ کرن رام دیو راجہ دیوگڈھ کے پاس فرار ہوگیا اور وہاں سے باگلانہ[4] میں جا رہا۔ شہر نہروالہ پر الغ خان نے قبضہ کر لیا۔ اور راجہ کے ہاتھی گھوڑے خزانہ جواہرات وغیرہ بہت اسباب ہاتھ آیا۔ حتی کہ راجہ کی رانی کنولا دیوی بھی جو نہایت حسینہ تھی ہاتھ آئی الغ خان سومناتھ[5] پٹن کیطرف گیا۔ جسکا بیان مرآت مصطفےٰ آباد

۱؎ تاریخ فرشتہ میں فاتح اور ناظم دونوں کو الغ خان اور طبقات اکبری میں دونوں کو الف خان لکھا ہے۔ مگر مرآت احمدی نے غلطی سے فاتح اور ناظم کو ایک ہی شخص جان کر الغ خان لکھا ہے۔ اور اسی کی تقلید اکثر انگریزی اور گجراتی مورخوں نے کی ہے۔ منتخب التواریخ نے ناظم کا نام الپ خان لکھا ہے

۲؎ مرآت احمدی نے سنہ ۶۹۶ھ لکھا ہے۔ مگر تاریخ فرشتہ اور طبقات اکبری وغیرہ تاریخوں میں سنہ ۶۹۷ھ ہے۔ منتخب التواریخ نے سنہ ۶۹۸ھ لکھا ہے بعض انگریزی گجراتی تاریخوں نے غلطی سے سنہ ۱۳۰۴ء لکھا ہے جسمیں سات آٹھ برس کا فرق پڑتا ہے۔

۳؎ فارسی تاریخوں میں گجرات پر چڑھائی کرنیکا کوئی سبب نہیں لکھا۔ ملک کی زرخیزی یہ قیاسی سبب ہے مگر بھاٹوں کا بیان یہ ہے کہ راجہ کے مادھو اور کیشو دو ناگر بھائی وزیر تھے۔ مادھو کی جورو نہایت حسین تھی۔ اسلئے راجہ نے جبراً اپنے مکان میں اوسکو ڈال لینا چاہا۔ اسکی روک میں کیشو نے راجہ کے آدمیوں سے مقابلہ کیا۔ مگر مارا گیا۔ مادھو جب باہر سے آیا اور یہ ماجرا اوسکو معلوم ہوا تو دہلی کیطرف چل نکلا اور بادشاہ کو گجرات فتح کرنیکی ترغیب و تحریص کی۔ بعد فتح کے مادھو نے بادشاہ کو ۳۶۰ گھوڑے نذر کئے تو اوسکو گجرات کی دیوانی عنایت ہوئی۔

۴؎ اب اسکا نام ستانہ ہے اور ضلع ناسک میں ہے یہاں کا راہوڑ راجہ بیرم جی شاہزادہ محمد اورنگ زیب کے ایما سے مشرف باسلام ہوا اور اوسکو شاہجہان نے دولتمند کا خطاب عطا کیا۔

۵؎ تاریخ گجرات انگریزی صفحہ ۲۵ مؤلفہ کرنل واٹسن میں سنہ ۱۲۹۷ء میں بمقام پٹن الغ خان ناظم کا چڑھائی کرنا لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

میں مذکور ہے۔ اور نصرت خان نے کھمبایت جاکر بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا۔ اور کافور نامی ایک خوبصورت شخص کو اوسکے خواجہ سے ایک ہزار دینار کو خرید کر ساتھ لیا۔ اس مہم میں ان سرداروں نے تمام[1] گجرات پر تسلط کر کے الغ خان خسر پورہ سلطان کو ناظم گجرات مقرر کر کے دہلی کیطرف کوچ کیا جب کنولا دیوی اور کافور ہزار دیناری سلطان کیخدمت میں پہونچے۔ اوّل الذکر تو سلطان کی خاص بیگم ہوگئی۔ اور موخرالذکر رفتہ رفتہ ترقی کر کے مع خطاب ملک نائب السلطنت ہوگیا۔

الغ خان گجرات کا پہلا ناظم ۶۹۷ھ ۱۲۹۷ء

الغ خان ناظم گجرات نے ملک مفتوحہ کا بہت ہی عمدہ انتظام کیا اور ہر مذہب و ملت کے آدمیوں کو یکساں خوش رکھا۔ ۷۰۴ھ میں سلطان کا برادرزاد سلیمان شاہ ملقب بہ اکتخان گجرات کا امیرالامرا ہوکر بڑے لشکر کے ساتھ نہروالہ پہونچا۔ ۷۰۶ھ میں کنولا دیوی کو معلوم ہوا کہ لشکر سلطانی دکن کی مہم کو جاتا ہے تو اوس نے اپنی بیٹی دیبل دیوی کو جو باپ کے ساتھ تھی اور جسکی عمر اب قریب ۱۳ برس کے ہوئی تھی اپنے پاس بلا دینے کی سلطان سے درخواست کی سلطان نے منظور کر کے ملک کافور سپہ سالار لشکر کو حکم ناطق دیا کہ راجہ کرن سے اوسکی بیٹی دیبل دیوی کو لیکر روانہ کر دے۔ اودہر الغ خان ناظم گجرات[2] کو اس معاملہ میں ہر طرح ملک کافور کی مدد کرنے کا حکم بھیجا جب تباہ و خستہ حال راجہ کرن کو

---

[1] اکثر فارسی تاریخوں سے تمام گجرات پر تسلط ہوجانا صاف طور پر نہیں معلوم ہوتا۔ مگر مآثر الامرا میں لکھا ہے کہ رام دیو راجہ دیوگڈہ نے سلطان علاءالدین کی اطاعت قبول کی۔ اوسوقت سلطان نے خوش ہوکر نوساری وغیرہ ملک گجرات کا جنوبی حصہ اوسکو عنایت کیا۔ اس سے تمام گجرات پر تسلط ہونا پایا جاتا ہے۔

[2] تاریخ فرشتہ نے یہاں والئے گجرات لکھا ہے۔

اِس بات کی خبر ہوئی تو اوسنے دیوگڈھ کے راجہ رام دیو کے بیٹے سنگلدیو سے دیبل دیوی[1] کی شادی کر دینے کا طوعاً و کرہاً اقرار کیا۔ اِسواسطے کہ مسلمانوں کے ہاتھ جانے سے مرہٹہ ہندو جو اگرچہ راجپوتوں سے خاندانی عزت کم رکھتا تھا اوسکو دینا بہتر سمجھا۔ اِس خیال سے دیبل دیوی کو فوراً دیوگڈھ روانہ کر دیا۔ مگر لشکر سلطانی بروقت اوسطرف پہنچ گیا۔ اور الغ خان نے اثناء راہ کچھ لڑائی کے بعد دیبل دیوی کو گرفتار کر کے پالکی میں سوار کرا کر دار السلطنت پہونچا دیا۔ جہاں شاہزادہ خضر خان کی اوس سے بڑی دھوم دھام کے ساتھ شادی ہو گئی۔ امیر خسرو نے خضر خان اور دیبل دیوی[2] کی محبت کا دلچسپ قصہ فارسی نظم میں لکھا ہے جسکا نام ہشت بہشت ہے۔ دیبل دیوی کے ملجانے سے اوسکی ماں کنولا دیوی تو باغ باغ ہو گئی ہوگی۔ مگر اوسکا باپ جو دیبل دیوی کے سوا سب کھو چکا تھا اور جسکو صرف اِسی ایک لڑکی سے تسکین تھی۔ اوسکی حالت ضرور قابل رحم ہوگی۔

الغ خان کا عمدہ انتظام اور اُسکا نتیجہ

الغ خان نے چوہان راجپوتوں سے جھالور جو کہ اب ریاست جودھپور میں ہے اوسکو فتح کر لیا۔ اور نہروالہ عرف پٹن[3] میں ایک عالیشان خوشنما جامع مسجد تعمیر کرائی جسکے ستون ایسے عجیب و غریب صنعت و حرفت سے بنائے گئے ہیں کہ ان کو شمار

---

[1] دیبل دیوی کے شہرۂ حسن و جمال نے بہت راجاؤں کو آرزومند کیا تھا اور وہ اوسکو لیجانے کیلئے باہم لڑنے مرنے کو تیار تھے

[2] فارسی تاریخوں میں دیولدیوی نام لکھا ہے۔ مگر شادی کے بعد کا نام دول رانی مشہور ہے خضر خان کی وفات کے بعد اسکے بھائی قطب الدین مبارک شاہ کی حرم میں دول رانی داخل ہوئی۔

[3] اب سیدہ پور پٹن اور پیران پٹن کے نام سے مشہور ہے

کرتے وقت شمار کنندہ ضرور غلطی کھاتا ہے۔ ملک کافور چونکہ سلطان علاء الدین کا وزیر ہو گیا تھا اور علاء الدین کو کافور پر اسقدر اعتماد تھا کہ سلطنت کے تمام کام کافور ہی کی رائے پر فیصل ہوتے تھے۔ اس نے سلطان کو بھکایا کہ ولی عہد شاہزادہ خضر خان اور اوسکا خالو الغ خان ناظم گجرات سلطان کے درپئے قتل ہیں۔ اسکے اغوا سے سلطان نے خضر خان کو قلعہ گوالیار میں محبوس کیا۔ اور الغ خان کو ملک گجرات سے بلوا کر ۷۱۶ھ میں قتل کرا دیا۔ افسوس کہ ایسے اچھے منتظم کو جس نے بیس برس تک ہندو مسلمان کو یکساں خوش اور کل رعایا کو خوش حال رکھ کر ملک میں امن و امان رکھا یہ بدلا ملا!

سید کمال الدین گرگ

۷۱۶ھ

الغ خان کے قتل کئے جانے کی خبر پہونچتے ہی گجرات میں ہر چہار طرف فتنہ و فساد برپا ہو گئے اور تمام صوبہ گجرات نے بغاوت اختیار کی۔ اُدھر دلی میں سلطان علاء الدین نے فوراً بقول فرشتہ سید کمال[۱] الدین گرگ کو ناظم مقرر کر کے مع فوج گجرات روانہ کیا۔ مگر کمال الدین گجرات پہونچکر اسی سال میں آلپ خان باغی کے ہاتھ سے مارا گیا جسکی وجہ سے بغاوت اور بھی بڑھ گئی۔ اسکے چند ہی روز بعد سلطان علاء الدین نے وفات پائی اور اوسکا بیٹا قطب الدین مبارک شاہ تخت نشین ہوا۔

قطب الدین مبارک شاہ

۷۱۶ھ

عین الملک ملتانی ناظم گجرات

۷۱۶ھ

ملک کمال الدین کے قتل ہو جانے کے بعد قطب الدین مبارک شاہ نے گجرات کی بغاوت رفع کرنے اور فسادات کو مٹانے کی غرض سے عین الملک کو گجرات کا ناظم مقرر کر کے مع فوج جرار گجرات بھیجا جس نے

۱؎ - مرآت احمدی اور طبقات اکبری نے ملک کمال الدین لکھا ہے

بغاوت کو دور کرکے اور ہر خرابی کی اصلاح کرکے تمام صوبۂ گجرات میں امن قایم کیا۔ مگر تھوڑی ہی مدت میں بڑے منصب پر دارالسلطنت کو طلب کیا گیا۔

ملک دینار ظفر خان ناظم گجرات[۴]

۷۱۷ھ
۷۱۸ھ

عین الملک ملتانی کے بعد سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے اپنے خسر ملک دینار کو ظفر خان کا خطاب عطا کرکے صوبۂ گجرات کی نظامت پر مقرر کیا۔ جس نے صرف تین چار ماہ میں اپنے حسن انتظام اور عمدہ تدابیر سے تمام شاہی محصول وصول کرکے کثیرالتعداد روپیہ خزانہ شاہی کو روانہ کردیا۔ مگر باوصف اس حسن تدبیر اور عمدہ خدمات کے سلطان نے اپنے وزیر خسرو خان[۱] کے اغوا سے ملک دینار ناظم گجرات کو دہلی طلب کرکے قتل کرادیا۔

ملک حسام الدین ناظم گجرات[۵]

۷۱۸ھ
۷۱۹ھ

ملک دینار کے قتل ہوجانے کے بعد خسرو خان کا سوتیلا بھائی حسام الدین ناظم مقرر ہوا اس نے گجرات کے چھوٹے چھوٹے اپنے ہمقوم راجاؤں اور جاگیرداروں سے سازش کرکے بغاوت کا ارادہ کیا۔ اور خود مختار بننا چاہتا تھا کہ فوجی مسلمان افسروں نے اسکے ارادہ سے مطلع ہوتے ہی اسکو گرفتار کرکے دہلی روانہ کردیا۔ مگر خسرو خان کی خاطر سے بادشاہ نے رہا کردیا۔ بلکہ عنایات خسروانہ سے سرفراز فرمایا۔ اس بات سے افسران گجرات کو بڑا افسوس ہوا۔

[۱] یہ اور اسکے رشتہ دار مسلمان ہوگئے تھے۔ تاریخ فرشتہ اور ضیاء برنی نے اسکو پرواری بمعنی ڈھیڑھ اور دوسروں نے پرمار راجپوت لکھا ہے ؂

[۲] طبقات اکبری میں والئی گجرات لکھا ہے ؂

ملک وجیہ الدین قریشی مخاطب بہ تاج الملک ناظم گجرات [1] ۷۱۹ھ-۲۰

حسام الدین کے بعد ملک وجیہ الدین[1] قریشی ناظم گجرات مقرر ہوا۔ یہ ناظم بڑا بہادر اور دانشمند مدبر تھا۔ اسکے عہد میں انتظام صوبہ کا عمدہ رہا۔ امن و امان قایم ہوا قطب الدین مبارک شاہ نے اس حسن خدمت کے صلہ میں اسکو تاج الملک خطاب دیا اور دہلی بلاکر وزیر السلطنت کردیا۔

خسرو خان ناظم گجرات [2] ۷۲۰ھ-۲۱

ملک وجیہ الدین کے بعد سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے کسی مصلحت سے خسرو خان کو ناظم گجرات[2] مقرر کرکے اسپر اس مضمون کا فرمان صادر کیا۔

لیکن خسرو خان نے اس تجویز سے ناخوش ہوکر بغاوت۔ اور جنگ کرکے سلطان کو قتل کیا۔ اور ناصر الدین کے لقب سے خود بادشاہ بن بیٹھا۔ مگر تھوڑی ہی مدت میں غازی الملک غازی بیگ تغلق حاکم پنجاب نے دہلی کا محاصرہ کرکے خسرو خان کو گرفتار اور قتل کیا اور مقتول کور نمک نے چونکہ تخت پر بیٹھتے ہی خاندان خلجی کا استیصال کرادیا تھا۔ اسلئے تمام ارکین سلطنت اور امراء دولت کے اصرار اور اتفاق رائے سے غازی الملک بہ لقب سلطان غیاث الدین تغلق تخت نشین ہوا۔

---

[1] طبقات اکبری اور منتخب التواریخ میں وحید الدین لکھا ہے مگر تاریخ فرشتہ اور مرأت احمدی میں وجیہ الدین لکھا ہے

[2] طبقات اکبری اور فرشتہ سے گجرات کا ناظم ہونا نہیں پایا جاتا۔ صرف اپنی تقویت کے لیے ہم قوم لوگوں کو بلانے گجرات آیا تھا۔ مگر مرأت احمدی سے خسرو خان کا گجرات کی نظامت اپنے نام کرالینا ثابت ہوتا ہے۔ مگر گجرات میں آنا ثابت نہیں ؂

تاج الدین جعفر ناظم گجرات ۷۲۱ تا ۷۳۵ھ

سلطان غیاث الدین نے تاج الدین[1] جعفر نامی کو گجرات کا ناظم مقرر کیا۔ اس نے گجرات آکر بڑی لیاقت سے اور ہر طرح کا عمدہ بند و بست کر کے سب رعایا کو خوش حال رکھا۔ اسکی نظامت کے کل زمانہ میں چاروں طرف امن و امان رہا تھا۔

سلطان اعظم سلطان محمد تغلق شاہ ۷۲۵ تا ۷۵۲ھ

احمد ایاز خواجہ جہان ناظم[1] گجرات ۷۲۵ تا ۷۳۸ھ

غیاث الدین تغلق کی وفات کے بعد اوسکا بیٹا محمد شاہ تغلق سلطان ہوا۔ اوسکے عہد میں احمد ایاز[2] کو خواجہ جہان کا خطاب دیکر گجرات کا ناظم[3] اور ملک مقبل[4] کو خان جہان کا خطاب دیکر گجرات کا وزیر مقرر کیا و محمد بن قتلغ خان کو آلپ خان کا خطاب دے کر گجرات میں اقطاع عنایت کیا۔ اور ملک شہاب الدین کو ملک افتخار[5] کا خطاب دیکر نوساری جاگیر میں دی احمد ایاز نے ایک عرصہ دراز یعنی ۷۳۸ھ تک گجرات کا عمدہ انتظام کر کے ہر طرح امن و امان قائم رکھا۔ سلطان کے عم زادہ بہاؤ الدین مخاطب بہ گرشاسپ نے دکن

---

[1] کرنل واٹسن کے موافق تاج الملک جو وزیر ہو گیا تھا پھر ناظم ہوا۔ تاریخ گجرات صفحہ ۲۶ مگر یہ غلط ہے

[2] بقول کرنل واٹسن (مؤلف تاریخ گجرات) احمد ایاز ناظم گجرات ہوا لیکن اوسکی طرف سے ملک مقبل نائب ہو کر آیا اور جب احمد ایاز خود گجرات میں آیا تب ملک مقبل بطور دیوان کے کام کرنے لگا اور ۱۳۳۸ء میں احمد ایاز بادشاہ کے برادر زادہ کی تادیب کیلئے بھیجا گیا۔ تو ملک مقبل گجرات کا ناظم ہو گیا۔ اور ۱۳۴۷ء میں دولت آباد بھیجا گیا۔ تب تک گجرات کی نظامت کرتا رہا

[3] بجائے ناظم تاریخ فرشتہ نے سپہ سالار لکھا ہے

[4] ملک مقبل احمد ایاز کا غلام تھا۔ [5] کرنل فاربس راسمالا صفحہ ۲۲۴ میں غلطی سے ملک تجار لکھتا ہے

میں بغاوت کی تو اوسکی تادیب کے لئے احمد ایاز سنہ مذکور میں بھیجا گیا۔

ملک مقبل مخاطب بہ خان جہان

سنہ ۷۳۸ – ۷۴۵ھ

احمد ایاز خواجہ جہان کے دکن جانے کے بعد گجرات کی نظامت اوسکے نائب (وزیر) ملک مقبل مخاطب بہ خان جہان کے سپرد ہوئی اگرچہ یہ مستقل ناظم تو نہیں ہوا۔ مگر کل اختیارات کے ساتھ اس نے قریب سات برس تک عمدہ کارروائی کرکے ملک میں امن و امان قائم رکھا۔

ملک بختیار ناظم گجرات

سنہ ۷۴۵ – ۷۴۸ھ

۷۴۵ھ میں ملک بختیار[1] کو سلطان نے گجرات کا ناظم مقرر کیا۔ اور ملک مقبل خان جہان خان اوسکا نائب رہا۔ اس زمانہ میں بادشاہ نے کمینوں کو بڑے بڑے منصب پر پہونچایا تھا۔ چنانچہ خود ناظم مطرب بچہ تھا۔ اسلئے انتظام میں فتور پڑنے لگا تھا۔ ملک مقبل نائب گجرات سرکاری خزانہ اور گھوڑے لیکر براہ ڈبھوی اور بڑودہ دہلی کو جا رہا تھا کہ اثناء راہ میں اوسکو مع مال سرکاری باغی امیران صدہ[2] اور دوسرے باغیوں[3] نے لوٹ لیا اور ملک مقبل اپنی جان بچاکر نہر والہ بھاگ گیا۔ امیران صدہ کے اس فساد کی خبر بادشاہ کو پہونچی تو اس نے فوراً گجرات کی طرف کوچ کیا۔ اور آبو آکر شیخ معز الدین نامی کو ناظم گجرات بناکر

۱؎ تاریخ فرشتہ میں نجیان اور طبقات اکبری میں نجان لکھا ہے۔ مگر مرآت احمدی میں بختیار لکھا ہے۔ اور یہی ٹھیک ہے۔

۲؎ جسکو فاربس صاحب غلطی سے امیران جدیدہ لکھتا ہے۔ امیران صدہ کی اصل یہ ہے کہ ترمشیرین خان (الفنسٹن صاحب نے تیمور شین خان مغل اور فاربس صاحب نے ترمشرین خان لکھا ہے) بن داؤد خان جغتائی حاکم الوس جو ۷۲۶ھ میں ہند پر چڑھ آیا تھا اور اوسکو سلطان محمد

شیخ معز الدین ناظم گجرات
۷۴۸ھ تا ۷۴۹ھ

باغیوں کے مقابلہ کے لئے آگے روانہ کیا ملک مقبل نائب گجرات بھی اوسکو ملگیا۔ ان دونوں نے ملکر دیا سے نربدہ کے کنارے باغیوں کو شکست[۱] فاش دیکر بعضوں کو قتل کیا۔ اور بعضوں کو زندہ گرفتار کیا۔ باقی ماندہ دکن کیطرف فرار ہو گئے۔ اس عرصہ میں بادشاہ بھی بھروچ آپہونچا۔ وہاں چندے قیام کیا اسکے بعد کنبھایت جاکر باغیوں کے مال پر قبضہ کرلیا۔ اور اوسکو خزانہ میں داخل کیا۔ اور وہاں سے باغیوں کی سزادہی کے لئے دکن کیطرف کوچ کیا۔ دکن میں سخت لڑائی کے بعد چند امیران صدہ پھر گجرات کی طرف فرار ہو گئے۔

بقیہ حاشیہ عنہ ۔ تغلق شاہ نے زر کثیر دیکر پھیر دیا تھا۔ مگر جانے وقت گجرات کی غارت گری کی تھی۔ اوسکا داماد امیر نوروزا امراے ہزارہ وصدہ کو ہمراہ لاکر ہندوستان میں آیا۔ اور سلطان موصوف کا نوکر ہوا۔ ان امرا میں خراسان اور عراق کے امرا بھی تھے۔ اور یہ سب سلطان کو ایران و توران فتح کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ امیر صدہ یعنے سو آدمی کا سردار اسکو یوزباشی بھی کہتے ہیں۔ ان میں سے اکثر مالوہ میں بہت زوردار ہو گئے تھے۔ اور جب ملک عزیز خمار ناظم مالوہ نے ان میں سے بعض کو قتل کرا دیا اسلئے باقی کے سب باغی ہوکر گجرات اور دکن میں غارت گری کرتے پھرتے تھے۔ اور ایسے سرکش ہو گئے تھے کہ دکن میں انہوں نے ایک افغان سردار اسمعیلخان کو اپنا بادشاہ ٹھہراکر خود مختار سلطنت جمانے کی بھی جرات کی تھی۔

[۱] ۔ کرنل واٹسن اپنی تاریخ گجرات میں لکھتا ہے کہ چند گجرات کے مسلمان سردار اور ہندو زمینداروں نے بغاوت کرکے بادشاہ کے بھیجے ہوئے عزیز نامی کو شکست دی۔

[۲] ۔ تاریخ فرشتہ سے معلوم ہوتا ہے۔ عماد الملک وغیرہ نے جو بعد میں بھیجے گئے تھے دوسری شکست بھی دی ہے۔

ملک طغی کی بغاوت
۷۴۹ھ

ملک طغی نامی سلطانی غلام[1] امیران صدہ اور ہندو زمینداران گجرات سے ملکر اپنے آقا کا مخالف ہوگیا۔ اور نہروالہ آکر ملک مظفر نائب شیخ معزالدین کو قتل اور شیخ معزالدین ناظم گجرات کو معہ کارکنان قید کیا۔ اور کنھبایت کو غارت کرتا ہوا بھروچ پہونچا۔ اور اسکا محاصرہ کیا۔ اس جدید خرابی کی خبر بادشاہ کو پہونچی تو فوراً دکن سے گجرات کیطرف مراجعت کی۔ بادشاہ کے آمد آمد کی خبر سُنکر طغی بھروچ سے کنھبایت کو فرار ہوگیا۔ بادشاہ نے اوسکے مقابلہ میں ملک یوسف کو بھیجا۔ جو لڑائی میں مارا گیا۔ اور طغی نے غصہ میں شیخ معزالدین مقید ناظم گجرات کو مع کارکنان قتل کیا۔ یہ سُنکر بادشاہ بذات خود طغی پر چڑھا۔ لیکن وہ بمقام اساول فرار ہوگیا جب بادشاہ وہاں پہونچا تو طغی نہروالہ چلا گیا۔ اور بادشاہ نے تعاقب کیا تو وہاں سے بھی فرار ہوگیا۔ موسم برشکال کیوجہ سے ایک ماہ بادشاہ نے قیام کیا۔ اور معلوم ہوا کہ طغی قصبہ کڑی میں آگیا۔ تو بادشاہ نے وہاں جاکر اوس سے لڑائی کی۔ اور بعضوں کو قتل کیا۔ اور قید کیا۔ لیکن طغی نہروالہ بھاگ نکلا۔ بادشاہ نے ملک یوسف مقتول کے بیٹے بغراخان کو لشکر دیکر اوسکے تعاقب میں بھیجا۔ طغی نے دیکھا کہ گجرات میں اب کسی طرح دال نہ گلیگی۔ ملک کچھ سے ہوتا ہوا ملک سندھ کیطرف فرار ہوگیا۔ بادشاہ نے قریب دو برس گجرات میں قیام کیا۔ اور طغی

۱۲ نظام الدین ملقب[2] نظام الملک
۷۵۱ھ
۷۶۲

انتظام کرکے نظام الملک کو ناظم گجرات مقرر کیا۔ اور جزیرہ ٹھٹا کا تہیا

---

[1] کرنل واٹسن ملک طوغان لکھتا ہے ؂

[2] طبقات اکبری نے سلطان کا غلام اور فرشتہ نے احمد ایاز خواجہ جہان کے غلام صفدر الملک کا غلام لکھا ہے ؂

پر چڑھائی کی جس کا بیان مرأت مصطفٰے آباد میں ہے۔ پھر کچھ کو فتح کرتا ہوا سندھ میں باغیوں کی سرکوبی کے لئے گیا اور وہاں جاکر تھوڑے ہی عرصہ یعنی ۷۵۲ھ کے اوائل میں انتقال کیا۔ نظام الملک نے قریب گیارہ سال تک بڑی خوبی کے

بادشاہ معظم سلطان فیروز شاہ
باربک بن سالار رجب ۷۵۲ھ

ساتھ گجرات کا انتظام کیا۔ اور ہر طرح امن و امان قائم رکھا محمد تغلق شاہ کا بنی عم اور جانشین سلطان فیروز شاہ نگرکوٹ سے ٹھٹھہ (سندھ) گیا۔ اور بقول ضیاء برنی مؤلف تاریخ فیروز شاہی ناظم گجرات نظام الملک کو گجرات کی کمکی لشکر کو ٹھٹھہ بھیجنے کا حکم صادر کیا۔ جسکے بھیجنے میں ناظم موصوف نے تغافل کیا۔ اسلئے بادشاہ بقول تاریخ فرشتہ خود ۷۶۲ھ[۱] میں گجرات گیا اور اوسکو معزول (بعد میں نائب وزیر ہوا تھا) کرکے نظامت گجرات ظفر خان کے سپرد کی موسم برشکال کیوجہ سے گجرات میں بادشاہ نے قیام کیا پھر ٹھٹھہ کی طرف مراجعت کی۔

۱۳ ظفر خان
۷۶۲ھ

ظفر خان ناظم گجرات نے قریب بارہ سال تک اپنے منصبی فرائض کو نہایت عمدگی سے انجام دے کر ۷۷۳ھ[۲] میں بتقاضائے الٰہی انتقال کیا۔ اس کے عہد نظامت میں ہر طرح کا امن امان رہا۔

۱۴ دریا خان ملقب بہ ظفر خان
۷۷۳ھ

ظفر خان کے بعد اوسکے بڑے بیٹے دریا خان کو ظفر خان کا خطاب دیکر گجرات کا ناظم مقرر کیا۔ ایک عرصہ تک انتظام ملکی ہر طرح عمدہ

۱ ضیاء برنی نے ۷۶۱ھ لکھا ہے اور الفنسٹن نے اپنی کتاب تاریخ ہندوستان جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ میں ۷۷۴ھ لکھا ہے جو محض غلط ہے + ۲ بقول طبقات اکبری اور منتخب التواریخ ۷۷۳ھ اور بقول فرشتہ ۷۷۵ھ +

رہا۔ لیکن اِس اثناء میں یعنے ۷۷۸ھ میں شمس الدین دامغانی[۱] نے سلطان کی خدمت
میں عرض کیا کہ اگر نظامت گجرات میرے نام پر ہو جائے تو رقم مقررہ کے علاوہ ۴۰
لاکھ ٹنگچہ[۲] اور سَو ہاتھی اور دو سَو گھوڑے عربی اور چار سَو غلام ہر سال ادا کرتا رہونگا۔
فیروز شاہ نے حکم دیا کہ اگر ضیاء الملک ملک شمس الدین انور خان[۳] نائب ناظم اس امر کو منظور کرے
تو بہتر ورنہ شمس الدین دامغانی ناظم گجرات مقرر کیا جائے۔ چونکہ انور خان نے یہ
رقم منظور نہ کی اسوجہ سے دامغانی مذکور گجرات کا ناظم مقرر ہو گیا۔

شمس الدین دامغانی ۷۷۸ھ

چونکہ شمس الدین دامغانی شرط مذکورہ کو پورا نہ کر سکا اسلئے بغاوت اختیار کی۔ سلطان نے اوسکی تادیب کیلئے ایک لشکر روانہ کیا جس نے اوس کو شکست دے کر قتل کیا[۴]۔

نظام مفرح ملقب بہ فرحت الملک راستی خان ۷۷۸ھ – ۷۹۳ھ

دامغانی کے بعد بادشاہ نے فرحت الملک راستی خان کو گجرات کا ناظم مقرر کیا لیکن جب ۷۸۹ھ میں محمد شاہ اپنے باپ فیروز شاہ کی عین حیات میں سلطان ہوا تو اس نے ملک یعقوب آخر بیگ نامی کو سکندر خان کا خطاب عطا کیا۔ اور گجرات کا ناظم مقرر کر کے اوسطرف بھیجا مگر پہونچتے ہی اوسکو

سکندر خان شہید ناظم گجرات

۱۔ مرات احمدی و طبقات اکبری نے دامغانی اور فرشتہ نے دمغانی لکھا ہے۔
۲۔ چاندی کا سکہ مراد ہے غالباً ایک روپیہ برابر ہے۔ بعض تاریخوں میں تنگہ لکھا ہے۔
۳۔ طبقات اکبری اور تاریخ فرشتہ میں آبور لکھا ہے۔ مگر مرات احمدی میں انور خان ہے اور یہی ٹھیک ہے۔
۴۔ طبقات اکبری اور فرشتہ میں اختلاف ہے۔ طبقات کا بیان یہ ہے کہ دامغانی امیران صدہ شامل

راستی خان نے امیران صدہ وغیرہ سے ملکر قتل کر ڈالا اوسکے بعد محمد شاہ نے اپنے باپ فیروز شاہ سے کچھ ایسی حرکت کی کہ فیروز شاہ کو عنان سلطنت پھر اپنے ہاتھ میں لینی پڑی۔ اور جب ۱۳ ماہ رمضان سنہ ۷۹۰ھ میں وفات پائی تو اوس کے پوتے غیاث الدین ثانی اور ابوبکر شاہ یکے بعد دیگرے قریب دو سال تک سلطان رہے اسکے بعد ناصر الدین محمد شاہ بن فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔ اس عرصہ میں جس قدر ظلم و ستم کرنا تھا۔ راستی خان نے کرلیا۔ مگر جب اہل اسلام گجرات نے ایک محضر بطور عرضیہ کے بادشاہ کی خدمت میں ارسال کیا کہ راستی خان از راہ ناراستی اہل اسلام پر تشدد کرتا ہے اور ہندو زمینداروں سے موافقت کرکے خود مختار ہونا چاہتا ہے۔ اس محضر کا پہنچنا

ظفر خان مخاطب بہ اعظم ہمایون
۷۹۳ھ

تھا کہ بادشاہ نے فوراً ظفر خان[۱] بن وجیہ الملک جو امرائے کبار میں سے تھا۔ اعظم ہمایوں کا خطاب اور چتر سفید و بارگاہ سرخ کہ مخصوص بادشاہان تھا اور خلعت خاص عنایت کرکے دوم ربیع الاول[۲] سنہ ۷۹۳ھ مطابق ۱۲ فروری سنہ ۱۳۹۱ء کو ناظم گجرات مقرر کیا۔ بفرمودۂ بادشاہ وزراء حکم میں القاب[۳] کی جگہ خالی رکھی تھی جسکو بادشاہ نے اپنے قلم سے لکھا۔ غرض ظفر خان نے دہلی سے

بقیہ حاشیہ[۲۵]۔ شیخ فیروز الدین وغیرہ سے ملکر باغی ہوگیا تو سلطانی لشکر نے آکر اوسکا سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس بھیجا اور فرشتہ کا بیان ہے کہ عمال گجرات نے امیران صدہ سے اتفاق کرکے دامغانی کا سر کاٹکر بادشاہ کے پاس بھیجا۔

[۱]۔ الفنسٹن نے اپنی تالیف تاریخ ہندوستان جلد ۲ صفحہ ۸ میں خلاف فارسی تاریخوں کے بجائے ظفر خان کے مظفر خان لکھا ہے

[۲]۔ مرات احمدی میں دوم ربیع الاول فرشتہ میں سوم ربیع الاول اور طبقات اکبری میں سوم ربیع الآخر لکھا ہے۔

[۳]۔ برادرم وغیرہ اس القاب کے محبت و عظمت آمیز الفاظ کسی بادشاہ کیطرف سے کسی ناظم کو نصیب نہوئے (دیکھو طبقات اکبری صفحہ ۴۴۴۔ اور فرشتہ صفحہ ۱۷۹)

نکلکر پہلی منزل حوض خاص پر پہونچا۔ دوسرے روز بادشاہ اوس جگہ بطور مشایعت آیا اور خلوت میں گفتگو کرکے ظفر خان کو روانہ کیا۔ اِس قدر اعزاز سلطانی جو ظفر خان کیلئے ہوا وہ کسی ناظم کے لئے نہیں ہوا

راستی خان کے مقابلہ میں ظفر خان کا مظفر و منصور ہونا ۷۹۴؁ھ

اثناء راہ ظفر خان کو اپنے بیٹے تاتار خان کے دہلی میں احمد خان نامی (بانی احمد آباد) بیٹا پیدا ہونے کی خبر پہونچی تو ظفر خان نے خوشی کا بڑا جشن کیا اور لشکر کو بڑا انعام دیا۔ جب سرحد گجرات پر پہونچا تو راستی خان کو راستی اختیار کرنے کا پیغام دیا۔ لیکن وہ بارہ[۱] ہزار کا لشکر جنمیں بیشتر ہنود تھے لیکر لڑنے کو مستعد ہوگیا۔ ظفر خان کے پاس صرف چار ہزار سوار جرار تھے۔ پٹن سے بارہ[۱] کوس کے فاصلہ پر موضع کنبو[۱] کے میدان[۲] میں تاریخ ۷ صفر ۷۹۴؁ھ کو جنگ ہوئی اور راستی خان مارا گیا[۳]۔ ظفر خان دار الملک نہروالہ میں داخل ہوا۔ اور مظلوموں کو دلاسا دیا ۷۹۵؁ھ میں کنبھایت کیطرف کوچ کیا۔ وہاں کے ستم زدوں کے زخم پر بھی مرہم التفات رکھا۔ اور وہاں حاکم مقرر کرکے نہروالہ مراجعت کی۔ اسی طرح سارے ملک کا انتظام کرکے امن وامان قائم کیا۔

ایڈر پر چڑھائی ۷۹۶؁ھ

رنمل جی رائے ایڈر نے خراج دینا موقوف کیا۔ اس لئے ظفر خان نے اوسپر ۷۹۶؁ھ میں فوجکشی کی۔ رائے ایڈر نے تنگ آکر اثنائے جنگ میں اپنے بڑے بیٹے کو ظفر خان کے

۱؎۔ طبقات اکبری اور مرات احمدی میں کانہو اور فرشتہ میں کانتھو اور مرات سکندری میں سنہو لکھا ہے۔

۲؎۔ ظفر خان نے اِس فتح کی یادگار میں ایک گانوں آباد کیا جسکا نام جیتپور رکھا۔

۳؎۔ طبقات اکبری سے مارا جانا پایا جاتا ہے۔ لیکن فرشتہ سے نہیں۔

پاس معافی کے لئے بھیجا۔ یہ معافی منظور ہوئی اور خراج لیکر ظفرخان نے دار الصدر نہر والہ کیطرف کوچ کیا۔

عادل خان فاروقی پر چڑھائی

جب ظفرخان نے ایڈر پر فوج کشی کی تھی۔ تو ملک راجہ مشہور بہ عادل خان فاروقی والئی اسیر و برہان پور نے موقعہ پاکر گجرات کے علاقہ ندربار[۱] اور سلطانپور کو تاخت و تاراج کرنا شروع کردیا تھا۔ یہ سُنکر ظفرخان فوراً مع لشکر جرار اوسطرف کو گیا۔ لیکن عادل خان نے عُلما و فُضلا کو صُلح کے لئے اوسکے پاس بھیجا جسکو ظفرخان نے بپاس اسلام فوراً منظور کیا۔ عادل خان حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد میں تھا اسوجہ سے ظفرخان تحریروں میں اوسکو تعظیماً لکھتا تھا۔

جھرنڈ پر چڑھائی ۷۹۷ھ

جھرنڈ جو چند دیہات کا مجموعہ ہے اور پٹن کے غرب میں واقع ہے وہاں کے ہندوؤں نے شورش مچا رکھی تھی اسلئے ظفرخان نے ۷۹۷ھ میں اون سرکش ہندوؤں پر چڑھائی کی۔ رائے بہارا نے مطیع ہوکر پیشکش نذر کیا اور ظفرخان اپنے دار الصدر نہر والہ کو واپس چلا گیا۔

منڈو وغیرہ پر چڑھائی ۷۹۸ھ

۷۹۸ھ میں منڈو[۲] کے راجپوتوں پر جو اہل اسلام پر سخت ظلم کر رہے تھے ظفرخان نے چڑھائی کی۔ اور منڈو کا محاصرہ کیا۔ محاصرہ نے ایک سال سے زیادہ طول کھینچا۔ اِس اثنار میں اہل قلعہ میں وبا و طاعون پھیل گیا۔ آخر ہندو

---

[۱] اب نندربار کہتے ہیں۔

[۲] فرشتہ نے منڈل گڈھ طبقات اکبری نے کرنالی اور مرات سکندری نے مندو لکھا ہے۔

مرد و عورتیں نہایت عجز کے ساتھ معافی کے خواستگار ہوئے۔ تو آئندہ اہل اسلام پر کسی قسم کی ظلم و تعدی نہ کرنے اور ہمیشہ بغیر طلب خراج ادا کرنے کا اقرار لے کر ظفرخان نے معافی بخشی۔ وہاں سے اجمیر خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رحمت اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کرتا ہوا اطراف کے زمینداران چنانچہ سانبھر۔ ڈنڈوانہ۔ وبلواڑہ[1] اور چکواڑہ[2] کے راجپوتوں کو مطیع کر کے دارالملک نہروالہ[3] کو مراجعت کی۔ اور تاریخ ۱۷۔ رمضان سنہ ۷۹۹ھ[4] کو پہنچا اور لشکر کو خدمت ایک سال تک معاف کر دی۔

تاتارخان کا اقبال خان سے زک پاکر گجرات کو چلے آنا۔ سنہ ۸۰۰ھ

تاتارخان بن ظفرخان جو سلطنت دہلی کا وزیر تھا اپنے حریف اقبال خان عرف ملوخان وکیل مطلق السلطان سے زک پاکر اپنے باپ کے پاس گجرات سنہ ۸۰۰ھ[5] میں چلا گیا۔

ایڈر پر فوجکشی ۸۰۱ھ

رنمل جی رائے ایڈر کی سرکشی کی وجہ سے ظفرخان نے باتفاق اپنے پسر تاتارخان کے سنہ ۸۰۱ھ میں ایڈر پر چڑھائی کی۔ رائے ایڈر وکیلوں کو بھیج کر معافی کا خواستگار ہوا اور پیشکش دیا۔ ظفرخان رمضان سنہ مذکور نہر والہ واپس چلا گیا۔

۱۔ قریب کوہ آبو۔

۲۔ تاریخ فرشتہ میں جلواڑہ اور مرات سکندری میں چکواڑہ لکھا ہے۔

۳۔ سیاق کلام تاریخ الفی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسوقت ظفرخان نے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور مظفر شاہ کے لقب سے خود مختار ہو گیا۔ مگر دوسری تاریخوں سے یہ ثابت نہیں۔

۴۔ طبقات اکبری میں سنہ ۸۰۰ھ لکھا ہے۔

۵۔ تاریخ فرشتہ و طبقات اکبری میں سنہ ۸۰۰ھ لکھا ہے۔ مگر مرات سکندری نے سنہ ۷۹۹ھ لکھا ہے۔

اسی برس صاحب قرآن امیر تیمور گورگان بادشاہ سمرقند نے دہلی پرچڑہائی کی۔ اِس حادثہ سے خلق کثیر گجرات چلی گئی۔ جسکی ظفرخان نے عمدہ طور پر خاطرداری کی سُلطان دہلی ناصرالدین محمود شاہ تغلق بھی گجرات گیا۔ ظفرخان نے اِستقبال کیا۔ عُمدہ مہمانی کی۔ لیکن اوسکی مرضی کے موافق کوئی فوجی مدد دینا مصلحت کے خلاف سمجھا اِسلئے مایوس ہوکر مالوہ چلا گیا۔

ایڈر پر چڑھائی
سنہ ۸۰۳ھ

رنمل جی رائے ایڈر نے پھر سرکشی اختیار کی۔ اِس لئے ظفرخان لشکر جرار لیکر جسکو پیشگی ایک سال کی تنخواہیں ادا کردی تھیں ایڈر پر چڑھ آیا۔ سخت جنگ کے بعد راجہ رنمل جی بیجاپور کیطرف فرار ہوگیا۔ لشکرِ اسلامی شہر میں داخل ہوگیا۔ اور وہاں ایک تھانہ قائم کرکے ظفرخان نے نہروالہ مراجعت کی۔

ظفرخان کی نظامت کا انتظام

ظفرخان نے گجرات میں نظامت کا انتظام بہت ہی عمدہ کیا۔ اور کل رعایا کو امن و امان میں اور خوش رکھا۔ اِسکی کاٹھیاواڑ کی مُہمات کا تذکرہ مرأت مصطفےٰ آباد میں درج ہے۔ مُلک وسیع ہوا اور اکثر سرکش راجپوت مطیع ہوکر خراج دینے لگے۔

خاتمہ نظامت و موقوفی اعلیٰ حکومت دہلی

امیر تیمور کے ہندوستان سے جانے کے بعد اقبال خان دہلی پر قابض ہوگیا تھا۔ اسلئے تاتارخان بن ظفرخان کو اپنے زک کا انتقام لینے کا بار بار خیال آتا تھا اور اس خیال سے وہ اپنے باپ کو دہلی پر فوجکشی کرنے کو آمادہ کرتا تھا۔ مگر اہل اسلام میں باہم تلوار چلانا ظفرخان اپنی دینداری کیوجہ سے گوارا نہیں کرتا تھا۔ چونکہ اِسوقت سلطنت دہلی کا ضعف کمال کو پہنچ گیا تھا۔ اکثر صوبجات چنانچہ اودھ۔ بنگالہ۔ مالوہ وغیرہ خودمختار ہوگئے اور تاتارخان رنجیدہ رہتا تھا اسلئے

مصلحتاً ظفر خان نے بھی اپنے بیٹے تاتار خان کو ۸۰۶ھ میں گجرات کا خود مختار حاکم قرار دے کر بموجب مرآت سکندری ناصر الدین محمد شاہ اور بموجب فرشتہ غیاث الدولہ والدین محمد شاہ کے لقب سے تخت نشین کرایا۔ اس سلطنت کا حال آئندہ فصل میں مذکور ہوگا۔ اسطرح دہلی کی گجرات پر اعلیٰ حکومت کا قریب ۱۱۰ برس کے بعد خاتمہ ہوگیا ؛

باب ۳ سوم

سلاطین گجرات کے حالات

سنہ ۸۰۶ھ سے سنہ ۹۸۰ھ تک
۱۴۰۳ء سے ۱۵۷۳ء

سنہ ۸۰۶ھ / ۸۰۷ھ سلطان محمد شاہ سنہ ۱۴۰۳ء / ۱۴۰۴ء

چونکہ تاتارخان اپنے باپ ظفرخان[1] کے پاس صرف اس غرض سے گجرات آیا تھا کہ باپ کو اقبال خان کے مقابلہ کے لئے آمادہ کرکے دہلی لیجائے۔ اور اقبال خان عرف ملوخان سے اپنی شکست کا بدلہ لے۔ اسلئے جب تیمور بادشاہ دہلی آکر سمرقند واپس جاچکا۔ تاتارخان نے ظفرخان کو اقبال خان کے مقابلے کی پھر ترغیب دی۔ ظفرخان نے تاتارخان کے اصرار پر بھی بمقتضائے دور اندیشی خود تو

[1] ظفرخان وجیہ الملک کا بیٹا تھا۔ وجیہ الملک کا اصل نام سہارن یا سدھارن تھا۔ سہارن کا دوسرا بھائی سادھو تھا۔ سہارن قوم ٹانک سے تھا۔ قوم ٹانک کا سلسلہ سورج بنسی راجپوتوں سے ملتاہے۔ قدیم زمانہ میں یہ لوگ پنجاب کی طرف آباد تھے۔ عیسوی تیرہویں صدی کے قریب پنجاب سے آکر گجرات میں آباد ہوئے۔ فیروز شاہ تغلق ایام شاہزادگی میں ایک مرتبہ شکار کھیلتا ہوا اپنے ہمراہیوں سے اتفاقاً جدا ہوکر ایک گانوں میں پہونچا۔ یہ گانوں بقول مؤلف مرآت سکندری مضافات تھانیسر سے تھا۔ اوربقول واٹسن اس گانوں کا نام تھاسرہ ہے جو اب ضلع کھیڑہ میں

اقبال خان کے مقابلے کا قصد نہیں کیا۔ مگر تاتار خان کو ۸۰۶ھ مطابق ۱۴۰۳ء

تاتار خان کا بہ لقب محمد شاہ تخت نشین ہونا

۸۰۶ھ ۱۴۰۳ء

میں ناصر الدین محمد شاہ خطاب دے کر اور فوج اور خزائن وغیرہ تمام لوازم حکومت حوالہ کر کے بادشاہ بنا دیا اور خود حکمرانی سے کنارہ کش ہو گیا۔

تاتار خان کا اساول میں جشن تخت نشینی کرنا

تاتار خان نے بادشاہ ہونے کے بعد قصبہ اساول میں جا کر جشن تخت نشینی کیا۔ اور اسی قصبہ کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا۔ اور الموفق بتائید الرحمٰن افتخار الدنیا ابو الغازی محمد شاہ اسکا نام مع القاب مقرر ہوا جشن تخت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲۔ ایک تعلقے کا صدر مقام ہے اور اس کل تعلقے کو بھی تھانسرہ کہتے ہیں۔ یہ مقام قوم ٹانک کے قبضے میں تھا۔ اور جو ٹانک کہ تھانسرے پر قابض تھا سہارن و سادھو دونوں اس کے عزیز قریب تھے جب اِن دونوں بھائیوں کو معلوم ہوا کہ فیروز شاہ شہزادہ ہے۔ دونوں نے اِسکی بہت بزرگداشت کی۔ اور اپنی ناکتخدا بہن شہزادہ کی بیوی بنادی۔ جس سے شہزادہ بہت محظوظ ہوا اور تمام رات آسائش سے بسر کر کے صبح کو اپنی ٹانکی بیوی اور اسکے دونوں بھائیوں کو ہمراہ لیکر اس گانوں سے روانہ ہو گیا۔ شاہزادۂ موصوف کے محلات میں پہونچکر سہارن اور سادھو دونوں بھائی مشرف بدین اِسلام ہوئے اسکے بعد بڑے بھائی کو وجیہ الملک اور چھوٹے بھائی کو شمشیر خان خطاب عطا کیے گئے۔ فیروز شاہ تغلق جب تخت نشین ہوا تو اسنے وجیہ الملک کے بیٹے ظفر خان اور وجیہ الملک کے بھائی شمشیر خان کو خاص آبداری کیخدمت پر تقرر کا اعزاز عطا کر کے دونوں کو اپنے ارکان دولت کے زمرے میں داخل کیا۔ بعد اس کے ظفر خان نے اپنی حسن لیاقت سے رفتہ رفتہ صوبہ داری گجرات کا منصب حاصل کیا۔ ظفر خان (مظفر شاہ) اور نیز اسکا باپ وجیہ الملک نہایت فقر دوست

نشینی کے بعد نادوت (راج پیپلہ) کے راجہ پر چڑھائی کر کے نادوت کو فتح اور راجہ کو مطیع کرنے کے بعد بالا بالا مقابلہ اقبال خان کے ارادے سے دہلی کیجانب روانہ ہوا تھا کہ اثنائے راہ میں بیمار ہو کر جہان آخرت کی طرف کوچ[ل] کا اتفاق پیش آگیا۔ اور اسکی نعش پٹن میں لیجا کر دفن کیگئی

سنہ ۸۱۳ھ سلطان[۲] مظفر شاہ سنہ ۸۱۰ھ / ۱۴۰۷ء تا ۱۴۱۰ء

ظفر خان کا بہ لقب مظفر شاہ تخت نشین ہونا

اگرچہ ظفر خان سنہ ۷۹۳ھ / ۱۳۹۱ء سے گجرات میں بطور صوبہ دار تھا۔ لیکن تمام کارروائیاں خود مختارانہ کرتا رہا تھا۔ بیٹے کی وفات کے بعد تمام امرائے نے بحسب دستور سابق ظفر خان کی اطاعت قبول کی۔ مگر ظفر خان جس روز سے تاتار خان نے وفات پائی اُس روز سے آخر عمر تک اکثر اوقات مغموم اور مصروف گریہ رہا کرتا تھا۔ اور حکمرانی سے یہاں تک افسردہ دل تھا کہ بارہا اپنے بھائی شمس خان مخاطب بہ نصرت خان سے مسند حکومت پر جانشینی کی درخواست کرتا رہا۔ مگر چونکہ نصرت خان نے ہر مرتبہ جانشینیٔ حکومت سے انکار کیا۔ اسلئے چار ناچار حکومت سے کنارہ کش نہ ہو سکا۔ اور تاتار خان کے مرجانے پر تین برس گذرنے کے بعد سنہ ۸۱۰ھ مطابق

بقیہ حاشیہ ۵۳۔ اور باپ بیٹا دونوں حضرت مخدوم جہانیاں جہان گشتؒ کے مُرید تھے ۱۲

ل۔ تاریخ مرات سکندری میں تاتار خان کا ظفر خان کو مقید نہ کرنا اور پھر تاتار خان کا بیماری کیوجہ سے مرنا لکھا ہے اور تاریخ محمود شاہی کا حوالہ بھی ہے۔ لیکن اقوال عوام پر اعتماد کر کے تاتار خان کا ظفر خان کو مقید کرنا اور ظفر خان کا تاتار خان کو زہر دلوانا بھی لکھدیا ہے علی ہذا تاریخ الفی و تاریخ فرشتہ و طبقات اکبری و مبارک شاہی میں بھی یہ مضمون اس طور پر درج ہے کہ ایک کا قول دوسرے کے قول سے پورا ربط نہیں رکھتا۔ پس گمان غالب یہی ہے کہ نہ ظفر خان (مظفر شاہ) کو اُسکے بیٹے تاتار خان (محمد شاہ) نے قید کیا اور نہ ظفر خان نے تاتار خان کو زہر دلوایا۔ ۱۲

سنہ۱۴۰۳ء میں مظفر شاہ[۱] کے لقب سے بمقام بیرپور تخت نشین سلطنت ہوا اور تمام مراسم شاہانہ تخت نشینی کے ادا کئے۔ اور پورا نام مع القاب المؤفق باللہ بالمنان شمس الدنیا والدین ابوالمجاہد مظفر شاہ مقرر ہوا۔

شمس خان کا حاکم نواح ناگور ہونا

بعد تخت نشینی کے مظفر شاہ نے اپنے چھوٹے بھائی شمس خان کو جلال خان کوکھر کی جگہ ناگور بھیج کر اس نواح کی حکومت شمس خان کے متعلق کر دی۔

مالوے پر چڑھائی
سنہ۸۱۰ھ

جب مظفر شاہ نے دلاور خان حاکم مالوہ کی نسبت یہ خبر پائی کہ دلاور خان کو اسکے بیٹے الپ خان نے زہر دے کر ہلاک کیا اور خود اپنا لقب سلطان ہوشنگ غوری قرار دیکر تخت نشین ہو گیا تو چونکہ مظفر شاہ اور دلاور خان سے زمانۂ قیام دہلی میں باہمدگر بہت تپاک تھا۔ اسلئے الپ خان کو اس ناہنجاری کی سزا دہی کے واسطے مالوہ[۲] پر چڑھائی کی اور بعد جنگ اور شکست دینے کے ہوشنگ غوری کو قید کر کے ہمراہ لایا۔ اور ملک مفتوحہ اپنے بھائی نصرت خان (شمس خان) کے تفویض کرتا آیا۔

موسیٰ کو تنبیہ اور قلعہ مانڈو الپخان کو عطا کرنا سنہ۸۱۱ھ

واقعۂ مذکور بالا کے ایک سال بعد جب الپخان نے قید کی حالت میں معافی مانگی تو اس ضرورت سے کہ موسیٰ خان نامی سردار مالوکے سوار دں

---

[۱] بقول تاریخ الغی ظفر خان سنہ۷۹۹ھ میں مظفر شاہ ہوا لیکن فارسی کی دوسری تاریخوں سے سنہ۸۱۰ھ ثابت ہے۔

[۲] ایک چھوٹی سی ریاست ہے جکا دارالصدر دھار ہے۔ اور اس ریاست کو بھی ریاست دھار کہتے ہیں۔+

کو موافق کرکے الپ خان سے ساز و مند ہوگیا تھا جس سے مانڈو پر اسکے قبضہ کر لینے کا احتمال تھا سلطان نے الپخان کا قصور معاف کردیا۔ اور اپنے پوتے احمد خان کو ایک فوج جرار کا سردار کرکے اس فوج سمیت موسیٰ خان کی تنبیہ و تادیب کے لئے روانہ کیا اور الپخان کو بھی احمد خان کے ہمراہ کرکے حکم دیا کہ موسیٰ خان سے قلعہ مانڈو وغیرہ لیکر الپ خان کے حوالے کرکے مراجعت کرے۔ چنانچہ احمد خان نے اپنے دادا کے حکم کی پوری تعمیل کی۔

کنبھ کوٹ پر فوجکشی

سنہ ۸۱۴ھ

سنہ ۸۱۴ھ مطابق سنہ ۱۴۰۹ و ۱۰ء میں سلطان نے کنبھ کوٹ[1] پر بسر کردگی خداوند خان ایک لشکر جرار روانہ کیا۔ جس نے وہاں کے ہنود کو جاکر مطیع کیا۔

اساول پر فوجکشی

سنہ ۸۱۳ھ

قصبہ اساول اور اطراف اساول کے کولی کمر سرکشی باندھے ہوئے تاخت و تاراج اطراف میں سرگرم تھے۔ سلطان نے انکی شورش رفع دفع کرنے کی غرض سے احمد خان کو مع فوج روانہ کیا۔ جو اسی اثناء میں بمقابلہ موسیٰ خان داد شجاعت دے کر مالوے سے واپس آیا تھا۔

مظفر شاہ نہایت بہادر اور بڑا مدبر باوفا بے طمع حکمران تھا۔ اسنے اپنی سلطنت کا انتظام ملک کا بندوبست بڑی دانشمندی اور عمدگی سے کیا۔ کسی حال میں دامن انصاف ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اگر مظفر شاہ (ظفر خان) کی وہ مدت حکومت بھی

---

[1] تاریخ الفی اور تاریخ طبقات اکبری میں کنتھ کوٹ یعنی بعد نون کے تاے مثناۃ فوقانی سے لکھا ہے جو ملک کچھ کا ایک حصہ ہے۔ ۱۲۔

شامل کیجائے جسمیں یہ ناظم گجرات تھا۔ تو کل مدت حکومت اٹھارہ برس آٹھ مہینے چودہ روز ہوتے ہیں۔

اسکا ثبوت کہ احمد خان نے مظفر شاہ کو زہر نہیں پلایا

مسٹر بیلی مترجم تاریخ مرات سکندری نے لکھا ہے کہ تاریخ الفی میں یوں مسطور ہے کہ مظفر شاہ ایک ہولناک مرض میں مبتلا تھا اسوجہ سے اس نے اپنے پوتے احمد خان کو تاج و تخت سپرد کردیا۔ اور الفی کا یہ بیان تاریخ طبقات اکبری کے مطابق ہے" ان وجوہ سے ہماری رائے یہ ہے کہ مرآت سکندری میں علماء سے فتوے لیکر مظفر شاہ کو زہر دینے کا جو قصہ لکھا ہے۔ بے اصل ہے۔ طبقات اکبری و مرآت سکندری ایک ہی زمانے میں تالیف ہوئی ہیں۔ اگر بوجہ تناقض ان دونوں کے قول کو ساقط کیا جائے تو تاریخ الفی کے اعتبار سے الزام مذکور کا دفع ہونا ثابت ہے۔ علاوہ بریں ایسے دیندار۔ حق پرست کی شان سے اہل انصاف کے نزدیک یہ حرکت نہایت درجہ مستبعد معلوم ہوتی ہے۔

سنہ ۸۱۳ھ–۸۴۵ھ ناصر الدین سلطان احمد شاہ بانی احمد آباد سنہ ۱۴۱۱ء–۱۴۴۱ء

سلطان احمد شاہ بانی شہر احمد آباد
سنہ ۸۱۳ھ ۱۴۱۰ء

سلطان مظفر شاہ کے بعد اوسکا پوتا اور تاتار خان کا بیٹا احمد خان سلطان ناصر الدین احمد شاہ کے لقب سے چودھویں رمضان المبارک سنہ ۸۱۳ھ کو تخت نشین ہوا۔ تخت نشینی کی تھوڑی مدت بعد موید الدین فیروز خان نامی سلطان کے چچا زاد بھائی نے جو سلطان کیطرف سے حاکم بڑودہ تھا اس اطراف کے بعض سرداروں سے سازش کرکے بغاوت

اختیار کی۔ سُلطان نے اسکی تادیب کے لئے فوج روانہ کی تھی۔ کہ اسی اثنا میں موید الدین اور اسکے ساتھیوں میں باید گرنا اتفاقی ہوگئی جسکی وجہ سے موید الدین کو کھمبایت جانا پڑا۔ جہان مستی خان جو سُلطان اور موید الدین دونوں کا چچا تھا مع فوج آکر موید الدین سے ملگیا۔ یہ خبر پاکر سُلطان نے بہ نفس نفیس ان پر فوجکشی کی جس سے مطلع ہوکر یہ دونوں مع افواج بھروچ کو چلے گئے۔ سلطان نے بھروچ پہونچکر ان کا محاصرہ کرلیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں کی فوج نے سُلطان کی اطاعت قبول کی۔ بعد اسکے سلطان نے بپاس قرابت موید الدین کا قصور معاف کیا اور کامیابی کے ساتھ موضع اساول میں چلا آیا۔

سُلطان احمد شاہ کا آسا بھیل کو تنبیہ دینا

آساول ایک مختصر سا موضع آسا نامی بھیل کا مسکن تھا۔ اسکے اطراف میں آسا لوٹ مار کیا کرتا تھا۔ اطراف کے باشندے آسا کی شورش سے تنگ اور عاجز رہا کرتے تھے اور بھیل مذکور اپنے زور وظلم کے باعث سے بحیثیت ایک سرغنہ کے خوشحالی کیساتھ بسر کرتا تھا۔ سُلطان نے اسکی قرار واقعی خبر لیکر اطراف کو اسکے ظلم سے نجات بخشی۔

سُلطان کا شہر احمد آباد بسانا

بعد اسکے بدر المحققین سراج الصدیقین حضرت شیخ احمد کھتو گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے اذن ورخصت سے جن کا سلطان ارادتمند تھا احمد آباد بسانے کی طرف متوجہ ہوا اور اسکو عمدگی اور خوشنمائی سے بسایا کہ آجتک سُلطان کے حسن لیاقت کی گواہی دیرہا ہے

لہ مانک ناتھ جوگی کا قصہ اور آسا بھیل کی لڑکی پر سُلطان کا عشق اور کتا اور سسا وغیرہ کے قصے بناوٹی ہیں۔

کیون نہ ہو جس شہر کے آباد کرنے میں چار بزرگوار احمد اور بارہ بزرگوار بابا نے دلی توجہ اور کوشش کی ہے اُسے بابرکت اور مقبول ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ ان چاروں برگزیدہ صفات احمدوں میں ایکؒ خود سلطان احمد شاہ تھے دوسرےؒ سلطان کے پیر و مرشد حضرت شیخ احمد کھتو گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جو قصبۂ کھتو واقع نواح ناگورؒ کے متوطن تھے۔ اور جن کا مزار مبارک مقام سرکھیج (سرخیز) میں واقع ہے۔ تیسرےؒ قاضی احمد جو محکمہ قضا کے مسند نشین تھے چوتھے ملکؒ احمد جو ایک سنجیدہ سردار اور رکن سلطنت تھے۔ علی ہذا۔ بارہ باباؤں میں بھی ہر ایک بابا برگزیدہ اور منتخب تھے۔ جیسے بابا علی شیر رحمۃ اللہ علیہ کہ ان کا مزار شریف بھی سرکھیج ہی میں ہے۔ دوسرے بابا تولو وغیرہم رحمہم اللہ تعالے جنمیں سے ہر ایک اپنی نظیر آپ ہی تھا۔

سُلطان کا قلعہ بھدر و شہر پناہ و محلات و مسجد تعمیر کرنا

قلعہ ارک عرف بھدرؒ نام ایک بہت بڑا اور مضبوط قلعہ اور شہر پناہ تعمیر کئے جس کے اندر بڑے بڑے عالیشان محل بنوائے۔ اور خاص اپنے نام سے ایک مسجد بھی قلعہ کے اندر ہی بنوائی۔ جن سب کی تعمیر میں شہر نہروالہ اور چندراوتی اور دھرانگ دھرہ وغیرہ سے ہزار ہا روپے کا سنگ مرمر منگوا کر لگایا

سُلطان کی احمد آباد کے آباد کرنے میں کوشش

سُلطان احمد شاہ نے جیسا کہ اس شہر کی تعمیر میں ہر قسم کی عمدگی کا لحاظ رکھا اور خاص خاص چالاک کاریگر تعمیر کے لئے بہم پہونچائے

ؒ۔ نہروالہ میں ہندو راجہ کا بنایا ہوا قلعہ جسکا نام بھدر تھا اسلئے اوسکی مشابہت کیوجہ سے یہ نام مشہور ہوگیا۔

جنہوں نے شہر کا نقشہ بہت دلچسپ پیش کر کے منظور کرایا۔ دراستے وسیع اور فراخ اور سنگی۔ طرز عمارت ایسا دلآویز و نادر ہے جسکو دیکھ کر اہل فرنگ کے بڑے بڑے انجینیروں کی عقل بھی دنگ ہو جاتی ہے، ویسی ہی خاص کوشش اور توجہ تعمیر ہونے کے بعد شہر کے آباد کرنے کی نسبت بھی کی۔ دور دست مقامات سے اکثر تجاروں، پیشہ وروں کو زر خطیر صرف کر کے بلوایا اور عطایا اور انعامات دے کر اسپر رضامند کیا کہ اسی شہر میں سکونت اور کاروبار اختیار کریں۔ اسبارے میں یہاں تک کوشش کی کہ شہر احمد آباد مرکز تجارت اور حرفت صنعت ہو گیا۔ باشندوں کو پانی کا آرام ملنے کی غرض سے بہت کچھ مصارف کر کے ہانتہ متی نام ندی جو شہر سے تین کوس کی میسافت پر ہے اسکا پانی سابرمتی ندی میں پہونچایا جس کے کنارے کے متصل ہی یہ شہر آباد ہے۔ پانی کا نل بھی جاری کیا گیا۔

اعلےٰ درجہ کی یادگار عہد سلطان احمد شاہ کی جامع مسجد ہے جسکی تعمیر بارہ برس میں تمام ہوئی۔ اسکا ارتفاع انچاس ۴۹ فیٹ طول اور تین سو بیاسی ۳۸۲ فیٹ عرض دو سو اڑتیس ۲۳۸ فیٹ ہے۔ یہ عمارت کیا باعتبار عرض و طول و بلندی کے اور کیا بلحاظ عمدگی و استحکام ہندوستان کی چیدہ عظیم الشان اسلامی عمارات میں شمار کیجاتی ہے مسٹر کیمپل گزیٹیر بمبئی نے لکھا ہے کہ ہندوستان کی شاہی مساجد میں جامع مسجد دہلی درجۂ اول کی ہے۔ اور احمد آباد کی جامع مسجد درجۂ دوم کی۔ جامع احمد شاہی کے منار[1] بہت بلند تھے۔ مگر ۱۸۱۹ء میں زلزلہ کے صدمے سے انکا کچھ حصہ گر گیا۔

---

[1] یہ منار اور احمد آباد کی مساجد کے اکثر منار اعلےٰ درجہ کی صنعت و حکمت سے بنے ہوئے تھے۔ ان کی نسبت کرنل مونیر ولیم جو ۱۸۰۹ء میں احمد آباد آیا تھا لکھتا ہے کہ جامع مسجد اور اس شہر کی اور مساجد کے اکثر منار ایسی عجیب و غریب صنعت سے بنے ہیں کہ ایک منار کو حرکت دینے سے دوسرا منار بھی حرکت

مؤید الدین کی بغاوت دوبارہ
سنہ ۸۱۴ھ

سنہ ۸۱۴ھ میں مؤید الدین نے پھر علم بغاوت بلند کیا۔ راجہ ایڈر رنمل اور مستی خان اسکے معاون ہوئے اور قلعہ موڑاسہ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان نے اسپر فوجکشی کر کے قلعہ چھین لیا۔ اور باغی بھاگ کر شمس خان حاکم ناگور سے جا ملے۔ پھر جب شمس خان و رانائے چتوڑ سے باہم مقابلہ ہوا تو مؤید الدین اور مستی خان لڑائی میں مارے گئے۔ مگر رنمل نے وہ سب ہاتھی گھوڑے جو مؤید الدین اور مستی خان چھوڑ بھاگے تھے علاوہ اسکے اپنی طرف سے ایک معتدبہ رقم خراج دے کر سلطان سے معافی مانگی اور سلطان نے معافی دے کر اور وہ سب پیشکش لے کر بہمان فتح و ظفر احمدآباد کو مراجعت کی۔

ہوشنگ کی چڑہائی گجرات پر
سنہ ۸۱۶ھ

سنہ ۸۱۶ھ میں شہر نہروالہ کے چند سردار زمینداروں نے باغی ہو کر ہوشنگ سلطان مالوہ کو یہ پیام بھیجا کہ اگر آپ گجرات پر فوجکشی کریں ہم آپکو ہر قسم کی مدد دیں۔ اس پیام پر سلطان مالوہ نے اپنے ایک سردار کو مع فوج گجرات روانہ کیا۔ اور اسکے عقب میں خود بھی روانہ ہوا۔ ادھر باغیوں نے بھی اپنی فوج آراستہ کی۔ سلطان احمد شاہ نے ان حالات سے مطلع ہو کر اپنے بھائی لطیف خان کی سرکردگی میں ایک فوج باغیوں کی

بقیہ حاشیہ ۔ کرتا ہے۔ یہ حالت میں نے بچشم خود معائنہ کی اور اسکی وجہ دریافت کرنے میں میں نے بہت کچھ غور اور فکر کی۔ ایک وقت یہ احتمال ہوا کہ شاید دونوں مینار و ں میں اندرونی تعلق ہے۔ اسلئے دونوں کے مابین میں جسقدر فاصلہ ہے اوسکے وسط میں خود لیٹ کر ان کو حرکت دلوائی لیکن تاہم میرے جسم میں کوئی حرکت نہیں محسوس ہوئی ۱۲ انگریزی لیز کا سیٹوم اینڈ آرکیٹکچر آف انڈیا۔ صفحہ نمبر ۶۔ ۱۲

تنبیہ کے لئے دوسری فوج لبسر کردگی عماد الملک مقابلہ سلطان مالوہ کی غرض سے روانہ کی اور خود چانپانیر کوچ کیا۔ نتیجہ ان کارروائیوں کا یہ ہوا کہ لطیف خان نے جھالاوار کے راجہ ستر سال نامی کو جو منجملہ باغیان سابق بعد مقابلہ کے زک دیکر سورٹھ کی طرف بھگا دیا۔ ادھر سلطان مالوہ نے فوج گجرات سے خوف کھا کر حیلہ کیا کہ عماد الملک ہمارا ہم پلہ نہیں ہے اور بغیر مقابلہ کئے ہوئے مالوے واپس گیا یہانتک کہ عماد الملک نے مانڈو میں داخل ہو کر اسکے بعض حصّوں کو تاراج کر دیا۔ اور اسپر بھی عماد الملک کا کوئی مزاحم نہیں ہو سکا۔

۸۱۶ھ میں سلطان نے بہ نفس نفیس قلعہ گرنار واقع شہر جوناگڈھ پر فوجکشی کی جسکا بیان تفصیل کے ساتھ مرات مصطفےٰ آباد میں ہے۔

نصیر کا حملہ حد گجرات پر اور یہ موقع پاکر ہوشنگ کا چڑھ جانا ۸۱۸ھ

۸۱۸ھ میں آسیر و برہان پور کا حاکم نصیر مخاطب عین الملک جسارت کر کے ندربار تک آگیا جو سرحد گجرات میں واقع ہے۔ یہ خبر سنکر سلطان نے مع فوج اسکی تادیب کے لئے کوچ کیا۔ سلطان کی آمد آمد سنکر نصیر نے ارادہ پیشقدمی فسخ کیا لیکن اسی اثناء میں ایک دوسرا قضیہ یہ پیش آگیا کہ سلطان کے ندربار جانے کی خبر پاکر نادوت و چانپانیر و جھالاوار و ایدر کے راجاؤں نے متفق ہو کر ہوشنگ سلطان مالوہ کو اغوا کیا۔ کہ اسوقت گجرات میں میدان خالی ہے۔ اگر آپ چڑھائی کریں تو ہم سب مدد ہی کو موجود ہیں۔ یہ پیام جاتے ہی ہوشنگ گجرات چلا اور کوچ در کوچ کرتا قریب قلعہ موڑاسہ تک پہونچکر خیمہ زن ہو چکا تھا کہ سلطان احمد شاہ نے حقیقت حال سنکر فوراً موڑاسے کیطرف کوچ کیا۔ اور باوجود ایام بارش ہونے کے صرف سات روز موڑاسہ سے پانچ کوس کے فاصلے پر پہونچکر

خیمہ زن ہوا۔ لیکن ہوشنگ خبر پاکر اُسی روز راتوں رات فرار ہوگیا۔ اور اسکے مددگار جنہوں نے اغوا کرکے فوجکشی کرائی تھی وہ سب بھی اِدھر اُدھر چل دئے۔ بعد اسکے سُلطان احمد شاہ نادوت کی طرف متوجہ ہوا۔ اور راجہ ہرسینگھ کو سُلطان سے بھاگ کر بارہ برس تک صحرا نوردی کرنی پڑی۔ بعدہٗ جب راجہ مذکور نے معافی چاہی۔ تو سلطان نے اسکا ملک واپس کردیا۔

مالوہ پر چڑھائی
سنہ ۸۲۰ھ

سنہ ۸۲۰ھ میں سُلطان نے مالوے پر اس ارادہ سے چڑہائی کی کہ تمام ملک مالوہ پر کامل قبضہ کرلے۔ ہوشنگ کے اگلے مددگاروں نے سُلطان کے اس ارادہ سے مطلع ہوکر سُلطان سے معافی مانگی۔ سُلطان نے انکی درخواست منظور کی۔ من بعد کوچ کرکے قریب اُجین خیمہ زن ہوا۔ اسطرف سے ہوشنگ بھی مع فوج مقابلے کو آیا۔ اور بعد سخت جنگ و مقابلہ کے ہزیمت پاکر قلعہ مانڈو میں جاکر پناہ لی۔ سُلطان احمد شاہ اطراف ملک کا دورہ کرنے کے بعد اگرچہ قلعہ مانڈو فتح کرنے کا عزم صمم کرچکا تھا کسی مصلحت سے اس مہم کی انجام دہی چندے ملتوی رکھنا مناسب سمجھ کر دارالخلافت احمد آباد میں واپس چلا آیا۔

چانپانیر پر چڑھائی
سنہ ۸۲۲ و ۸۲۳ھ

سنہ ۸۲۲ و ۸۲۳ھ مطابق سنہ ۱۴۱۸ و ۱۴۱۹ء میں سُلطان نے چانپانیر پر فوجکشی کی۔ مگر راجہ نے معافی مانگی۔ جس کو منظور کرکے سنگھیڑا[1] بہادر پور کی جانب توجہ کی اور اسکو فتح کرکے وہاں ایک قلعہ اور ایک مسجد تعمیر کی اور اشاعت قوانین شرعی کے لئے قاضی۔ مولوی۔ مدرس وغیرہ مقرر کئے اور ایک فوج بندوبست و حفاظت کو چھوڑکر

---

[1] طبقات اکبری و تاریخ گجرات مؤلفہ کرنل واٹسن میں سونگڈھ لکھا ہے۔ ۱۲

خود مانڈو کی جانب کوچ کیا۔ اس مرتبہ سُلطان ہوشنگ نے بہایت لجاجت سے معافی مانگی جسکو سلطان نے منظور کرکے اپنے دار الخلافت کو مراجعت کی۔

سُلطان کا تعمیرات اور اصلاح انتظاماتِ مُلکی و فوجی میں مشغول رہنا ۸۲۳ھ

سنہ ۸۲۳ھ میں سُلطان نے اپنے ممالک محروسہ میں مسجدیں اور قلعے تعمیر کرائے الپخان نے کرٹی میں جو قلعہ تعمیر کیا تھا اسکو مرمت کراکے مستحکم کیا۔ ملکی انتظامات کی تکمیل کی۔ فوجی انتظامات کی عمدگی کو ترقی دی۔

میسر کو فتح کرتے ہوئے مانڈو پر چڑھائی کرنا ۸۲۳ھ

اسی سال سُلطان نے براہ چانپانیر جاکر قلعہ میسر کو فتح کیا۔ پھر مانڈو کی طرف توجہ کی۔ سات ہفتے تک مانڈو پر محاصرہ قائم رکھا۔ بعدہ برسات کا موسم آجانے سے محاصرہ چھوڑ دیا۔ اُجین آکر مقیم ہوا۔ اس مُہلت کو غنیمت جان کر ہوشنگ نے اپنے آپکو مقابلے کے لئے پھر تیار کرلیا۔ سُلطان کو معلوم ہوا کہ اب حریف نے وہ سامان کرلیا ہے جس سے فتح قلعہ دشوار ہوگی۔ تو قلعہ مانڈو سے قطع نظر کرکے قلعۂ سارنگپور کے محاصرہ پر متوجہ ہوا۔ مگر جب ہوشنگ نے پیام بھیجا کہ آپ درپئے خرابی لشکر اِسلام نہ ہوں اور مجھسے جو امر خلاف مرضی صادر ہوا ہو عفو فرمائیں تو ارا کین کی فہمائش اور غاص اپنی رحمدلی سے یہ نیاز مندانہ درخواست قبول کرکے لشکر کو روانگئ گجرات کا حکم دیا اور خود بھی یہ صادق الاقرار آسنی کردار بادشاہ ۱۲ محرم سنہ ۸۲۶ھ مطابق ۲۶ دسمبر سنہ ۱۴۲۲ء کو تہیۂ روانگی میں مصروف تھا کہ اُسی رات سُلطان ہوشنگ نے براہ دغا سُلطان اور اسکے خاص ہمراہی حصۂ لشکر پر شبخون مارا۔ اور اس تیزی سے حملہ آور ہوا کہ خود ہوشنگ سراپردۂ سُلطانی کے اندر پہنچ گیا۔ سامنت سنگھ

راجپوت جو پانچسو راجپوت سے سراپردے کا محافظ تھا۔ اسکو مع تمام راجپوتوں کے قتل کیا جب سلطان نے یہ حال دیکھا خیمہ خاص سے باہر نکل گیا۔ مگر کمال درجہ استقلال کے ساتھ رات بھر دشمنوں کی نظر سے اوجھل ہو کر لشکر کے ارد گرد رہا لشکرگاہ کو نہ چھوڑا جب آسمان پر تیغ آفتاب علم ہوئی سلطان نے تھوڑی سی جرار جمعیت کے ساتھ ہوشنگ کا مقابلہ کیا جس مقابلہ میں خود سلطان احمد شاہ اور سلطان ہوشنگ سے باگہ گر کلہ بکلہ جنگ ہوئی اور دونوں زخمی ہوئے۔ آخرکار لشکر ہوشنگ نے جی چھوڑ دیا اور خود ہوشنگ کے ہوش اُڑ گئے۔ ہزیمت پاکر بھاگا قلعہ سارنگپور میں جاکر پناہ لی۔ اور لشکر سلطان کا جس قدر مال و اسباب فوج ہوشنگ کے ہاتھ آیا۔ اس سے المضاعف لشکر سلطان کو ملا مزید برین ستائیس ہاتھی جو ہوشنگ جاجنگر سے لایا تھا وہ بھی ہاتھ آئے اسکے بعد سلطان نے شکر خدا بر تر بجالاکر گجرات کی جانب قدم بڑھایا تھا کہ ہوشنگ نے پھر سنبھل کر سلطان کا تعاقب کیا۔ اور پھر لڑائی ہوئی مگر پھر بھی ہوشنگ ہی کو شکست نصیب ہوئی۔ اور سلطان بعنان قرہ اقبال احمد آباد داخل ہوا۔ سلطان کی رعایا اس سے ایسی رضامند و خوش تھی کہ سلطان کا آنا سب کے لئے گویا عید ہو گئی

ایڈر پر چڑھائی
سنہ ۸۳۱ھ

مہم مالوہ سے احمد آباد آکر تین برس تک سلطان اپنی فوج اور رعایا کے اندرونی انتظامات کی اصلاح میں مصروف رہا جب خبر ملی کہ راؤ پونجا راجہ ایڈر سلطان مالوہ سے باہم خفیہ رابطہ خط وکتابت رکھتا ہے تو سلطان نے چڑھائی کر کے ایڈر پر قبضہ کر لیا۔

شہر احمد نگر بسانا
سنہ ۸۳۰ھ

سنہ ۸۳۰ھ میں ہاتھمتی نام ندی کے کنارے سے جو ایڈر سے اٹھارہ میل فاصلے پر واقع ہے شہر احمد نگر آباد کیا جو ابتک آباد موجود ہے۔

ایڈر کے راجہ راؤ پونجا کا ہلاک ہونا ۸۳۱ھ

راؤ پونجا ایڈر سے نکلکر صحرا نوردی کر رہا تھا مگر اس حالت میں بھی شرارت سے باز نہ آیا۔ سلطان کے لشکر سے جو گھسیارے وغیرہ چارہ گھاس لینے جنگل جایا کرتے تھے اُن پر حملہ آور ہوا اور ان کے محافظین کے دور ہونے کی وجہ سے ایک ہاتھی چھین لیگیا۔ جب یہ ہنگامہ سُنکر گھسیارے اور محافظ یکجا ہوئے سب نے ملکر اسکا تعاقب کرکے ایک درّہ کوہ پر جالیا۔ کیونکہ اس درّہ کی راہ بہت تنگ و دشوار گذار تھی۔ ایک جانب درّہ کے ایک ٹیلہ دوسری جانب نہایت گہرا غار تھا جب رائو پونجا اس درّہ میں آیا۔ اسوقت اُس ہاتھی کے مہاوت نے جسکو یہ چھین لایا تھا موقع پاکر ہاتھی کو دیدہ و دانستہ اس انداز سے بڑھایا کہ پونجا کا گھوڑا چمک کر غار میں گر پڑا۔ اور اسی غار سے پونجا غار فنا میں پہنچ گیا۔ اسکے بعد سُلطان کے آدمیوں نے اسکے ہمراہیوں کو گرفتار کرلیا۔ اسکے بعد ایک لکڑہارے نے پونجا کا سر کاٹ کر حضور سُلطان میں حاضر کیا۔

ایڈر پر دوبارہ چڑھائی ۸۳۲ھ

راؤ پونجا کے ہلاک ہونے کے بعد اسکے بیٹے نارائن داس[۱] نے سُلطان سے تین ہزار روپیہ سالانہ پیشکش کا اقرار کیا۔ اسپر سلطان نے اسکا ملک اسکو واپس دیدیا۔ لیکن دوسرے سال موعودہ پیشکش ادا نہ کرنے کے سبب سے سُلطان نے اسپر چڑھائی کی اور اسکے مستحکم قلعے کو فتح کرکے ایڈر میں ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی۔

---

[۱] طبقات اکبری کے صفحہ ۵۷۰ میں لکھا ہے کہ ہرائے ولد پونجا نے خانجہان کے وسیلے سے پیشکش دینا منظور کرکے معافی چاہی۔ ۱۲

شاہزادہ ظفر خان کا بہمن دکنی کو زک دینا
سنہ ۸۳۳ھ

سنہ ۸۳۳ھ میں سلطان کے معین کردہ حاکم مہائم[1] جو بمبئی کے قریب واقع ہے وفات پائی سلطان بہمن دکنی نے موقع پاکر مہائم پر قبضہ کرلیا سلطان نے یہ خبر سنکر اپنے شاہزادہ ظفر خان کو مع فوج مہائم روانہ کیا۔ کھمبایت وگھوگہ دیو سے جہازی مدد بھیجی۔ ظفر خان نے مع تمام مددگاروں کے پہونچتے ہی مہائم پر بدستور سابق قبضہ قائم کرکے بہمن دکنی کو زک دی

سلطان اور مہائم کے رائے باہم مصالحہ
سنہ ۸۳۴ھ

مہم مہائم کے دو سال بعد سلطان نے رائے مہائم سے باہم مصالحہ کرلیا۔ رائے مذکور نے اپنی بیٹی سلطان کے شاہزادہ فتح خان سے بیاہ دی۔

سلطان کا بہمن دکنی کو زک دینا
سنہ ۸۳۴ھ

سلطان چانپانیر جارہا تھا کہ اسی اثنا میں سلطان بہمن دکنی نے موقع پاکر بگلانہ[2] کے تنبول نامی قلعے پر قبضہ کرلیا

---

[1] طبقات اکبری کے صفحہ ۵۸ میں لکھا ہے کہ واقعہ سنہ ۸۳۳ ہجری شاہزادہ گجرات محمد خان اور شاہزادہ دکن علاء الدین میں باہم دو لڑائیاں سخت ہوئیں جسمیں محمد خان کامیاب ہا۔ مگر یہ واقعہ مرات سکندری میں ترک کیا گیا ہے۔[12]

[2] بگلانہ قدیم نام ہے۔ اسوقت اس علاقہ کو ستانہ کہتے ہیں ضلع ناسک کا ایک پرگنہ ہے۔ اور شمالی سمت میں واقع ہے۔ آئین اکبری میں لکھا ہے کہ یہاں میوہ کثرت سے ہوتا ہے۔ اور یہاں کے راٹھور زمیندار کے پاس نو ہزار سوار اور پانچہزار پیدل فوج ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں اس علاقہ کا زمیندار اپنی خوشی سے مسلمان ہوگیا۔ اورنگ زیب نے اسکو اور علاقہ بھی مرحمت کیا۔ اب اس علاقہ میں انگریزی ہے۔ ۱۲

یہ خبر پاکر سلطان نے عزیمت چانپانیر سے عطف عنان کرکے بگلانہ کے تنبول قلعے کی جانب کوچ کیا۔ اور بہمن دکنی کو ہزیمت دیکر قلعہ واپس لے لیا۔

سلطان کا میواڑ میں بوندی وکوٹہ کو خراج گزار بنانا

قلعۂ تنبول کی مہم سے فارغ ہوکر سلطان ناگور اور میواڑ کیجانب متوجہ ہوا۔ اور بوندی اور کوٹہ کے راجاؤں سے خراج معیّن کراکے کامیابی کے ساتھ احمد آباد مراجعت کی۔

مالوہ پر چڑھائی

۸۴۱ھ

۸۴۱ھ مطابق ۱۴۳۷ء میں شاہزادہ مسعود مالوہ کے سلطان ہوشنگ کا پوتا سلطان کیخدمت میں یہ فریاد لیکر حاضر ہوا کہ میرا باپ میرے دادا کا جانشین ہوا تھا اسکے وزیر محمود خلجی نامی نے اسکو زہر دیکر ہلاک کردیا۔ اور تخت سلطنت پر خود قبضہ کربیٹھا ہے۔ یہ شاہزادہ دو برس تک سلطان کیخدمت میں حاضر رہا۔ آخر سلطان کو اسکی مظلومیت پر رحم آیا۔ اور اسکی حمایت کے لئے ایک لشکر جرار لیکر مع شاہزادہ مسعود مالوے پر چڑھائی کی۔ اور محمود خلجی کو مالوے میں شکست بھی دے چکا تھا کہ اس اثناء میں لشکر سلطان پر بلائے وبا (مرگی) نازل ہوئی۔ جس سے اس مہم کو ناتمام چھوڑکر احمد آباد مراجعت کرنی پڑی۔

سلطان احمد شاہ کی وفات اور مدفن

۸۴۵ھ

۸۴۵ھ میں چوتھی ربیع الثانی کو سلطان نے وفات پائی۔ اور جامع مسجد احمد آباد کے مقابل ایک نہایت خوشنما سنگی مقبرے[1] میں مدفون ہوا۔

---

[1] اس مقبرۂ سلطانی میں مصارف عرس ولنگرخانہ ونقارخانہ کے لئے سرکار انگریزی سے بھی

مدت سلطنت اور اوصاف سلطان

سلطان احمد شاہ نے تینتیس برس چھ مہینے سلطنت کی اور جب جس مہم پر مالوہ اور برہان پور اور میواڑ اور دکن کی جانب توجہ کی فتحمندی حاصل ہوئی کبھی شکست کا منہ نہیں دیکھا۔ غالباً یہ بھی اسی بادشاہ کا حصہ تھا کہ گو اکثر اوقات اس کے عہد سلطنت کے جنگ ہی میں گذرے جسکی وجہ سے بضرورت اسکو پایۂ تخت سے دور رہنا پڑا۔ لیکن اسپر بھی امور تمدن کی نگرانی و انتظام اس حسن تدبیر اور ایسی سرگرمی کے ساتھ کیا کہ ساڑھے تینتیس برس کی حکمرانی میں اسکی رعایا سے خون ناحق بالجبر گو صرف دو ہی ہوئے جن دونوں کے فیصلے سلطان کی انصاف پسندی کے گویا دو قوی گواہ ہیں۔ چنانچہ ذیل میں دونوں فیصلے درج کئے جاتے ہیں۔ (اول فیصلہ) سلطان کے داماد پر ایک خون ناحق ثابت ہوا۔ قاضی نے وارثان مقتول کو چند اشرفیاں خون بہا دے کر رضامند کر لیا۔ باوجودیکہ شریعت دین اسلام کی رو سے بھی یہ کارروائی جائز تھی سلطان نے حق کی حمایت اور کمزور کی تائید میں داماد کو قتل کروا ڈالا تاکہ امیروں کو کسی خون ناحق پر جسارت نہ ہو۔ (دوسرا فیصلہ) سابرمتی ندی کے کنارے سلطان نے ایک فرح بخش محل بغرض تفریح دریائی تعمیر کرایا تھا ایک وقت اس محل میں سلطان تشریف فرما رونق افروز تھا۔ کہ اتفاقاً دور سے ایک مٹکا بہتا ہوا نظر پڑا۔ جب یہ مٹکا بحسب حکم سلطان کے روبرو لایا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے اندر ایک مقتول کی نعش ہے سلطان نے تمام کمہاروں کو طلب کر کے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ فلاں کمہار نے فلاں گاؤں کے مقدم کو یہ مٹکا دیا تھا۔ اسپر تحقیقات کرکے بعد ثبوت جرم مقدم کو سولی پر چڑھا دیا سلطان

بقیہ حاشیہ اب تک سالانہ ڈھائی ہزار روپیہ آمدنی ہے

ونیدار بھی ایسا تھا کہ تادم مرگ شرعی فرض قضا نہیں ہوا۔

تنخواہ فوج کا قاعدہ

سلطان نے اپنی تمام فوج کی تنخواہ کا یہ انتظام کر رکھا تھا کہ نصف تنخواہ نقد اور نصف کی عوض ہر ایک کو بقدار شعبنہ زمین عطا ہوتی تھی۔ جس سے فوج اور انکے عیال و اطفال بعیش و آرام بسر کرتے تھے یعنی جب کبھی فوج کسی دور دست مقام میں جاتی انکے اطفال اپنی اپنی پیداوار زمین سے بسر کرتے اور خوشحال رہتے۔ یہ ایسا عمدہ قاعدہ تھا جسکو آجتک پسندیدہ کہہ سکتے ہیں۔ انتظام دیوانی و فوجداری نہایت درجہ قابل تعریف تھا۔

سلطان کا صلح کل برتاؤ اور سخاوت

سلطان کے کاموں پر غور کرکے ہر ہوشمند کہہ سکیگا کہ اسکا ہر ایک کام اسکے صلح کل ہونے کی دلیل تھا اور یہی وجہ تھی کہ مسلمان اور ہندو دونوں فریق اس سے بہت رضامند اور خوش تھے۔ اسکے عہد میں ایک بڑا لنگرخانہ جاری کیا گیا تھا جسمیں طلبا و مساکین و مسافر کو کھانا دیا جاتا تھا خصوصاً طلبہ کو نقد وظیفہ بھی ملتا تھا۔ یہ لنگرخانہ سلطنت مغلیہ کے آخری زمانے تک جاری رہا لیکن مرہٹوں کے تسلط ہونے کے بعد بند ہوگیا۔

غیاث الدنیا والدین سلطان محمد شاہ ثانی عرف سلطان محمد شاہ زربخش
سنہ ۸۴۶ھ - ۸۵۵ھ / ۱۴۴۲ء - ۱۴۵۱ء

غیاث الدنیا والدین سلطان محمد شاہ ثانی سنہ ۸۴۶ھ میں ۳ ربیع الآخر مطابق ۱۲۔ اگست سنہ ۱۴۴۲ء کو سلطان احمد شاہ کا بیٹا محمد خان ملقب غیاث الدنیا والدین محمد شاہ تخت نشین ہوا۔

آیڈر پر چڑھائی سنہ ۸۴۹ھ

سنہ ۸۴۹ھ میں سلطان نے آیڈر کے راجہ سمی راؤ بھان[1] پر چڑھائی کی۔ مگر راؤ بھان آمد آمد سلطان سنکر کوہستان

[1] طبقات اکبری میں یہ نام ہر رائے لکھا ہے۔ اور کرنل واٹسن نے غلطی سے اسکو ہیرا

میں فرار ہوگیا۔ بعد اسکے درخواست معافی آنے سے اسکا قصور معاف ہوا۔ راؤ نے اپنی بیٹی سلطان کے عقد نکاح میں دی۔ بعدہ سلطان ملک باگر ہوتا ہوا دار الخلافت واپس آیا۔

شیخ احمد کھتو گنج بخش کی وفات اور مقبرہ و مسجد ۸۴۹ھ

اسی سال حضرت بدر المحققین سراج الصدیقین شیخ احمد کھتو گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ایکسو گیارہ سال کی عمر میں وفات پائی۔ جن کا ذکر سلطان احمد شاہ بانی احمد آباد کے حالات میں گذر چکا۔ سلطان نے ان کو مقام سرکھیج (سرخیز) میں دفن کر کے ایک عظیم الشان مقبرہ تعمیر کرایا جسمیں زر خطیر صرف ہوا۔ اور نیز انہیں کے یادگار میں ایک عالیشان مسجد مقبرے کے قریب بنوائی۔ مقبرہ مذکور کی عمارت سلطان کے عہد میں ناتمام رہی تھی جب بعد سلطان کے قطب الدین رونق بخش تاج و تخت ہوا ہے تو اس نے یہ عمارت پوری کی یہ ایسی عمارت ہے کہ جو سیاح سرکھیج جاتا ہے وہاں کے لوگ اسکو قابل دید عمارت بھی ضرور دکھاتے ہیں۔

چانپانیر پر چڑھائی ۸۵۲ھ

سنہ ۸۵۲ھ میں سلطان نے چانپانیر کے راجہ گنگاداس پر فوجکشی کی۔ بعد جنگ کے راجہ شکست کھا کر اپنے مستحکم قلعے میں بھاگ کر متحصن ہوا۔ سلطان نے اسکا محاصرہ کیا۔ جس سے عاجز آکر راجہ نے محمود خلجی حاکم مالوہ کو لکھا کہ اگر آپ مدد کو آئیں تو

بقیہ حاشیہ صفحہ پچھلا لیکن ہم نے تاریخ کے اندر موافق راد بھان لکھا ہے [illegible]

لہ ہم شوال کو عرس ہوتا ہے۔ کثیر مخلوق دور دور سے آتی ہے۔ مصارف مقبرہ و عرس کیلئے ایک گانوں وقف ہے جسکی سالانہ آمدنی قریب ڈھائی ہزار روپیہ کے ہے۔ تھوڑی مدت گذری کہ برٹش گورنمنٹ نے مقبرے کی

ھمارےحف لشکر کی منزل ایک لاکھ تنگہ زر پیش کروں گا۔ اسپر محمود خلجی حبیب کوچ کر کے دوحد تھیوپچا تو محمد شاہ ثانی نے محاصرہ اٹھا کر کوچ کیا۔ اور گودرہ میں جاکر خیمہ زن ہوا۔ اور وہاں سے بیمار پڑ کر احمد آباد پہونچا۔ آخر اسی بیماری سے ۸۵۵ھ مطابق ۱۴۵۱ء

محمد شاہ زربخش کی وفات ۸۵۵ھ

میں سرائے فانی کو چھوڑ کر جہان باقی کا سفر کیا اور مقبرے کے اندر اپنے والد بزرگوار کے پاس ہی دفن کیا گیا۔ یہ بادشاہ درویش دوست اور رعایا و سپاہیوں کی بہت خبرگیری کرنے والا تھا۔ اور اس قدر زربخش تھا کہ اسکے عہد میں عالم خلائق اسکو زربخش کہتی تھی۔

سلطان قطب الدین

۸۵۵ھ / ۸۶۳ — ۱۴۵۱ء / ۱۴۵۹

سلطان قطب الدین ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء

۸۵۵ھ گیارہ محرم الحرام مطابق ۱۳ فروری ۱۴۵۱ء کو شاہزادہ جلال خان نے سلطان قطب الدین کے لقب سے اپنے باپ سلطان محمد شاہ ثانی عرف سلطان زربخش کی وفات کے بعد تخت سلطنت پر جلوس کیا۔

محمود خلجی و سلطان قطب الدین کی جنگ ۸۵۵ھ

سلطان محمد شاہ ثانی کے محاصرہ چانپانیر چھوڑ کر واپس چلا جانے سے محمود خلجی میں جسارت تو آہی چکی تھی۔ اب محمد شاہ ثانی کی وفات کے بعد اس نے گجرات پر قدم بڑھایا۔ اسپر سلطان قطب الدین مع فوج کوچ کر کے مقام کپڑ بنج میں محمود کو روکا۔ اور اس جنگ میں

تتمہ حاشیہ۔ مرمت کے واسطے پانچ ہزار روپیہ کی منظوری دی تھی۔

فوج محمود کی کسی قدر غالب رہی۔ یہانتک کہ خاص سراپردۂ قطب الدین سے مرصع تاج شاہی اور کمر بند لیگئی۔ لیکن آخر کار قطب الدین نے داد مردانگی دیکر ۸۵۶ھ میں محمود کو شکست فاش دی۔ اور فتح و نصرت کے ساتھ احمد آباد مراجعت کی۔

کانکریہ تالاب (حوض قطب) و نگینہ باڑی و گھٹا منڈل محل کا تعمیر ہونا ۸۵۵ھ

محمود خلجی کی مہم کے بعد شہر احمد آباد کے باہر جنوبی جانب سلطان نے ایک تالاب تعمیر کیا۔ جس تالاب کا دور ایک میل سے زیادہ ہوگا۔ اور جس کا نام حوض قطبی عرف کانکریہ تالاب مشہور ہے۔ اِس تالاب کے وسط میں ایک باغیچہ آراستہ کیا جس کا نام نگینہ باڑی[1] رکھا گیا۔ تالاب کے کنارے اپنے اور اپنے خاندان والوں کی سیر و تفریح کے لئے نہایت عالیشان ایک قصر گھٹا منڈل نامی تعمیر کیا۔ موسم گرما میں تالاب خشک نہ ہونے کے لئے تالاب سے ہی ندی تک گیارہ میل لمبی ایک نہر کھدوا کر تالاب سے ملادی۔ چنانچہ یہ سب یادگار اسکے ابتک موجود ہیں۔ اِلّا گھٹا منڈل کا نشان باقی نہیں رہا۔

چتوڑ پر چڑھائی ۸۶۰ و ۶۱ھ

محمود خلجی و قطب الدین میں گو باہم صفائی نہ تھی۔ مگر جب خلجی نے سنا کہ سلطان چتوڑ پر چڑھائی کرے گا تو چتوڑ کے رانا کو بنھا کو زیر کرنے کی غرض سے خلجی نے

---

[1] نگینہ باڑی اور تالاب بہت مرمت طلب ہوگئے تھے۔ کوئی پرداخت کنندہ نہ تھا۔ ۱۸۷۲ء میں صاحب کلکٹر کور اڈیل احمد آباد کی خوش نصیبی سے ضلع میں مقرر کئے گئے جو اہل اسلام کے دلی بہتر اندیش تھے۔ اس نیک نیت افسر نے رپورٹ کرکے ان دونوں کی مرمت منظور کرائی۔ اور قریب چوراسی ہزار روپیہ کے میونسپلٹی فنڈ سے صرف کرکے نگینہ باڑی اور کانکریہ تالاب اور شاہ عالم کی مسجد اِن

درخواست صلح بھیج کر سلطان سے موافقت کرلی۔ بعد اسکے سلطان نے چتوڑ پر چڑھائی کر کے قلعۂ آبو رانا کو نبھا سے چھین لیا۔ اور قلعہ کے حقدار سروہی کے راجہ کھاننہ دیورہ کو مرحمت کردیا۔ اور چتوڑ کے قریب رانا کو سخت جنگ کے بعد بسپا کیا۔ یہانتک کہ رانا فرار ہوگیا۔ آخر میں جب رانا نے خراج کا اقرار کیا۔ تو سلطان نے قصور معاف کردیا۔

چتوڑ پر دوبارہ چڑھائی
سنہ ۸۶۲ھ

سنہ ۸۶۲ھ میں رانائے چتوڑ نے عہد شکنی کی۔ اور ناگور پر قدم بڑھایا۔ جو سلطان کے ممالک محروسہ میں تھا۔ سلطان نے پھر فوجکشی کی۔ مگر مقابلہ کی نوبت نہیں آئی۔ صرف سلطان کی آمد آمد ہی سُنکر راجہ کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ آخر راجہ کو سخت تنبیہ دیکر سلطان نے احمد آباد مراجعت کی۔

سلطان قطب الدین کی وفات
سنہ ۸۶۳ھ

سنہ ۸۶۳ھ میں چتوڑ سے واپس آکر سلطان بیمار ہوا اور اسی بیماری میں تیسری رجب مطابق دس مئی کو راہی ملک باقی ہوکر اپنے جدی اور آبائی مقبرے میں دفن کیا گیا۔ سلطان قطب الدین بڑا بہادر دسخی و اولوالعزم تھا۔

سلطان داؤد ابن سلطان قطب الدین
سنہ ۸۶۳ھ — سنہ ۱۴۵۹ع

بقیہ حاشیہ۔ تینوں کی مرمت نہایت عمدگی سے اور ایسی مستحکم کرادی کہ گویا یہ تعمیرات نئی ہوگئیں۔ علاوہ اسکے ان صاحب کلکٹر نے اوراوقاف کا بھی عمدہ انتظام کردیا۔ ۱۲

سلطان داؤد کی تخت نشینی
۸۶۳ھ

۸۶۳ھ میں اپنے باپ کی وفات کے تیسرے روز چھٹی رجب کو تخت نشین ہوا۔ مگر چونکہ شاہزادگی ہی سے اسکا مزاج سفلہ پسند۔ سفلہ پرور تھا۔ تخت نشین ہوتے ہی سفلہ نوازی پر کمر باندھی۔ اسلئے اراکین نے تخت نشین ہونے کے ساتویں ہی روز اسکو معزول کر کے سلطان محمد شاہ کے چھوٹے شاہزادے فتح خان کو تخت نشین کیا۔ جو ایک ہونہار شاہزادہ تھا۔ اور جس کو حضرت شاہ عالم جیسے بزرگوار ابن قطب عالم رحمتہ اللہ علیہما نے تعلیم و تربیت کیا تھا۔ اور سلطان داؤد نے بعد معزولی کے اپنی عمر شیخ ادہن بزرگ قدس سرہ کے ارادت مندوں میں داخل ہو کر انہیں کی خدمت گذاری میں بسر کی۔

۸۶۳ھ / ۹۱۷ سلطان محمود بیگڈھ ابن سلطان محمد شاہ ثانی ۱۴۵۹ء / ۱۵۱۱

سلطان محمود بیگڈھ کی تخت نشینی
۸۶۳ھ

سلطان داؤد کے معزول ہونے کے بعد شاہزادہ فتح خان سلطان محمد شاہ کا چھوٹا بیٹا بارہ شعبان ۸۶۳ھ کو سلطان محمود شاہ کے لقب سے چودہ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ مگر اس کم عمری پر بھی سلطنت کے کاموں کو یوں دیکھا جس سے ثابت ہو گیا کہ یہ ایک بہت بڑا ہونہار قابل سلطنت شاہزادہ ہے۔

محمود بیگڈھ کے اندرونی انتظامات ملک و فوجی قوت بڑھانے میں مصروف ہونا

سلطان محمود شاہ کو کم عمر جانکر اراکین نے عماد الملک عرف ملک شعبان وزیر اعظم کی طرف سے برگشتہ کر دینا چاہا اور عرض کیا کہ عماد الملک اپنے بیٹے

کو تخت نشین کرنے کی فکر میں ہے۔ یہاں تک کہ جب عماد الملک اپنے وقت پر حاضر دربار ہوا تو اُس کے روبرو بھی اُمرائے سلطان سے یہی عرض کیا۔ ناچار سلطان نے اسکو نظر بند کر کے پانچ سو سپاہی کے نرغہ میں مقید رکھا تاکہ کسی طرح محفوظ رہے اور بمقتضائے ہوشمندی اس ماجرا کو ایک امر عظیم سمجھ کر اپنے طور پر تحقیقات شروع کی داروغۂ فیلان سے معلوم ہوا کہ افترا پردازی ہے۔ پھر اپنی والدہ سے جو شاہزادہ سندھ کی بیٹی تھی اور دیگر معتمدانِ سلطنت سے دریافت کرنے پر جب گرفتار کی بیگناہی ثابت ہوئی تو ایک بڑا دربار منعقد کر کے تمام ہاتھیوں اور سب امیروں کو حاضری دربار کا حکم دیکر گرفتار کو سر دربار طلب کیا۔ اب امرا کو یقین ہوا کہ ہماری حیلہ گری موثر ہوئی اور گرفتار کا کام اب تمام ہوتا ہے۔ لیکن جب گرفتار روبرو آیا اور بیڑیاں کاٹنے کا حکم فرمایا۔ اُمرائے اتفاق کر کے بغاوت کی اور آمادہ جنگ ہو گئے۔ سلطان نے حکم دیا کہ باغیوں پر ہاتھیوں کو یکبارگی بڑھا دیا جائے۔ یہ حکم سنتے ہی تمام باغی متفرق اور فرار ہونا شروع ہو گئے۔ مگر باغیوں کا سرغنہ بحکم سلطان گرفتار ہو کر ہاتھی کے پاؤں تلے روندوا ڈالا گیا۔ ایک اور سرغنہ کو پھانسی دی گئی۔ باقیماندہ نے قید ہو کر اپنے کرتوت کی سزا پائی۔ اور سلطان کے معتمدوں خیرخواہوں نے انواع اعزاز و مناصب سے سربلندی حاصل کی۔ سلطان کی اس پہلی ہی کارروائی نے ارکین پر ایسا رعب ڈالا کہ پھر کسی کو دم مارنے کی مجال تک نہ رہی۔ بعد اسکے سلطان نے اندرونی انتظامات کی اصلاح کی۔ فوجی قوت بڑھائی۔

سلطان کا بہمن دکنی کی مدد کو جانا

۸۶۶ھ

۸۶۶ھ میں سلطان مالوہ نے نظام شاہ بہمن دکنی پر چڑھائی کی۔ بہمن نے لجاجت کر کے سلطان محمود بیگڈھ سے کمک مانگی۔ سلطان نے مع فوج اسکی کمک کو کوچ کیا۔ جب سلطان

مالوہ مطلع ہوا تو فسخ عزیمت کر کے پائے تخت کو واپس چلا گیا۔

خلجی کی بہمن دکنی پر دوبارہ چڑھائی اور سلطان کی دھمکی سے یہ ارادہ ملتوی کرنا
۸۶۷ھ

۸۶۷ھ میں خلجی نے بہمن دکنی پر چڑھائی کی۔ سلطان نے خبر پاکر معاملہ بہمن میں خلجی کو ایسی دھمکی کا خط لکھا جس سے خلجی واپس ہی نہیں گیا۔ بلکہ پھر کبھی اس نے بہمن پر چڑھائی کا قصد بھی نہ کیا۔

۸۷۱ھ سے ۸۷۷ھ تک جو کارروائیاں سلطان نے مہم جوناگڈھ کی نسبت کیں اسکا ذکر مرات مصطفےٰ آباد میں ہے۔

سندھ کے مسلمان زمینداروں پر فوجکشی
۸۷۸ھ

۸۷۸ھ میں سلطان نے سندھ کے مسلمان زمینداروں پر چڑھائی کی۔ ان زمینداروں نے چوبیس ہزار آدمی کی جمعیت فراہم کر کے مقابلہ کرنا چاہا تھا۔ مگر پھر ان کی رائے بدلی اور سب نے معافی مانگی۔ جو سلطان نے قبول کی۔ اور چونکہ سلطان نے سنا کہ مسلمانان سندھ میں اکثر رسوم ہنود کے برتے جاتے ہیں اسلئے اکثر امراء سندھ کو جوناگڈھ روانہ کر دیا تاکہ قوانین شریعت کی تعلیم پائیں۔

سلطان کی فوجکشی سندھ کے ہندو زمینداروں پر
۸۷۸ھ

اسی سال سندھ کے ہندو زمینداروں پر چند روز کے بعد فوجکشی کر کے ان کو زیر کیا۔ پھر کچھ[1] کیطرف متوجہ ہو کر (کچھ کا اسلامی نام سلیمان نگر ہے) اسکو بھی فتح کر لیا۔ اور

[1]۔ ایک مدت کے بعد راول نے ہمیر زمیندار کچھ کو قتل کیا اور خود مالک بن گیا۔ تو سلطان نے

اواخر سنہ ۸۸۰ھ تک دوارکا کے فتح اور سورٹھ کے بعض راولوں کے مطیع کرنے میں مصروف رہ کر احمد آباد مراجعت کی۔ چنانچہ ان سب فتوحات کا مفصل بیان مراۃ مصطفےٰ آباد میں ہے۔

حضرت شاہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی وفات
سنہ ۸۸۰ھ

سنہ ۸۸۰ھ میں سلطان کے پیر و مرشد حضرت قطب الاولیٰ شاہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے وفات پائی جنکا مقبرہ نہایت عالیشان سلطانی اراکین میں تاجخان سردار نے تعمیر کرایا اور ایک مدت کے بعد آصف خان برادر نورجہاں بیگم نے اسکے گنبد پر سونے کا کلس بھی چڑھوا دیا۔ اور جا بجا سنگ مرمر بھی نصب کرایا۔ اس مقبرے میں دو مینارے بہت بلند ہیں۔

سلطان کا شہر محمود آباد آباد کرنا
سنہ ۸۸۳ھ

سنہ ۸۸۳ھ میں جب سلطان بتقریب شکار واترک نام ندی کے کنارے پہونچا۔ وہاں کی فضا پسند کر کے اس مقام پر محمود آباد شہر آباد کیا۔ جو اب بحیثیت ایک قصبے کے باقی ہے۔ اور اس شہر کے اندر ایک باؤلی تعمیر کی جسکا طول چوہتر ۷۴ فیٹ۔ عرض چوبیس ۲۴ فیٹ ہے۔ یہ باؤلی ایک ایسی عجیب وغیرہ ساخت کی باؤلی ہے جسکو دور دور کے لوگ دیکھنے آتے ہیں۔ اسمیں سطح آب

بقیہ حاشیہ۔ نوجکشی کر کے راول کو معزول کیا۔ اور مقتول کے بیٹے کھنگا کو اسکا ملک سپرد کر دیا۔ ۱۲۔

لہ۔ آپکا عرس جمادی الآخر کی ۲۰۔ تاریخ کو ہوتا ہے۔ مصارف کے لئے کئی گانوں وقف ہیں۔ عرس میں دور دور کی مخلوق بکثرت آتی ہے۔ تھوڑا زمانہ گذرا کہ برٹش گورنمنٹ نے اسکی مرمت کیلئے پانچ ہزار روپیہ منظور کیا تھا۔ جو مرمت ہی میں صرف ہوا ۱۲۔

سے اوپر تک نیچے اُترنے کی سیڑھیاں ہیں اور سطح آب کے متصل چار مختصر اور چار وسیع حُجرے ہیں جنمیں موسم گرما کا اثر تک نہیں پہونچتا۔ موسم گرما میں سُلطان اکثر جا کر ان حُجروں میں تفریحاً بیٹھا کرتا تھا۔ یہ شہر احمد آباد سے بارہ کوس فاصلہ پر واقع ہے۔

اُمراء کی بداندیشی سُلطان کے معزول کرنے میں ۸۸۴ھ

۸۸۴ھ میں سُلطان شہر مصطفیٰ آباد (جونا گڈھ) گیا ہوا تھا اور اپنے شاہزادے احمد کو خداوند کی آتالیقی میں اپنا قایم مقام کر گیا تھا۔ کہ احمد آباد میں اُمراء نے خداوندخان آتالیق سے ساز باز کر کے سُلطان کو معزول اور شاہزادہ احمد کو منصوب کرنا چاہا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ ہمیشہ جنگ و جدل میں رہنے اور چانپانیر جیسے مستحکم قلعے پر چڑھائیاں کرنے سے اُمراء تنگ آ گئے تھے۔ مگر عماد الملک وزیر کی نمک حلالی نے اُمراء کا یہ ارادہ پورا نہ ہونے دیا۔ اور سُلطان نے مطلع ہوتے ہی احمد آباد جا کر سب کو بداندیشی کی سزا دی۔

چانپانیر کی فتح ۸۸۸ھ

۸۸۸ھ میں رسول آباد (مورآملی) کے حاکم سے جو منجانب سُلطان یہاں تھانہ دار تھا اور چانپانیر کے راول جے سنگھ سے باہم جنگ ہوئی۔ راول نے غالب آ کر حاکم مذکور کے چند آدمیوں کو قتل کر کے دو ہاتھی چند گھوڑے چھین لئے جب سُلطان اسکی تادیب کو روانہ ہوا تو راول نے مالوے کے سُلطان غیاث الدین سے مدد چاہی۔ جس نے بمقتضائے مصلحت انکار کیا۔ مگر چھ راجاؤں نے مدد دی راول نے تمام کوملی فوج کے ساتھ بڑی آمادگی سے سُلطان کا مقابلہ کیا۔ اور گو بجائے خود قلعے کو بہت مستحکم کر چکا تھا۔ لیکن آخر ڈیڑھ برس کامل کے محاصرے کے بعد شکست کھا کر مع اپنے وزیر ڈونگرسی کے قید ہوا۔ قبل گرفتاری کے اپنی

تمام عورتوں اور قیمتی اشیاء کو راول نے خود جاکر خاک سیاہ کردیا۔ آخر سلطان کے حکم سے۔ راول[۱] اور اسکے ساتھی بغاوت اور دیگر بدعنوانیوں کی وجہ سے قتل کرادیا۔

بعد اسکے چونکہ یہ مقام سلطان کو بہت پسند آیا۔ اسلئے یہاں ایک شہر آباد کرکے اسکا نام محمد آباد رکھا۔ اور اسی کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ اور ایک بہت بڑی جامع مسجد بھی تعمیر کی۔ اور چھ برس تک احمد آباد اور مصطفےٰ آباد (جوناگڈھ) اور محمد آباد چانپانیر ان تینوں شہروں میں رہ کر ان کے اندرونی انتظامات کی اصلاح میں سرگرم رہا۔

راجپور جو کاٹھیاواڑ میں ہے اور جسکو سلطان نے فتح چانپانیر کے ایک مدت بعد فتح کیا اور فتح کر لینے کے بعد جب راجہ راجپور کا بھانجا شرف بشرف دین اسلام ہوا تو اسکو اپنی طرف سے عطا کردیا۔ اسکا مفصل حال مرات مصطفےٰ آباد میں ہے۔

سلطان محمود بیگڈھ اور بہادر خان گیلانی

۸۹۸ھ

۸۹۸ھ میں سلطان نے بحری راستے بیدر دکن پر چڑھائی کی طیاری کی۔ اس طیاری کی وجہ یہ ہوئی کہ بہادر خان گیلانی جو سلطان دکنی کی

---

[۱] راول کا ایک بیٹا مسلمان ہوگیا جو سلطان کے ساتھ رہا جسکو سلطان مظفر حلیم کے زمانہ میں نظام الملک خطاب عطا ہوا۔ دوسرا بیٹا جنگل میں بھاگ گیا۔ تیسرا سب سے بڑا بیٹا اس جنگ سے پہلے مرچکا تھا۔ اسی کی اولاد میں چھوٹا آدیپور اور باریہ کے راجہ ہیں۔ گجرات کے بعض لوکل مورخوں نے لکھا ہے کہ راول باوجودیکہ مسلمان ہونا چاہتا تھا لیکن اسپر بھی سلطان نے اسکو قتل کرادیا۔ یہ قول بالکل غلط ہے۔ اصل یہ ہے کہ وہ اسلامی اصول سیاست کے موافق بغاوت کی وجہ سے واجب القتل تھا۔ اگر وہ مسلمان ہوجاتا تو سزائے قتل سے محفوظ رہتا لیکن اس نے تو مسلمان ہونا منظور ہی نہ کیا اس لئے وہ اپنے جرم کی سزا میں قتل کرڈالا گیا۔ نہ یہ کہ مسلمان نہ ہونے کے جرم میں قتل کیا گیا ۱۲۔

طرف سے ضلع زنباگری میں قلعہ دابھول کا افسر تھا اس نے گجرات کے کھمبایت وغیرہ بندروں میں جہاز لوٹنے شروع کئے تھے۔ سلطان نے اسکی تادیب کے لئے ایک جہاز فوج کا روانہ کیا اور خود بھی جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ کہ اس اثناء میں سلطان دکنی نے حقیقت سے مطلع ہو کر اس خوف سے کہ اگر سلطان محمود کا لشکر چڑھ آیا۔ تو میرا ملک تباہی میں پڑ جائے گا۔ بہادر خان باغی کو جو خود اس سے بھی سرکش ہو چکا تھا۔ تلاش کر کے قتل کیا۔ اور اس کے ساتھیوں کو مقید کر کے اسکے سر سمیت سلطان کے پاس بھیج دیا۔ اس سبب سے سلطان نے اپنا عزم فسخ کر دیا۔

سلطان کی چڑھائی ملک باگڑ اور ایدڑ پر سنہ ۹۰۰ھ

سنہ ۹۰۰ھ میں سلطان نے ملک باگڑ اور ایدڑ پر چڑھائی کی۔ مگر بغیر مقابلہ کے وہاں راجاؤں سے خاطر خواہ روپیہ پیشکش لے کر چانپانیر محمد آباد کو مراجعت کی۔

خاندیس پر فوجکشی سنہ ۹۰۲ھ

سنہ ۹۰۲ھ میں عادل خان فاروقی حاکم خاندیس نے معمولی خراج ادا کرنے میں تاخیر کی۔ اسلئے سلطان نے اس ملک پر لشکرکشی کی۔ مگر دریائے تپتی تک پہونچا تھا کہ خان مذکور نے خراج بھیج کر معافی چاہی۔ سلطان نے خراج سے کر معافی دی۔ اور احمد آباد واپس آیا۔

محمود بیگڑھ کا بندر دیومیں جانا اور ملک ایاز صوبیدار سورٹھ کا پرتگیزوں پر فتح پانا۔ سنہ ۹۱۳ھ

اس بادشاہ کے عہد حکومت میں سلطنت گجرات کی بحری قوت کو بھی بہ نسبت سابق کے نمایاں ترقی حاصل ہوئی۔ ملبسار۔ اور سواحل ملیبار پر جو قزاق لوگ ملک گجرات کی طرف آنے والے جہازوں اور کشتیوں

کو لوٹا کرتے تھے۔ انکی پوری پوری بیخ کنی ہوئی۔ قوام الملک کو جہازوں کے گرد کن بھیجا اس نے بھی فتح پائی۔ چونکہ اس زمانے میں پرتگیزوں[1] نے مغربی ساحل دریائے سلطانی مقبوضات پر دست درازی کی اور سواحل ملیبار میں بھی دخل دیکر مسلمانوں کی تجارت قبضے میں کرنا چاہی۔ سامری[2] نے دکن و گجرات و مصر کے بادشاہوں سے ان کے دفعیہ کے لئے مدد مانگی۔ ان وجوہ سے سلطان محمود بیگڑھ بندر دمن میں آیا اور یہاں سے وہ جہاز ساتھ لئے جو قانصو[3] غوری سلطان مصر نے بسرکردگی میر حسین مدد سامری کے لئے روانہ کئے تھے۔ اور باتفاق بندر چول کیطرف روانہ ہوئے (بندر چول کو اب ریواڈانڈا کہتے ہیں۔ بمبئی کے جنوب میں واقع ہے) جہاں پرتگیزوں کا اجتماع تھا۔ ملک ایاز نے اس لڑائی میں پرتگیزوں کو شکست دی (جس کا بیان مرات مصطفیٰ آباد میں ہے) اس موقع پر ملک ایاز نے جس قدر رحمدلی اور اخلاق حسن کا برتاؤ پرتگیزوں

۱؎ ہندوستان میں اہل یورپ کے آنے والوں سے جو باسباب ظاہر تجارت کے لئے اور خفیتہً بعزم ملک گیری آئے تھے پرتگیزی (پرتگال کے رہنے والے) سب سے اول ہیں۔ چنانچہ ایک پرتگیز فرنگی کوول ہام نامی جاسوس واقع سنہ ۱۴۹۷ء کالی کٹ بندر میں آیا۔ پھر سنہ ۱۴۹۸ء میں اسکوڑی گامہ نامی پرتگیزی اسی بندر مذکور میں آیا۔ پھر سنہ ۱۵۱۰ء میں پرتگیزوں نے بندر گوا پر قبضہ کرلیا۔ اور اسی کو اپنا دار الصدر قرار دیا۔ ۱۲

۲؎۔ ملیبار کا حاکم وہانکی اصطلاح میں سامری کہلاتا تھا۔ ۱۲

۳؎۔ ملک الاشرف ابو النصر قانصو الغوری خاندان مملوک ترکیہ یا چراکسہ کا چھیالیسواں بادشاہ ہے جو سنہ ۹۰۶ھ سے سنہ ۹۲۳ھ تک حکمراں رہا۔ یہ بادشاہ بڑا بہادر اور اولوالعزم تھا۔ ۱۲

۴؎۔ تاریخ مولفہ الفنسٹن جلد دوم کے صفحہ نمبر ۲۰۸ میں اس واقعے کا سنہ ۱۴۹۴ء لکھا ہے۔ جو ہجری سنہ ۹۰۰ء کے مطابق ہوتا ہے۔ مگر یہ سنہ غلط لکھا ہے۔ کیونکہ تاریخ مذکور کے اسی صفحے کے نوٹ میں یہ مضمون درج ہے۔ کہ اس واقعے سے تین چار برس بعد البوکرک نامی گورنر پرتگیزان سے اور ملک ایاز سے

سے کیا ہے اسکی نسبت تاریخ الفنسٹن جلد دوم کے صفحہ نمبر ۲۰۸ میں اسطرح لکھا ہے کہ جس قدر رحمدلی کا برتاؤ اس معرکے میں ملک ایاز نے پرتگیزوں سے کیا خود پرتگیزی مورخ اسکا اقرار واعتراف کرتے ہیں۔ بلکہ ملک ایاز کی تعریف لکھتے ہیں سلطان محمود بیگڈھ ملک ایاز کی پرتگیزوں پر فتحیابی سُنکر نہایت مسرور ہوا۔ اور اس نمایاں خدمت کے صلے میں سلطان نے ملک ایاز کے لئے ایک بیش بہا خلعت بھی ارسال کیا۔

محمود بیگڈھ کا عالم خان کو جانشین حاکم خاندیس کرنا ۹۱۴ھ

۹۱۴ھ میں خاندیس کے حاکم عادل خان فاروقی کی وفات سے وہاں کے جانشین کی نسبت بحث پیدا ہوئی کہ خاص مستحق جانشینی کون ہے۔ سلطان نے اس بحث کا خاتمہ یوں کیا کہ اپنے نواسے عالم خان کو حقدار ثابت کر کے جانشین کرادیا۔ اور چار ہاتھی تین لاکھ تنکہ تہنیت جلوس کی تقریب میں خود بھی روانہ کئے۔

سید محمد جونپوری اور دعوے امام مہدی برحق ہونے کا ۹۱۴ھ

اسی اثناء میں سید محمد جونپوری نے احمد آباد آکر تاج خان کی مسجد میں قیام کر کے اپنے امام مہدی برحق ہونے کا اعلان کیا۔ اسپر علماء کو سخت اشتعال طبع ہوا۔ سب نے کہا ایسے مدعی کا قتل کرنا

بقیہ حاشیہ۔ باہم اتفاق ملاقات پیش آیا۔ اور ڈاکٹر ہنٹر زمانہ گورنری البوکرک ۱۵۰۹ء سے ۱۵۱۵ء تک بتاتا ہے۔ اور ہم نے جو اس واقعے کا ۹۱۳ھ لکھا ہے اور اسی سال کے اواخر میں یہ واقعہ گذرا ہے اس حساب سے اِس واقعے سے تقریباً تین برس گورنر پرتگیز ان میں اور ملک ایاز میں باہم ملاقات ہونی چاہیئے۔ علاوہ بریں اس دلیل سے بھی زیادہ تر وضاحت کے ساتھ اس توجیہ سے ہے

لازم ہے۔ مگر سید محمدؒ اس ارادے سے مطلع ہوتے ہی شہر نہروالہ کو چلا گیا۔ وہاں بھی اس نے اپنا رنگ جمانا شروع کیا۔ اور یہاں تک کامیاب ہوا کہ ابتک بھی شہر نہروالہ میں اس کے بعض ارادت مند موجود ہیں۔ سیدؒ محمدؒ کی تاریخ وفات لئیس ذالک مہدویاً سے بحساب ابجد نکلتی ہے۔

محمود بیگڑھ کی پیشنگوئی اپنی وفات کی نسبت
۹۱۶ھ

۹۱۶ھ ماہ ذی الحجہ میں سلطان شہر نہروالہ میں گیا۔ اور تمام اُمرا کی معمولی دعوت حسب دستور کی اس جلسۂ دعوت میں بیان کیا کہ غالباً میری عمر کا آخر زمانہ قریب ہے۔ میں تم سے رخصت ہونے آیا ہوں پھر یہاں سے احمد آباد جانے کو سر کھیج پہونچ کر حضرت شیخ کھتو گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر جاکر لوگوں کو بتایا کہ میرا دفن حضرت کے بائیں مزار میں فلاں جگہہ ہو۔ یہ کہہ کر اس مقبرے کی طرف اشارہ کیا۔ جو پائین مزار میں سلطان نے اپنی زندگی میں اپنے لئے تعمیر کیا تھا۔ پھر احمد آباد آکر اپنے شاہزادے خلیل خان حاکم بڑودہ کو بیمار ہونے کے بعد اپنے پاس بلوا کر آخری نصیحت کی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ رفاہِ عام میں جان و دل سے کوشش کیجیو۔ مظلوموں کی دادرسی میں سرگرمی۔ امن و امان قائم رکھنے کی تدبیریں کرتا رہیو۔ مگر اس بیماری سے بحسن تقدیر سلطان کو صحت حاصل ہوگئی۔

محمود بیگڑھ کی وفات
۹۱۷ھ

دوبارہ ۹۱۷ھ میں بیمار ہوکر تیسری رمضان مبارک کو دوشنبہ کے روز شہنشاہ دوجہان کے حکم ناطق سے سلطان کی روح نے قلعۂ جسم کو چھوڑ کر ملک بقا کی راہ لی اور حسب وصیت اسی مقام میں دفن کیا گیا جسکا ذکر اوپر گذر چکا۔

بقیہ حاشیہ قول الفنسٹن کی تردید سال وقوع واقعہ کی نسبت ہوتی ہے۔ کہ قانصو الغوری جس نے اس معرکے میں مدد دی تھی اسکی تخت نشینی کا سنہ ۹۰۶ھ ہی جو سنہ ۱۵۰۱ء کے مطابق ہوتا ہے۔ ۱۲۔

بیگڈھ لقب ہونیکی وجہ

اِس بادشاہ کا لقب بیگڈھ یوں مشہور ہوا کہ بے زبان گجراتی میں دو کا ترجمہ ہے۔ گڈھ زبان اُردو میں و نیز گجرات کے لوگ قلعہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ سُلطان نے پاواگڈھ (چانپانیر) اور جوناگڈھ ان دونوں مستحکم قلعوں کو فتح کیا۔ اِس کا لقب بیگڈھ یعنی دو قلعوں والا مشہور ہو گیا۔

محمود بیگڈھ کی روزانہ غذا کی مقدار

سُلطان ہر روز و شب میں ایک من گجراتی (جسکا ایک سیر چالیس تولہ کا ہوتا ہے۔) ہر روز بطور معمولی غذا کے نوش کرتا تھا۔ نماز صبح کے بعد صرف بطور ناشتہ نہار شکن ایک کاسہ شہد خالص۔ ایک کاسہ مسکہ گھی۔ ایک سو پچاس کیلے بلاناغہ نوش کیا کرتا تھا۔ بعد کھا چکنے کے پانچ سیر برنج خشک بطور تحھ کھاتا اور بروقت خواب ایک چینی سنبوسے کی پلنگ کی دائیں طرف اور ایک بائیں طرف رکھواتا اور جب جسطرف پہلو بدلتا کھاتا۔

سُلطان کی تعمیرات اور باغ لگانیکے شوق کا ذکر

سُلطان نے اپنے عہد میں بہت سے مقبرے مسجدیں۔ مسافرخانے۔ سرائیں۔ مدرسے اور کاروانسرائیں نہایت عمدہ عمدہ کثیر مصارف سے بنوائے۔ طرز عمارت کے اختراع و ایجاد

سلہ۔ ہر روز کھانا نوش کرتے وقت پچاس قسم کے باجے بجتے رہتے تھے۔ سُلطان کا اعجوبہ وصف یہ تھا کہ کسی زہریلی چیز کے اِستعمال سے سُلطان کو کچھ ضرر نہ پہونچتا تھا۔ یہانتک کہ اگر کوئی مکھی سُلطان کے جسم پر بیٹھ جاتی تو فوراً جسم کے اثر سے خود مردہ ہو کر گر پڑتی تھی ۱۲۔

یہ ذکر پرتگیز سیاح ورتھما نے لکھا ہے فارسی تواریخ میں نہیں ہے۔ سیاح مذکور یہ بھی لکھتا ہے کہ صبح کو بستر خواب سے اُٹھتے وقت اور کھانا کھاتے وقت پچاس ہاتھی سُلطان کے سلام کیلئے حاضر لائے جایا کرتے تھے۔ اگر کسیکو مارنا چاہتا تو اسپر پان تھوکتا وہ فوراً مر جاتا۔

کا بھی بہت شوق تھا۔ مخترعان طرز عمارت اور نئے انداز کے دلچسپ باغ لگانیوالوں نے سلطان سے بڑے بڑے انعام پائے ہیں۔ سلطان کی دیکھا دیکھی یا رضاجوئی کے لحاظ سے اکثر اُمرا، دولت سلطان نے بھی بڑی عمارتیں خوشنما مقبروں مسجدوں باغوں وغیرہ کے قبیل سے بنوائیں جو آجتک موجود ہیں۔ حرم سلطانی کی ایک ادنیٰ منوسلہ مسماۃ ہریِ بائی نے تین لاکھ روپیہ لگا کر صرف ایک باؤلی احمد آباد سے ایک میل کے فاصلہ پر بنوائی۔ جو دواہری کی باؤلی کر کے مشہور ہے۔ اور بھی ایسی مثالیں بہت ہیں۔ دور دست مقامات کے عمدہ عمدہ آنبوں وغیرہ کے جس قدر باغات یا درخت احمد آباد میں لگائے گئے۔ یا اب ہیں سب سلطان ہی کے شوق کا ثمرہ ہے سلطانی باغات میں ایک باغ فردوس تھا جس کا طول پانچ کوس عرض ایک کوس لکھا ہے۔ اس وسیع باغ میں آنبہ وکھرنی وغیرہ نو لاکھ درخت تھے۔ خراسان وغیرہ سے باغبان آکر رہے تھے۔

محمود بیگڑھ اور ترقی صنعت گری احمد آباد

باریک صنعت گریاں احمد آباد میں جس قدر ہوئیں سب سلطان ہی کے مساعی جمیلہ سے ہوئیں۔

سلطان کا ترقی دہ آبادی اور غمخوار رعایا اور سب سلاطین گجرات سے زیادہ بہادر ہونیکا ذکر

سلاطین گجرات میں یہی سب سے زیادہ بہادر اُولوالعزم آبادی کا ترقی دہ شخص اور رعایا کا غمخوار بادشاہ گذرا ہے۔ سلطان عاقبت محمود کے زمانہ کو خوشحال (۵۴ھ ۹) لکھا ہے۔ اوس سے یہ بہت زیادہ تھا۔

دہلی اور روم کے سلاطین میں محمود بیگڑھ کی وقعت

سلاطین دہلی نے سلطان کو تحائف بھیجے ہیں۔ سلطان مصر سے دوستی تھی

اور سُلطان روم کے دِلمیں بھی سلطان کی وقعت و وقار تھا۔

محمود بیگڈھ کے پاس اسلام اور دیگر اوصاف کا بیان

یہ سلطان انصاف کا عاشق بڑا دین دار اور بہت ذی مروّت تھا جب محمود خلجی سُلطان مالوہ کے انتقال کی خبر گجرات پہونچی بعض اُمراء نے عرض کیا کہ محمود خلجی بغرض تسخیر گجرات مقام کپڑ بنج تک آیا تھا۔ اب ایسا موقع ہے کہ آسانی سے حضور مالوہ فتح کرلیں گے۔ سُلطان نے جوابدیا کہ مسلمانوں میں باہم جنگ کرنا اور مخلوق کا پامال ہونا جائز نہیں۔ اِسکے سوا محمود خلجی کے مرجانے سے اسوقت اس کے ملک میں بدنظمی ہورہی ہے ایسی حالت میں مالوے پر حملہ کرنا جوان مردی اور مروّت سے بعید ہے۔

محمود بیگڈھ پر موّرخین کا لوگون کو جبراً مسلمان بنانے کا بیجا الزام

بعض متعصب موّرخین نے سلطان پر الزام لگایا ہے کہ اِس نے لوگوں کو بجبر مسلمان کیا۔ لیکن یہ کہنا مورخین مذکور کی نادانی یا عداوت ہے۔ ہاں اسمیں شک نہیں کہ اسلام کی رغبت دلوانے کے اکثر برتاؤ کئے۔ مثلاً نومسلموں کو بیشتر از منصب و جاگیریں مرحمت کیں اور خاص رعایتیں ملحوظ رکھیں۔ اور ایسے برتاؤ سے اسکے عہد میں خوب اشاعت اسلام ہوئی۔ گجرات میں پوناوره۔ واںبھ۔ رناس وزیریہ وغیرہ کے تعلقہ دار اب تک موجود ہیں۔ جو اِس سُلطان کے عہد میں اپنی دلی رغبت سے مسلمان ہوئے تھے کچھ سُمرا اور سوڈھا راجپوت بھی اپنی رغبت و رضامندی سے اِسلام قبول کیا تھا۔

محمود بیگڈھ کے اعلیٰ درجہ کے بہادر ذی ہمت ہونیکا شاہد واقعہ

وجرات ہونیکا شاہد واقعہ

طبقات اکبری میں ایک واقعہ لکھا ہے

جس سے سُلطان کی اعلےٰ درجہ کی ہمت۔جرأت اور بہادری معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ چاچپانیر کی مُہم کی ابتدا میں جب سُلطان روانہ ہوا تو چھ سو آدمی ساتھ لے کر اکسٹھ اکسٹھ کوس روز کی منزلیں طے کرکے سیلاب کی مانند جلد جا پہونچا اور اسکا اور لشکر گو ہنوز پیچھے تھا۔ لیکن اس نے اسکا مطلق انتظار نہ کیا اور باوجودیکہ فریق مخالف میں چوبیس ہزار سوار تھے اپنے ہمراہی چھ سو سوار کی جمعیت قلیل کو جنگ کے لئے تیار کرکے بے تامّل لڑنے کو مستعد ہوگیا۔ اور مخالف کو مجبوراً صُلح کرنی پڑی۔

چوری و ڈکیتی کا انتظام اور ولتر قاعدہ

چوری اور ڈکیتی کا ایسا عمدہ انتظام تھا کہ اس انتظام کی عمدگی کے لحاظ سے عموماً جسکا جو کچھ نقصان ہو جاتا اسکا معاوضہ خزانے سے دے دیا جاتا۔ اس قاعدے کو ولتر (بدلہ) کہتے ہیں یعنی جس کسی کا کوئی نقصان چوری وغیرہ سے ہو بادشاہ اسکو فوراً دے دے۔ چنانچہ سُلطان نے ولتر کا قانون جاری کیا جسکی ایک نقل یہ ہے کہ دہلی سے گھوڑوں کے خراسانی سوداگروں کا ایک قافلہ احمد آباد آرہا تھا۔ اثنائِ راہ میں آبو کے قریب لُٹ گیا۔ قافلے والوں نے سلطان کی حضور میں حاضر ہوکر استغاثہ کیا۔ اس پر سُلطان نے اپنے خزانے سے پوری قیمت دلوادی۔ اور پھر آبو کے راجہ کو لکھا راجہ نے فوراً تین سو ستر ۳۷۰ گھوڑے واپس دئے۔ اور باقیماندہ کی قیمت دی۔ علاوہ اسکے پیشکش بھی ادا کیا۔

محمود بیگڑہ کی دادرسی کا ثبوت

سُلطان مظلوموں کا دادرس بھی ایسا تھا کہ مُلّا محمد سمرقندی کی فریاد کرنے سے فوراً جلگت پر چڑھائی کرکے مظلوموں کی شکایت کی کافی تلافی کردی۔

مُدت سلطنت

سلطان کی چونتیس سال کی سلطنت و حکمرانی میں صرف دو تین خون ناحق ہوئے۔ اور چوروں اور رہزنوں کی بیخ بنیاد اکھاڑ دی۔

عدل کی نظیر

سلطان کے عدل و انصاف کی صرف ایک حکایت نظیراً لکھی جاتی ہے۔ کرنشتہ میں شکار کھیلنے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں بہار الملک بن انفخان نے ایک سپاہی کو بے گناہ قتل کر ڈالا۔ اور قصاص کے خوف سے ایڈر کیجانب فرار ہو گیا۔ سلطان نے ملک حاجی و عضد الملک کو جو سلطان کے سب سے زیادہ معتبر سردار تھے قاتل کی گرفتاری کو روانہ کیا۔ چونکہ یہ دونوں قاتل کے طرفدار تھے۔ انہوں نے تھوڑی دور جاکر قاتل کے بچاؤ کے لئے یہ فریب کیا کہ قاتل کے دو نوکروں کو کچھ نقد روپیہ دیکر اور ان کی سفارش کر کے رہا کر دینے کا وعدہ کر کے دونوں بیگناہ لالچی نوکروں سے مقتول کے قتل کا اقرار کرا دیا۔ جب ان اجل رسیدہ نوکروں نے سلطان کے حضور میں اقرار کر لیا۔ بحسب فتوائے علماء قتل کئے گئے۔ سفر سے مراجعت کے بعد جب اس فریب کی حقیقت معلوم ہوئی بے تامل نوکروں کے قصاص میں دونوں سرداران مذکور کو قتل کرا دیا۔ اس کارروائی سے غرض یہ تھی کہ دوسرے امیروں کو اس سے عبرت ہو۔

محمود بیگڑھے کا انتظام فوج

سلطان نے فوج کے انتظامات بھی نہایت عمدگی کے ساتھ کئے۔ تخت نشین ہونے کے بعد فوج کی تعداد دوگنی کر دی۔ قطعی حکم دیا کہ کوئی سپاہی سودی قرض نہ لے۔ بلکہ اس مقصد کے لئے اپنے خزانے کی ایک رقم خاص کر دی جسمیں سے سپاہیوں کو قرض دیا جاتا تھا۔ حسب

کوئی سردار یا سپاہی شہید ہوتا یا اپنی موت سے مرتا اسکی جاگیر اسکے بیٹے کو ملجاتی اور اگر اولاد نہ ہوتی تو حق دار وارث کو ملتی۔ اسکی فوج میں بیس ہزار سوار ہر وقت تیار رہتے تھے۔

محمود بیگڈھے کا حال بحسب تحریر سیّاحان یورپین

بار بوسا اور ورتھما یورپین سیّاحوں نے سُلطان کی فوج کے حالات یوں لکھے ہیں کہ سُلطان محمود بیگڈھ کی فوج میں ترک۔ عرب۔ ایرانی۔ خراسانی۔ ترکمان۔ علاقہ دہلی وغیرہ ہندوستان کے لوگ تھے۔ اور یہ سب بڑے بہادر تھے۔ گھوڑے فوج میں اسی ملک کے تھے۔ جو اِس ملک میں بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ ہر سپاہی کے پاس دو تلواریں۔ ایک خنجر۔ ایک ترکی کمان۔ اور گجرات کی لکڑی کے بنے ہوئے تیر اور ایک ڈھال ہوتی تھی۔ اِن کے ہتھیار موٹے اور بھدّے تھے۔ گجراتی گھوڑے نہایت مضبوط اور تیز رفتار ہوتے ہیں۔ یہ سب حالات اِن سیّاحوں نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔

فوج کی تنخواہ معتدبہ کافی ہوتی تھی۔ اور ہمیشہ وقت پر ملتی تھی۔ وردیوں میں بہت سا سامان سونے کا اور ریشم اور اُون کا اور زری کا کام بنا ہوتا تھا۔ سر پر ٹوپی اور نیچا لباس۔ پاؤں میں پنڈلی تک پٹیاں باندھتے تھے۔ تلواروں پر سُنہری اور روپہلی کام ہوتا تھا۔ جو بعض کے خدمتگاروں کے پاس ہوتی تھیں۔ بعض کے پرتلوں میں آویزاں ہوتی تھیں۔

محمود بیگڈھ کا برتاؤ عُلمائے سے اور مذہبی احکام کی تعمیل

اِس بادشاہ کا سلوک عُلماء و مشائخ کے ساتھ بھی بہت خوب تھا۔ خود بھی بڑا دیندار۔ پابند روزہ و نماز اور مذہب

کا ایسا پابند تھا کہ فجر کی نماز اِس نے کبھی وقت بھی قضا نہیں کی۔ نرم دِل تھا۔ اکثر اوقات ذکر و فکر وغیرہ عبادت الٰہی میں مشغول رہتا۔ اور خوف خدا سے رویا کرتا۔ ایکبار ملک سارنگ نے سبب گریہ وزاری دریافت کیا۔ کہا۔ اے نادان حضرت شاہ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا تھا کہ محمود کا انجام محمود ہوگا۔ میں ہر چند کوشش کرتا ہوں اپنی ذات کو اِس قابل نہیں پاتا۔ اِسلئے دِل پر حسرت آنکھیں اشک ریز رہتی ہیں۔ اِسکے پابند شریعت ہونے سے بمقتضائے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ۔ اسکے تمام سردار اور عام لوگوں کو بھی قوانین شریعت کا بہت لحاظ تھا۔ تہذیب اِس قدر تھی کہ عمر بھر مُونہہ سے گالی نہ نکالی۔ ایک دفعہ رمضان میں حافظ قرآن کی بڑی تعریف ہوئی۔ خود کہنے لگا کہ افسوس ہماری اولاد میں بھی اگر کوئی حافظ ہوتا تو ہمکو بھی جنت ملتی۔ شاہزادہ خلیل نے سُنا۔ یہ صاحب علم تھا۔ دلمیں چوٹ سی لگ گئی۔ اُس روز سے خفیہ طور پر حفظ قرآن میں مصروف ہوا۔ آئندہ سال پہلی رمضان کو باپ سے کہا کہ حکم ہو تو میں نماز تراویح میں تمام قرآن مجید سناؤں۔ سُلطان یہ سُنکر بہت ہی خوش ہوا۔ اور شاہزادہ کو معقول انعام دئے۔

محمود بیگڈھ کی جودت وزکاوت

سُلطان نے اگرچہ رسمی علوم کی تحصیل میں تکمیل کا مرتبہ نہیں حاصل کیا تھا۔ مگر عُلماء کے فیضان صحبت نیز اپنی ازلی جودت وزکاوت سے اکثر دقیق عالمانہ سوالات کا جواب دے دیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اکثر لوگ سُلطان کو عالِم سمجھتے تھے۔

محمود بیگڈھ کا حلم بمقابلہ شریعت

عُلماء و مشائخ اور شریعت کے مُعاملات میں سُلطان کے حلم واطاعت کی ادنٰی حکایت یہ ہے

کہ ایک وقت ایک سُنار سُلطان کے لئے ایک مرصّع رباب تیار کر کے لئے جاتا تھا۔ اتفاقاً اثنائے راہ میں شریعت پناہ قاضی نجم الدین ملے۔ پوچھا رباب کسکا ہے اس نے کہا سُلطان نے بنوایا ہے۔ قاضی نے رباب لیکر زمین پر یوں پٹک مارا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ سُنار روتا ہوا سُلطان کے حضور میں آیا۔ اور ماجرا عرض کیا۔ سُلطان نے دم نہ مارا۔ صرف یہ فرمایا کہ بنجی بیری سب کوئی چھولیتا ہے۔

محمود بیگڈھ کی شُہرت یوُرپ میں

بار بوسا اور ور تھما وغیرہ یورپین سیّاح جو اسکے عہد میں گجرات آئے ہیں۔ اُنہوں نے یورپ واپس پہونچ کر ملک کا عمدہ حال اور سُلطان کے نیک اور حیرت انگیز اوصاف وحالات بیان کئے جس سے تمام یوُرپ میں سُلطان کی شہرت ہوئی۔

سُلطان مظفّر دوم عرف سُلطان مظفر حلیم

۹۱۷ھ – ۹۳۲ھ / ۱۵۱۱ء – ۱۵۲۶ء

سُلطان مظفّر کا تخت نشین ہونا

۹۱۷ھ

۹۱۷ھ میں محمود بیگڈھ کا بیٹا خلیل خان شاہزادہ۔ سترہ رمضان شریف کو جُمعہ کے روز بلقب سُلطان مظفّر اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ بحسب دستور ارکین کو خطاب وانعام عطا کئے۔

سفیر ایران کا مع تحائف سُلطان کے حضور میں آنا

۹۱۷ھ

اسی سال مرزا ابراہیم بیگ سفیر ایران حاضر ہوا۔ اور ایک صندوقچہ جواہر و ایک پیالہ فیروزہ کا۔ تیس ۳۰ گھوڑے عراقی شاہ ایران کی طرف سے حضور سُلطان میں پیش کئے۔

سُلطان نے سفیر کو مع ہمراہی خلعت شاہانہ سے سرفراز فرمایا۔

ایڈر پر چڑھائی
سنہ ۱۹ ۹۱۸ھ

سنہ ۹۱۸ھ میں مالوہ کے مسلمانوں پر میدنی رائے کے جور و ظلم سُنکر بحسب استدعا امرائے مالوہ سُلطان نے مالوہ پر چڑھائی کی۔ ہنوز فوج فراہم ہوجانے کی غرض سے قصبۂ گودہرہ میں مقیم تھا کہ راجہ بھیم بن بھان راجہ ایڈر کی شورش انگیزی سُنی۔ سنتے ہی اِس چڑھائی سے قطع نظر کر کے راجہ مذکور کی تنبیہ کو مقدم کیا۔ گودھرے سے کوچ در کوچ موڑاسا پہنچا۔ سُلطان کی آمد سنکر راجہ کے ہوش اُڑ گئے۔ سلطان نے راجہ کی ملک کو تاراج کرنے کا ناطق حکم دیا۔ مگر اس حکم کے ساتھ ہی راجہ نے کثیر مقدار نقد و جنس پیشکش بھیج کر معافی مانگی۔ جسکو مہم مالوہ کے لحاظ سے قبول کر کے راجہ کو معافی دی۔ اور مالوے کو کوچ کیا۔

مالوہ پر چڑھائی کا باعث

چڑھائی کا باعث یہ ہوا تھا کہ ناصر الدین سُلطان مالوہ کی وفات کے بعد خواجہ جہان وزیر کی مدد سے بڑے بھائی محمود کی جگہ چھوٹا بھائی محمد[1] تخت نشین ہوگیا تھا۔ محمود نے مناسب جمعیت فراہم کر کے محمد کو شکست دی۔ اِس نے شکست کھانے کے بعد گجرات آکر سلطان سے مدد چاہی سُلطان نے اِسکی بزرگداشت کر کے مہمان رکھا۔ اور بعد برسات ہمراہ چلنے کا وعدہ کیا۔ لیکن اسی اثناء میں محمد چند اُمرائے مالوہ کی طلب پر سُلطان سے بغیر رخصت ہوئے چلا گیا۔ اور اسکے جانے کے بعد محمود کے وزیر میدنی راے (مندلی رائے) کے مقابلہ میں اسکو پھر بھی شکست ہی نصیب ہوئی۔ میدنی راے سلطنت میں ایسا دخیل ہوگیا کہ اِس نے مسلمانوں کے آزار پر کمر باندھی۔ مراسم ہنود شایع کرنے

---

[1] طبقات اکبری میں اسکا نام صاحب خان لکھا ہے۔ ۱۲۔

لگا جب مظفر حلیم نے اسکا ظلم سُنا. فوراً چڑھائی کی۔ مالوے کے قریب پہونچ کر یہ ظاہر کیا کہ میں صرف دونوں بھائیوں میں ملاپ کرانے اور میدنی رائے کا ظلم دفع کرانے آیا ہوں۔ پھر اسی اثنا میں سُلطان کو یہ بھی معلوم ہوا کہ محمد نے دہلی سے مدد مانگی ہے۔ اسلئے محمد کی حمایت اور میدنی رائے کی تنبیہ میں پیشقدمی مناسب نجانی اور یہ امر قرار دیا کہ جب تک دہلی سے مدد نہ آلے یا درخواست مدد کا نتیجہ نہ ظاہر ہو شکار وغیرہ میں مشغول رہے۔ لیکن جب ایک مدت تک دہلی کی مدد نہ آئی۔ سلطان نے بھی اپنا ارادہ ملتوی کرکے احمد آباد مراجعت کی۔

راجہ ایڈر کی وفات اور اسکے بیٹے کی جانشینی ۹۲۳ھ

۹۲۳ھ میں آیڈر کے راجہ بھیم نے وفات پائی۔ مگر اسکا بیٹا بھارمل جانشین نہوا بلکہ بھیم کا پوتا رایمل اپنے خسر رانائے چتوڑ کی کوشش سے دادا کا جانشین ہوگیا۔ اسپر سُلطان نے جاگیردار احمدنگر کو ناطق حکم بھیجا کہ رایمل کو معزول کرکے بھارمل کو جانشین کراوے جس حکم کی جاگیردار نے فوراً تعمیل کی۔

مالوہ پر پھر چڑھائی ۹۲۴ھ

۹۲۴ھ میں دوبارہ مالوے پر فوجکشی کی۔ جسکی وجہ یہ ہوئی کہ چند امرائے مالوہ بھاگ کر گجرات آئے اور زار نالی کی کہ سُلطان کی مراجعت کے بعد دہلی کی مدد بھی آکر بغیر مدد کئے واپس گئی۔ اب میدنی رائے سُلطان محمود پر ایسا حادی ہے کہ خود محمود اس سے خائف رہتا ہے۔ اسپر مظفر نے بعد برسات مالوے چلنے کا وعدہ کیا۔ اسکے تھوڑے زمانے بعد خود محمود بھی بحیلۂ شکار میدنی رائے کے پنجہ سے نکلکر گجرات آموجود ہوا۔ مظفر نے باعزاز اسکی مہربانی کی۔ اور وقت موعود پر مہمانوں کے ساتھ مالوے کوچ کیا جب دھار پہونچا میدنی رائے جو

قلعہ مستحکم کر رہا تھا۔ قلعہ چھوڑ کر رانا ئے چتوڑ کے پاس بغرض استمداد فرار ہو گیا مظفر دھار پر باسانی قبضہ کرتا ہوا آگے بڑھا۔ مانڈو بھی بعد محاصرہ کے فتح کر لیا۔ اِس لڑائی میں میدنی رائے کے اُنیس ہزار راجپوت اور فوج گجرات کے دو ہزار آدمی کام آئے۔ میدنی رائے کے خاندان کی تمام موجودہ عورتیں بلکہ لڑکے تک جوہر کرکے خود آگ میں جلکر خاک ہو گئے۔ فتح کے بعد چند اُمرائے گجرات نے چاہا کہ مظفر خلیم مالوے کا ملک مفتوحہ اپنے ممالک میں شامل کر لے۔ مگر مظفر نے امراء کی نیت بدلی پاکر ہر چند بحیلۂ دعوت محمود نے روکا۔ شہر کے باہر آکر خیموں میں مقام کیا۔ اُمراء کو فہمائش کی کہ میں نے صرف اخوت اِسلامی کا حق ادا کیا ہے۔ نہ کہ مُلک و مال کی لالچ سے آیا ہوں۔ اسکے بعد محمود نے۔ اپنے بیٹے کے ہاتھ سُلطان کی خدمت میں وہ کمر بند مرصع جو سُلطان قطب الدین کی جنگ میں بمقام کپڑ بنج محمود خلجی کے ہاتھ لگا تھا بھیج کر پھر پیام دعوت دیا۔ جسکو مظفر نے قبول کیا جب مظفر دعوت میں آیا محمود نے اپنا تمام جواہر وغیرہ پیشکش کیا۔ مگر پرہیز گار مظفر نے کچھ قبول نہ کیا اور بعد دعوت کے مراجعت کی۔ محمود دور تک برسم اشاعت ہمراہ آیا۔ اثناء راہ میں ایڈر پہونچکر مظفر نے موسم برسات مع لشکر بعیش و آرام بسر کیا۔

رانا چتوڑ کی چڑھائی ایڈر پر
۹۲۶ھ

۹۲۶ھ میں جب رانا چتوڑ چالیس ہزار فوج سے ایڈر پر متوجہ ہوا۔ نظام الملک نے سلطان مظفر کو عرضداشت مدد بھیجی۔ بعض سُلطانی سردار نظام الملک سے ناموافق تھے۔ اُنھوں نے موقع پاکر مدد میں تاخیر کرائی۔ ناچار نظام الملک ایڈر سے احمد نگر چلا گیا۔ رانا سے چتوڑ ایڈر پر قبضہ کرتا ہوا احمد نگر پہونچا۔ یہاں نظام الملک نے کچھ فوج فراہم کر لی تھی۔ اس قلیل فوج سے اس نے رانا کا نہایت جوانمردانہ مقابلہ کیا۔ مگر رانا کی فوج کثیر تھی۔ آخر نظام الملک کے پانوں اُکھڑ

گئے۔ رانا احمد نگر کو دل کھول کر لوٹتا ہوا بڑ نگر آیا۔ یہاں کے برہمنوں سے بھی بہت کچھ نقد و جنس لیا۔ بعد اسکے بسیل نگر کو بھی لوٹ مار کر تاراج کیا۔ کہ اِس اَثناء میں سُلطانی فوج کی آمد سُنی جو احمد آباد سے چل چکی تھی۔ یہ سنتے ہی رانا چتوڑ واپس چلدیا۔

رانائے چتوڑ پر فوجکشی اور محمُود سُلطان مالوہ کا ملک ایاز کی کُمک کو آنا۔

سنہ ۹۲۷ھ

سنہ ۹۲۷ھ میں رانائے چتوڑ کی تاراج گری سُنکر مظفر نے ملک ایاز کو مع فوج تادیب کے لئے روانہ کیا۔ اِسطرف سے سُلطان محمُود بھی بطور کُمک فوج لیکر ملک ایاز سے جا ملا۔ اِن دونوں نے پہلے ملک باگر کے دارالصدر مقام ڈونگرپور کے راجہ پر تاخت کی جس نے رانائے چتوڑ کی شرکت کی تھی۔ بعدہٗ چتوڑ کے قلعہ مندلسور پر پہونچ کر محاصرہ کیا۔ جسکی دیواروں کا آثار دس دس فیٹ تھا۔ آخرکار رانا تاب مقابلہ نہ لاسکا۔ جو کچھ مظفر کے ملک سے لوٹا تھا وہ اور معمُولی خراج اسکے علاوہ کثیر تعداد کی افزوں رقم دیکرا قرار نامہ لکھ دیا کہ کبھی جادۂ اطاعت سے قدم باہر نہ نکالونگا۔ اور ایک کثیر تعداد کی رقم سُلطان محمُود مالوہ کے واسطے بھی ملک ایاز کو بھیجی۔ اور معافی چاہی۔ ملک ایاز نے بغیر منظوری مظفر تمام پیشکش وغیرہ قبُول کر کے مراجعت کی۔ مظفر حلیم نے ملک ایاز کی اِس کارروائی سے آزردہ ہو کر اسکو سورٹھ روانہ کردیا۔ اور ارادہ کر لیا کہ بعد برسات رانا پر پھر فوجکشی کرے۔ مگر رانا کو یہ ارادہ معلوم ہو گیا۔ اور اپنے بیٹے کو معمُولی خراج سے بدرجہا افزونتر رقوم لیکر سُلطان کے حضور میں بھیجکر پھر معافی چاہی۔ مظفر نے رقوم قبول کر کے ارادہ ملتوی کردیا۔

شاہزادہ بہادر خان کی استدعائے فزُونی جاگیر

سنہ ۹۳۱ھ

اِسی زمانے میں شاہزادہ بہادر خان نے اپنی جاگیر

کی نسبت کم ہونے کی شکایت اور جاگیر کو اضافہ کر دینے کی استدعا کی۔ مگر نامنظور ہونے پر دہلی کیطرف روانہ ہو گیا۔ دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ اسکا بڑا بھائی سکندر خان اس سے بہت کچھ حسد رکھتا تھا۔

مظفر حلیم کی توجہ ملک کے اندرونی انتظام پر

بعد ان واقعات کے مظفر نے ملک کے اندرونی انتظامات کی اصلاح میں توجہ کی۔ ہر ایک صیغہ کے انتظامات درست کرتا رہا قلعہ موڑاسہ کی مرمت از سر نو کی۔

مظفر حلیم کی وفات اور مدفن

سنہ ۹۳۲ھ

سنہ ۹۳۲ھ میں بیمار ہو کر جمادی الاول کی دوسری تاریخ مظفر حلیم نے وفات پائی۔ بمقام سرکھیج اپنے والد بزرگوار سلطان محمود بیگڑھ کے مقبرے میں دفن کیا گیا۔

مظفر حلیم کے اوصاف

مظفر حلیم مسلمان اور ہندو کے لئے یکساں حمدل تھا۔ جسکو مبتلائے مصیبت پاتا اسکی نجات میں تہ دل سے کوشش کرتا۔ حافظ اس قدر قوی تھا کہ جوان ہو جانے پر بھی تمام قرآن مجید صرف ایک سال چند ماہ میں حفظ کر لیا۔ تھا۔ تلاوت فرقان مجید کا بہت شوق تھا۔ دوسرے دن کو بھی تاکید تلاوت کرتا تھا۔ علماء کی بہت تعظیم کرتا۔ ہر وقت باوضو رہتا موت کو ہمیشہ یاد کیا کرتا۔ بڑا پرہیز گار و عابد تھا۔ فرائض و سنن کیا مستحبات بھی ترک نہ ہوتے۔ علماء سے بہت کچھ سلوک کرتا رہتا۔ نہایت درویش دوست اور خود بھی درویش صفت تھا۔ فضول خرچی اور فضول خرچوں سے متنفر۔ مگر امور خیر میں بالکل کفایت شعاری نہ کرتا سلاطین گجرات میں کوئی بادشاہ بلحاظ حلم و علم سلطان مظفر سے بڑھ کر نہیں گذرا۔ خصوصاً علم تفسیر میں بڑا محقق تھا۔ اسکے ساتھ ہی بڑا ادیب

اور دلاور اور نہایت درجہ کا سخی بھی تھا۔ اسکے رحم وحلم اسکی شجاعت اسکی سخاوت کی ثابت کرنے والی اکثر حکایتیں مرات سکندری میں لکھی ہیں۔ جن سب کا لکھنا طویل ہے۔ صرف دو ایک حکایتیں درج کیجاتی ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک روز سلطان نماز صبح کے پیشتر غسل کر رہا تھا۔ اور آفتابچی پانی ڈال رہے تھے۔ جب بدن دھو چکا تو سر پر ڈالنے کے لئے پانی مانگا۔ اتفاق سے رات کی تاریکی میں کسی طرح ایک چوہا دیگ میں گر کر مُردہ ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ چوہے کی آنتیں اور گوشت گلکر ہڈیوں سے الگ ہو چکا تھا۔ آفتابچیوں نے اسی دیگ کا گرم پانی سلطان کو اپنی بیخبری کی وجہ سے دیا۔ سلطان نے جب پانی سر پر ڈالا۔ تمام آنتیں اور گوشت کے ریزے مونہہ اور کندھوں وغیرہ پر پڑے۔ سلطان کو اس قدر کراہیت معلوم ہوئی کہ گھبرا کر بے تکان حوض میں جست مار کر جا پڑا۔ اور اپنے ہاتھوں سے تمام بدن کی کثافت دُور کی۔ اور حوض سے نکلکر نماز میں مشغول ہو گیا۔ آفتابچیوں پر اِس واقعے سے وہ خوف طاری ہوا کہ سب کا خون خشک ہو گیا۔ اور اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ نماز سے فارغ ہو کر سلطان نے آفتابچیوں کو بلوا کر پوچھا کہ تم کتنے آدمی یہ خدمت انجام دیتے ہو۔ عرض کیا کہ ایک سو آدمی۔ کہا پورے سو آدمی ملکر بھی ایک آدمی کی خدمت قابلیت سے انجام نہیں دے سکتے خیر میں تو بوڑھا ہوں۔ میں نے تمہارا قصور معاف کیا۔ لیکن میرے بیٹے جوان ہیں۔ انکی خدمت کیونکر انجام دے سکو گے۔ اور کس طرح سلامت بچو گے۔ اے بے سعادتو اب کبھی ایسی غفلت نہ کرنا۔ تاکہ مجکو تم سے اتنی باتیں کر کے وقت ضائع نہ کرنا پڑے۔ اِس حکایت سے بڑھکر دوسری حکایت یہ ہے۔ سلطان کا دستور تھا کہ ہر روز قرآن مجید کا ایک رکوع بخط نسخ لکھا کرتا۔ اور جب قرآن مجید پورا ہو جاتا تو وقف کر کے مکہ معظمہ یا مدینۂ منورہ کو بھیج دیا کرتا۔ تاکہ جس مسلمان کو حاجت ہو تلاوت

کرے۔ ایک روز بجسب معمول رکوع لکھ رہے تھے۔ جب صفحہ پورا ہولیا۔ تو چونکہ وہ صفحہ سراسر نہایت عمدہ لکھا گیا تھا۔ سلطان اس صفحہ کی خوبی و روشنی و صفائی کو دیکھ کر نہایت محظوظ و مسرور ہوا۔ اور خود اسکی تعریف کرکے ورق پلٹنے کو تھا کہ اتفاقاً اسی اثناء میں لطیف الملک سوندھا قورچی جو تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے سلطان کی پشت پر کھڑا تھا افیون کی پینک میں اسکو تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر سلطان کے کندھے پر گری۔ اسکے دھچکے سے سلطان کے ہاتھ کا قلم اسی صفحہ پر گر پڑا جس سے صفحے کی کئی سطریں سیاہی آلودہ ہوگئیں۔ مگر سلطان نے دم نہ مارا۔ اور قلمتراش سے صفحے کی سیاہی صاف کرکے لکھنے میں مصروف ہوگیا۔ جب رکوع پورا کرلیا۔ پوچھا کہ لطیف الملک کدھر ہے۔ ملک شیخ جیو نے سفارش کے کلمات کے ساتھ عرض کیا کہ باہر پڑا ہوا زار زار رو رہا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ سے سخت قصور ہوگیا۔ میں اس لائق ہوں کہ ہاتھ کاٹیں یا ہاتھی سے روند واڈالیں سلطان نے یہ کلمات سنکر کہا۔ مجھے اسکے ہاتھ کاٹنے کی کیا ضرورت ہے جو ایسی غفلت کرتا ہے تو اسکا ہاتھ کاٹا ہی جائے گا۔ مگر اس سے کہو کہ اب کبھی میرے سلام کو نہ آئے۔ ملک شیخ جیو نے عرض کیا یہ سزا تو گردن مارنے سے بھی زیادہ ہے۔ اسکا دنیا میں ٹھکانا کہاں۔ کہا پھر اسکو فہمایش کرو کہ اب کبھی افیون نہ کھائے اور کسی نشے کے قریب نہ پھٹکے۔ ملک شیخ جیو نے عرض کیا کہ حضور سلامت رہیں کبھی نہ کھائے گا توبہ کرتا ہے۔ آخر ملک نے اسکو اسی وقت بلاکر قدموں پر گرا دیا سلطان نے اتنا بڑا قصور فوراً معاف کردیا۔ اور اسی وقت بجسب دستور تلوار ہاتھ میں لیکر سلطان کی پشت پر کھڑا ہوگیا۔

مظفر حلیم کی خیرات	مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے لئے رقم خیرات معین تھی جو سالانہ بھیجی جاتی تھی۔

حاجیوں کے لئے ایک خاص جہاز مقرر تھا۔ حاجیوں کے تمام مصارف خزانے سے ملتے تھے۔

مظفرؒ حلیم کی شبگردی

راتوں کو رعایا کے حالات معلوم کرنے کی غرض سے بھیس بدل کر سلطان مظفر گشت کیا کرتا تھا۔

مظفرؒ حلیم کی دعا سے قحط رفع ہونا

گجرات میں سخت قحط پڑا۔ رعایا نہایت پریشان ہوگئی سلطان نے بہ نفس نفیس کلام مجید اور صحاح ستہ کا ختم کیا۔ اللہ پاک نے اسکے حسن نیت اور ختم کی برکت سے پانی برسایا جس سے بلائے قحط دفع ہوگئی۔

مظفرؒ حلیم کی خدا ترسی

بیماری میں ایک مقرب نے عرض کی کہ سلطان اپنی ذات کے لئے خیرات کا حکم فرمائیں۔ کہا میں نے بیت المال سے بہت کچھ صرف کیا ہے مجکو اسی کی نسبت تردد ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کو کیا جواب دونگا۔ نہ کہ اپنے آخر وقت میں اپنا محاسبہ و مواخذہ اور بڑھاؤں۔

مظفرؒ حلیم کی مراعات ہندوؤں کے ساتھ

ہندوؤں کی نسبت مراعات کی ایک مختصر حکایت یہ ہے کہ سلطان نے منڈو کا محاصرہ کرلیا۔ ہنود نے ایک مہینے کی مہلت مانگی۔ سلطان نے درخواست قبول کرکے فوراً محاصرہ اٹھالیا۔

مظفرؒ حلیم اور آبادی دولت آباد (بڑودہ)

سلطان نے بڑودہ کا نام دولت آباد رکھا صرف نام ہی نہیں بدلا۔ بلکہ قدیم شہر

بڑودہ کے قریب ایک وسیع نیا حصہ آباد کر کے بڑودہ کی آبادی سے ملا دیا جس حصہ سے بڑودہ کی وسعت آبادی بہت بڑھ گئی۔[۱]

مظفر حلیم کی تاریخ ولادت

سلطان مظفر کا سال ولادت بحساب ابجد لفظ فرخ سے نکالا گیا تھا۔ یعنی ۸۸۰ھ۔

۹۳۲ھ سلطان سکندر بن سلطان مظفر حلیم ۱۵۲۶ء

سلطان سکندر کی تخت نشینی

۹۳۲ھ میں مظفر حلیم کی وفات کے بعد اسکا شاہزادہ سکندر خان (سلطان سکندر) تخت نشین ہوا۔ تخت نشینی کے تیسرے روز چانپانیر جا کر ارکان سلطنت کو خطاب و انعام عطا کئے۔ خداوند خان وزیر مظفر حلیم کو بدستور وزارت پر بحال رکھا عماد الملک جسکو سلطان سکندر کی والدۂ ماجدہ نے فرزندوں کی مانند پرورش کیا تھا اور مرتے وقت وصیت کی تھی۔ کہ عماد الملک سے ہر امر میں مراعات کا برتاؤ کیا جائے۔ وزیر کو بحال رکھنے سے سلطان کا جانی دشمن ہو گیا۔ اور منتظر موقع تھا کہ اتفاقاً ایک روز سکندر مقام ہالول میں چوگان بازی کے لئے گیا۔ جب فارغ ہو کر آرامگاہ میں آیا اور آرام کیا۔ کور نمک عماد الملک نے جو ہر وقت ایسے موقع کی تاک میں رہا کرتا تھا۔ موقع پاکر اپنے آدمی کو اشارہ کیا جس نے اسے میٹھی اور گہری

---

[۱] اس قول کی تائید ایک یورپین سیاح منڈلس لو نامی کی تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ دیکھو بڑودہ گزٹ ایسپر۔ دوسرا سیاح اوگلوبس نامی جو ۱۶۶۰ء سے ۱۶۸۰ء تک اس ملک کی سیر و سیاحت کرتا رہا۔ اس سیاح کے اٹلس میں بھی بڑودہ اور دولت آباد دونوں نام علیحدہ علیحدہ لکھے گئے ہیں۔ دیکھو بڑودہ گزٹ

نیند میں بے گناہ نوجوان بادشاہ کو موت کی نیند سُلا دیا۔ اس جانکاہ حادثہ سے تمام شہر پر افسردگی اور حیرت چھاگئی۔ ہر کس و ناکس نے تہ دل سے افسوس کیا۔ یہ حادثہ ۱۴ شعبان سنہ ۹۳۲ھ کو واقع ہوا۔

لطیف خان کی تادیب کے لئے فوج روانہ ہونا

سُلطان سکندر کے قلیل عہد میں صرف ایک ہی واقعہ پیش آیا۔ کہ جب اسکے سوتیلے بھائی لطیف خان نے تخت کا مدعی بن کر سُلطان پور اور نندربار پر قبضہ کرلیا تو سکندر کی طرف سے اسکی تادیب کی غرض سے فوج بھیجی گئی۔

سکندر کی نیک گمانی

سکندر بد اندیشی عماد الملک سے آگاہ ہوگیا تھا۔ مگر یہ سمجھ کر کہ اسکی بد اندیشی مجھ پر کیا اثر کرسکتی ہے۔ اسکی تنبیہ دہی پر سکندر نے کچھ توجہ نہیں کی۔ نہ سُلطان کو یہ گمان تھا کہ عماد الملک میری ہلاکت پر آمادہ ہوجائے گا۔

سکندر کا حُسن

یہ بادشاہ اس قدر حسین و جمیل تھا کہ تمام سلاطین گجرات میں ایسا کوئی حسین و شکیل نہیں تھا۔

سنہ ۹۳۲ھ سُلطان محمود شاہ دوم بن سلطان مظفر حلیم سنہ ۱۵۲۶ء

محمود دوم کی تخت نشینی

سکندر کے شہید ہونے کے بعد عماد الملک نے تقریباً پانچ چھ سال کا لڑکا جس کا نام نصیر خان اور مظفر حلیم کا بیٹا تھا حرم سرائے سُلطانی سے لاکر محمود شاہ ثانی کے لقب سے تخت

نشین کرا دیا۔

۹۳۲ھ تا ۹۴۳ھ سُلطان بہادر شاہ گجراتی بن مظفر حلیم ۱۵۲۶ء تا ۱۵۳۷ء

بہادر شاہ کی تخت نشینی ۹۳۲ھ

جب عماد الملک نے محمود شاہ کو تخت نشین کرایا امرائے سلطنت نے جن کا سرغنہ تاج خان جاگیر دار دھندوقہ تھا عماد الملک کی تمام کارروائی سے متنفر ہو کر مظفر حلیم کے شاہزادے بہادر خان[۱] کو خفیہ تمام واقعہ شہادت سکندر و تخت نشینی نصیر خان لکھ کر درخواست کی کہ ہم سب آپکی اطاعت کو حاضر ہیں۔ آپ آکر تخت نشین ہوں۔ یہ عرضداشت قاصدوں نے جونپور میں بہادر خان کے پاس پہونچائی۔ بھائی کی خبر مرگ سُنکر بہادر خان چار روز مصروف ماتم داری رہا پانچویں روز چیتوڑ کو کوچ کیا۔ جہاں کا راجہ بہ تعظیم و استقبال پیش آیا۔ یہاں سُلطانی فوج کا ایک سردار علی شیر جو بہ رسم استقبال چیتوڑ آیا تھا اس نے بھی بہادر خان سے ملکر تمام واقعہ شہادت سکندر عرض کیا۔ پھر یہاں سے بہادر خان ڈونگر پور و کیٹر نیج گیا۔ یہاں بھی اکثر سرداروامرائے سُلطانی نے باعزاز و احترام استقبال کیا بعدہٗ قلعہ موڑاسہ میں پہونچا۔ جسے عماد الملک نے اپنے ایک فوجی افسر کو بھیجکر

---

[۱] بہادر خان اپنے والد کی زندگی میں سکندر کی تخت نشینی کے دو برس پیشتر والد سے آزردہ خاطر ہو کر چلا گیا تھا۔ اسکے چلے جانے کے دو سبب ہوئے تھے۔ ایک یہ کہ جاگیر کچھ کم ملی تھی۔ دوسرے سکندر کو اس سے کچھ کاوش بھی تھی مظفر حلیم کو اسکے جانیکا سخت رنج اور افسوس ہوا تھا۔ یہانتک کہ بعد چلے جانے کے باصرار بلوایا بھی لیکن بہادر خان واپس نہ آیا۔ اور چیتوڑ ہوتا ہوا میوات پہونچا۔ والئی میوات نے اسکو اغوا کیا اور یوں کہا کہ میں موجود ہوں تم باپ سے مقابلہ کرو۔ لیکن اس نے نہایت نفرت کیساتھ انکار کیا۔ اور یہ کہا افسوس ہے کہ میں اپنے

مستحکم کر رکھا تھا۔ مگر اس افسر نے بھی بہادر خان کی اطاعت کی۔ اور احترام سے پیش آیا۔ پھر نہر والہ میں آیا جہاں تاجخان و دیگر امراے بنیاز مندی و استقبال پیش آئے پھر ان تمام سرداروں کے ساتھ احمد آباد داخل ہوا۔ یہاں تمام سرداران ہمراہی و موجود گجرات کو فراہم کر کے دربار منعقد کیا۔ اور سب کو بحیثیت مراتب انعامات و عطایا دئے اور اواخر رمضان سے عید الفطر تک مقام کر کے خطبۂ عید اپنے نام کا پڑھوا کر محمود آباد کو کوچ کیا۔ یہاں کی تمام فوج نے بھی جسکو عماد الملک نے اپنا مطیع رہنے کے لئے خزانے کا خزانہ تقسیم کر دیا تھا۔ بہادر شاہ کی اطاعت قبول کی پھر یہاں سے نڑیاد ہوتا ہوا مہی ندی کے کنارے پہونچا اور موسم برسات سے ندی طغیانی پر تھی۔ فوج کو اسی پار چھوڑ کر خود معدودے چند آدمیوں کو ہمراہ لیکر محمد آباد چانپانیر پہونچا۔ سب سے پہلے ہالول جاکر مدفن سکندر پر مراسم فاتحہ خوانی ادا کی۔ بعدہ تاج خان کو حکم دیا کہ عماد الملک کو مع اہل وعیال کو گرفتار اور اسکے اسباب و مکان کو ضبط کرے۔ جسکی تعمیل اس نے فوراً کی۔ پھر عماد الملک اور ایک دوسرے شخص کو جو قتل سکندر میں شریک تھا قتل کرایا۔ اور خاص قاتل سکندر کی کھال کھچوا ڈالی۔ یہ تمام مرحلے طے کر کے چودہویں ذیقعدہ سنہ ۹۳۲ھ کو حسب دستور سلاطین گجرات رونق افروز تخت سلطنت ہوا۔ تمام فوج و سرداران فوج کو تقریب جلوس کی تہنیت میں ایک ایک سال کی تنخواہ عطا کی۔

لطیف خان پر فوجکشی سنہ ۹۳۲ھ

لطیف خان نے عضد الملک اور پال[1] کے راجہ بھیم دیو و دیگر راجاؤں سے ساز کر کے نذر بار میں تاخت و تاراج شروع کردی۔ سلطان نے

بقیہ حاشیہ۔ باپ سے مقابلہ کریں۔ بعدہ شاہزادہ بہادر خان میوات سے دہلی چلا گیا تھا۔

[1] پال کو مسٹر ایدلجی و کرنل واٹسن نے راج پیپلہ سمجھا ہے۔ اور راس مالا مؤلفہ مسٹر فوربس و گجرات

اُنپر ایک فوج بھیجی جسنے بھیم دیو کو قتل کیا اور لطیف خان کو سخت زخمی گرفتار کر کے سُلطان کے حضور میں روانہ کیا۔ مگر لطیف خان نے اثنائے راہ میں زخموں کے کرب سے انتقال کیا۔ اتفاق سے شاہزادہ نصیر خان (محمود شاہ ثانی) نے بھی اسی اثنا میں سفر آخرت کیا۔ سلطان نے دونوں کو سکندر کے پہلو سے مدفن میں دفن کیا۔

رائسین کا باغی ہو کر فرار ہونا

بھیمدیو کے بیٹے رائسین نے باپ کا جانشین ہو کر باپ کا انتقام لینے کے لحاظ سے دو حد کو خوب لوٹا۔ سُلطان نے اسکے لئے پھر ایک حصۂ فوج بھیجا۔ مگر راجہ بغیر جنگ و مقابلے کے فرار ہو گیا۔

بہادر شاہ کا دیو بندر جانا اور مُہم پرتگیزان

اِسی سال کے آخر میں سُلطان بغرض شکار کھمبایت روانہ ہو چکا تھا۔ کہ صوبیدار سورٹھ کے پرتگیزی فرنگیوں سے سازش کی خبر ملی۔ اسلئے سُلطان سورٹھ کے دیو بندر میں گیا۔ جو کارروائیاں سُلطان نے دیو بندر جا کر کیں۔ ان کا بیان مراٰت مصطفےٰ آباد میں ہے۔ دیو سے مراجعت کر کے محمد آباد جا رہا تھا کہ بکرم   بن سنگا رانائے چتوڑ نے اثنائے سفر میں حاضر ہو کر تحائف پیشکش کئے۔ بعدہٗ سُلطان نے محمد آباد میں ایک مہینہ قیام کر کے مع رانا احمد آباد کوچ کیا۔ یہاں تین مہینے قیام کر کے سورت گیا۔ یہاں سے پھر محمد آباد واپس جا کر پھر رانا کو رخصت عطا کی۔

بقیہ حاشیہ۔ راجستان میں راجگان راج پیپلہ کے سلسلہ میں بھیمدیو اور رائسین کا بالکل پتہ نہیں۔ اسلئے مورخین مذکور کا قیاس غلط ہے۔ یقیناً طبقات اکبری صفحہ ۴۹۹ کی بعض عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانے میں پال کی ریاست بڑودہ اور گودھرہ کے درمیانی علاقے میں واقع تھی۔ اور نیز طبقات کی ایک عبارت مندرجہ صفحہ ۴۹۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ پال (نادوت (راج پیپلہ) کے علاوہ ہے۔ ۱۲۔

بہادرشاہ کا دوبارہ دیو بندر جانا

اسی سال بندر دیو میں سلطان دوبارہ گیا جسکا بیان مرات مصطفےٰ آباد میں ہے۔

تعمیر قلعہ بھروچ کا حکم

اسی سال سلطان نے تعمیر قلعہ بھروچ کا حکم نافذ کیا۔

بہادرشاہ کا احمدنگر پر قبضہ
۹۳۵ھ

۹۳۵ھ میں احمد نگر کے نظام الملک نے عماد الملک حاکم برار کو ستایا۔ اسلئے محمد خان بن عادل سلطان خاندیس نے جو بہادرشاہ کا ہمشیر زادہ تھا۔ عماد الملک کی مدد کرنے کی نسبت ماموں سے سفارش کی۔ اس سفارش پر سلطان نے ایک لاکھ سوار نو سو ہاتھی کا لشکر احمدنگر روانہ کیا۔ جس نے احمدنگر پر قبضہ کر کے بہادرشاہ کا خطبہ پڑھوایا۔ اور نظام الملک کو باج گذار بنا کر واپس آیا۔

بہادرشاہ کی چڑہائی باگر پر
۹۳۷ھ

۹۳۷ھ میں سلطان نے باگر پر چڑہائی کی ڈونگرپور دار الصدر باگر کا راجہ پرتھی راج حاضر ہو کر قدمبوس سے شرف اندوز ہوا۔ اور اسکے بیٹے نے دین اسلام قبول کیا۔ سلطان نے سب کو مطیع کر کے نصف ملک راجہ اور نصف اسکے بھائی جگا اور سنبل راجہ کے نومسلم بیٹے کو جاگیر میں عطا کر دیا۔

مالوہ پر چڑہائی اور مالوہ کا ملک مفتوحہ گجرات میں شامل کر لینا

مہم باگر سے فارغ ہوا تھا کہ اثنائے سفر میں دکلائے رانائے چتوڑ مع تحائف حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ محمود خلجی کے

بیٹے نے اطراف ملک کو تاراج کر دیا اور رانا کو سنبل جو سرحد مالوہ میں ہے جانا پڑا۔ اور اب رانا اوجین میں محمود خلجی کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ خبر بھی ملی کہ سکندر خان حاکم بیواس اور سلہدی راجپوت رائسین کا راجہ دونوں کو خلجی نے مار ڈالنے کا قصد کیا تھا۔ وہ لوگ جان بچا کر رانا کے پاس چلے گئے۔ اور اب سلہدی کا بیٹا و سکندر خان قدمبوسی کے لئے آ رہے ہیں۔ ہنوز سلطان اسی مقام پر تھا کہ دریا خان و قریشی خان وکلائے خلجی بھی حضور سلطان میں پہونچے۔ کہ سلطان مالوہ ملاقات کا آرزومند ہے۔ سلطان نے کہا کہ میں براہ کرچی گھاٹ جاتا ہوں سلطان مالوہ بھی اسطرف آئیں تو مناسب ہے۔ ادھر وکلا یہ جواب لیکر گئے۔ ادھر سلطان بہادر نے مع سکندر خان و سلہدی و رانائے چتوڑ و راجۂ ایدڑ و راجہ باگر وغیرہ کوچ کیا۔ ہمراہیوں سے کہا کہ موضع سنبل میں سلطان مالوہ کی ملاقات کر کے واپس آؤں گا۔ اب بہادر شاہ سنبل پہونچ کر سلطان مالوہ کا منتظر تھا۔ کہ ایلچیوں نے خلجی کے ہاتھ ٹوٹنے کا پیام پہونچایا۔ اسپر سلطان نے کہا کہ میں خود عیادت کے لئے مانڈو چلتا ہوں۔ ایلچیوں نے عرض کی کہ شاید آپ چاند خان شاہزادے کو خلجی سے مانگیں۔ سلطان نے کہا نہیں۔ سلطان سے کہو کہ آئیں ایلچی واپس گئے تھے جو خبر پہنچی کہ خلجی نے بڑے بیٹے غیاث الدین کو سلطان سے ملقب کر کے قلعہ مانڈو میں بھیجا۔ اور خود آمادہ دغا ہوا۔ یہ خبر پاتے ہی سلطان نے مانڈو روانہ ہو کر محاصرہ کر لیا۔ اور سخت جنگ کے بعد محمود کو اسکے سات بیٹوں سمیت گرفتار کیا۔ نیت تھی کہ معافی دیکر ملک واپس کرے۔ لیکن جب خلجی بہادر شاہ کے حضور میں لایا گیا۔ اسوقت خلجی نے گستاخی کی۔ اسلئے سلطان نے گجرات بیجانے کا حکم دیا۔ جسکی فورا تعمیل ہوئی۔ و اثنائے راہ میں سرداران سلطانی پر کولیوں نے ہجوم کیا۔ اسوقت اس لحاظ سے کہ مبادا اس ہجوم میں خلجی ہاتھ سے

نکل جائے خلجی کا کام تمام کر دیا اور بیٹوں کو محمد آباد (چانپانیر) لاکر قید کیا۔ اس فتح کے بعد مالوے کا ملک مفتوحہ سلطان نے اپنے ملک میں شامل کر لیا۔

جھالاوار پر چڑھائی

اسی سال سلطان نے جھالاوار پر چڑھائی کی۔ جس کا بیان مرأت مصطفےٰ آباد میں ہے۔

بہادر شاہ کا والئ خاندیس کو خطاب شاہ عطا کرنا

اسی سال سلطان نے احمد نگر جاکر نظام الملک والی احمد نگر اور حاکم خاندیس محمد خان کو شاہ کا خطاب عطا کیا۔

رائسین کا محاصرہ اور قلعہ ہوشنگ آباد کی فتح

سلہدی نے فتح مانڈو میں بہت جانفشانی کی تھی۔ اسکے صلے میں سلطان نے اسکو شہر اوجین اور پرگنہ آشتہ اور ملک بھیلسہ اور بہت کچھ نقد و جنس عطا کیا تھا۔ مگر دکن سے آکر جب سلطان نے اسکو طلب کیا[۱] تو کسی قدر تامل کے حاضر حضور ہوا۔ اسپر آزردہ ہوکر سلطان نے قید کر لیا۔ اور خود مع فوج سلہدی کا دار الصدر رائسین چھین لینے کی غرض سے کوچ کیا۔ سلہدی کا بھائی قلعہ مستحکم کرکے محصور ہو گیا جب محاصرے پر مدت گذر گئی اور رومی خان نے قلعے کے دو برج توپ سے اڑا دئیے۔ سلہدی نے عرض کیا کہ میری دلی خواہش یہ ہے کہ پہلے شرف اسلام سے مشرف

---

[۱] بہادر شاہ کو معلوم ہوا کہ بہت سی مسلمان عورتیں سلہدی کے پاس مقید ہیں۔ اسلئے اسکو طلب کیا اور جب اسکی حاضری میں تاخیر ہوئی۔ بہادر شاہ نے کہا کہ وہ آئے یا نہ آئے بہرحال میرا فرض ہے کہ اُن مسلمان عورتوں کو ایک کافر کے قید سے چھڑا دوں۔ ۱۲

ہوں۔ بعدہ اگر اجازت ہو تو خود قلعہ خالی کرا کے ملازمان سلطانی کے حوالے کر دوں۔ سلطان اس درخواست سے بہت خوش ہوا۔ اور سلہدی کو اپنے حضور میں بلا کر کلمۂ شہادت تلقین کیا اور خلعت خاصہ عطا کر کے اور باورچی خانہ خاص کے انواع اقسام کے لذیذ کھانے اپنے دسترخوان پر ساتھ بٹھا کر کھلائے۔ مگر جب سلہدی قلعہ خالی کرانے قلعہ کے اندر گیا۔ اوسکی جورو اور خاندان والوں کے اغوا سے منحرف ہو گیا۔ اور پلٹ کر نہ آیا۔ یہانتک کہ قلعہ کی حفاظت میں مارا گیا۔ اور اسکی جورو سات عورتوں سمیت اسکے مرنے کے بعد ستی ہو گئیں۔ اس کے بعد سلطان بہادر اسلام آباد اور ہوشنگ آباد کا قلعہ خود فتح کر کے مانسر اور اسکے اطراف کے مہمات عماد الملک کو سونپکر احمد آباد واپس آیا۔

سلطان عالم لودی کا گجرات آنا

اسی سال سلطان عالم لودی دربار ہمایوں سے کبیدہ خاطر ہو کر بارہ ہزار سوار سے حضور سلطان میں حاضر ہوا۔ سلطان نے برزگداشت کی اور چندیری دبھیلسہ و رائسین جو حال میں فتح کئے تھے بطور گذارہ جاگیر دئے۔

چتوڑ پر چڑھائی
سنہ ۹۳۹ھ

جب رانائے چتوڑ نے سلطان کے مقابلے میں سلہدی کو مدد دی تھی جبھی سے سلطان کو چتوڑ پر چڑھائی کا خیال تھا۔ سنہ ۹۳۹ھ میں جب سلطان پرتگیزوں کی مہم پر بندر دیو گیا (جسکا مفصل حال مرات مصطفے آباد میں ہے) بندر مذکور سے ایک توپ[1] بہت بڑی جو رومی خان لایا تھا اور ایک سو توپ

---

[1] یہ وہی توپ ہے جو اسوقت قلعہ جوناگڈھ کے اوپر کوٹ) میں موجود ہے۔ ۱۲

اور مع میگزین چتوڑ روانہ کرنے کا حکم دیا۔ اور خود پرتگیزوں کی مہم سے فارغ ہوکر احمد آباد ہوتا ہوا محمد آباد چانپانیر پہونچا۔ جہاں سندھ کے سلطان جام فیروز کی بیٹی سے نکاح کیا۔ جو مغلوں سے شکست کھاکر ۹۳۵ھ میں سلطان بہادر کے پاس حاضر ہوکر پناہ گزیں ہوا تھا۔ بعد عقد کے چتوڑ کوچ کیا۔ اثناء راہ میں مندیسر کے آگے بڑھ کر وکلاء رانا پیام لائے کہ قصور معاف ہو۔ میں بہر نوع اطاعت کو حاضر ہوں۔ مگر یہ عرض قبول نہ ہوئی۔ سلطان چتوڑ کی جانب بڑھا۔ اس مہم میں عالم لودی (جسکا ذکر گذرا) کا بیٹا تاتار خان لودی لشکر سلطانی کا سپہ سالار تھا جب مذکورہ بالا توپیں محاصرے کے لئے چتوڑ پہونچیں۔ تمام چتوڑ میں کھل بلی پڑ گئی۔ قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو جائے۔ مگر رانا کی دادی نے سلطان کو عرضداشت بھیجی کہ رانا سنگھ کا وہ بلک جو محمود خلجی سے لیلیا ہے اور ایک کمر بند زرّیں و تاج مرصع محمود خلجی کا جو راما سنگھ کے ہاتھ آیا تھا وہ اور پانچ لاکھ روپیہ نقد۔ سو گھوڑے۔ دس ہاتھی پیشکش منظور کرکے محاصرہ اُٹھالیا جائے۔ اس عرضداشت پر سلطان کو اپنی جان بچانے کا قصہ[۱] یاد آگیا۔ اور قصور معاف کرکے محاصرہ اُٹھالیا۔

---

[۱] جب سلطان بہادر شاہ اپنے باپ سے ناخوش ہوکر گجرات کے ملک سے چلا گیا تھا۔ اسی زمانے میں جب رانا چتوڑ کے پاس پہونچا ہے تو رانا نے سلطان کی بہت بزرگداشت کی۔ ایک روز رانائے مذکور کے بھتیجے نے بھی سلطان کی ضیافت کی۔ دعوت کھانے کے بعد جب طائفہ مجرا کرنے آیا۔ بہادر شاہ اسکے ناچ سے بہت محظوظ ہوا۔ یہ حالت دیکھ کر رانا کے بھتیجے نے بہادر شاہ کو غیرت دلانے کو کہا۔ آپ پہچانتے ہیں کہ یہ طائفہ کون ہے۔ بہادر نے کہا مجکو معلوم نہیں کہ یہ احمد نگر کے ایک مسلمان کی بیٹی ہے جسے رانا احمد نگر کی فتح میں لایا تھا۔ بہادر کو یہ جواب سنکر سخت اشتعال طبع ہوا۔ اور تلوار کھینچ کر رانا کے بھتیجے کے دو ٹکڑے کر دیا۔ ارکین وانانے بہادر

قلعہ رنتھنبور اور قلعہ اجمیر کی تسخیر کیلئے فوج روانہ کرنا
سنہ ۹۳۹ھ

محاصرہ چیتوڑ اُٹھانے کے بعد چیتوڑ سے ایک کوس فاصلے پر مقام کرکے مُجاہد خان اور برہان الملک کو کثیر تعداد کے لشکر کے ساتھ قلعہ رنتھنبور کے لئے اور ملک شمشیر الملک کو بارہ ہزار سوار سے فتح قلعہ اجمیر کی غرض سے روانہ کیا۔ اور سُلطان خود مندسور ہوتا ہوا کوچ درکوچ مانڈو پہونچا۔ اور چند روز مع لشکر آرام کرکے مانڈو ہی سے محمد شاہ آسیری کو مع نامور اُمرائے گجرات ملک دکن کیجانب روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ

نظام شاہ دکنی کا ملک فتح کرنے کے بعد اسکو واپس عطا کرنا

نظام شاہ دکنی کو نکال کر اوسکا ملک لے لیں۔ اور اگر نامبردہ آمادہ جنگ ہو تو جنگ ملتوی رکھکر مجکو عرضداشت کریں تاکہ میں خود آکر اسکو زندہ گرفتار کروں۔ جب محمد شاہ آسیری قصبہ بیر کے قریب پہونچا تو نظام شاہ اور ملک برید دونوں کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ جو کثیر تعداد کا لشکر لئے ہوئے وہیں خیمہ زن تھے۔ محمد شاہ آسیری نے لشکر کے قریب پہونچتے ہی سُلطان کو عرضداشت بھیجی۔ سُلطان خبر پاتے ہی بارہ ہزار سوار جرار ہمراہ لے کر نہایت تیزی کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور اسوقت قصبہ بیر کے قریب پہونچا کہ دونوں لشکروں میں ہنگامہ کارزار گرم تھا۔ دکنیوں نے بہادر شاہ کے آجانے کی خبر پاتے ہی یکبارگی جی چھوڑ دیا۔ بھاگ نکلے اور

بقیہ حاشیہ۔ پر حملہ کا قصد کیا۔ اسوقت اسی بوڑھیا رانی نے بہادر کو بچایا تھا۔ اور کہا کہ اگر کوئی شہزادیکا بال بیکا کریگا میں اپنے آپکو خنجر سے ہلاک کرذدنگی۔ بہادر خاں بھی ہاتھ میں تلوار لئے کھڑا ہو گیا تھا مگر راجپوت رُک گئے۔ خود رانا جیت نے سُنا یہی کہا کہ مقتول نے اپنے گناہ کی سزا پائی کوئی اُسپر اور قصد نہ کرے بعد میں بہادر میوات چل دیا۔ ۱۲

کثیر تعداد کے دکنی کام آئے۔ اِدھر سُلطانی لشکر میں بھی دریا خان جو ایک بڑا امیر تھا۔ اسکے دونوں بیٹے زخموں سے چور ہوکر گرے۔ مگر زندہ بچے اور بعد کو اپنے باپ کے خطاب سے سرفراز کئے گئے۔ اور جاگیر بھی مضاعف ہوگئی۔ بعد چندے نظام شاہ دکنی نے حضور سُلطان میں حاضر ہوکر اطاعت قبول کی۔ اور سُلطان نے اسکا ملک واپس عطا فرمادیا۔ پھر جب سُلطان نے مانڈو مراجعت کی۔ نظام شاہ بھی کئی منزل ہمراہ رکاب رہکر رخصت ہوگیا۔

گجرات پر ہمایوں کی فوجکشی کے وجوہ

سنہ ۹۴۰ھ میں سُلطان نے پھر چتوڑ جانے کا ارادہ کیا۔ جس کا حال سنہ ۹۴۱ھ میں بیان ہوگا۔ اِدھر ہمایوں بادشاہ دہلی سلطان پر چڑھائی کا عزم مصمم کر کے گجرات روانہ ہوا۔ اس چڑھائی کے کئی باعث ہوئے۔ ایک یہ کہ عالم لودی جو ہمایوں سے بگاڑ کر گجرات آیا تھا۔ سلطان نے اسکو پناہ دی تھی۔ دوسرے محمد زماں[۵۱] میرزا ہمایوں کا بہنوئی جب قید سے بھاگ کر گجرات آیا اسکو بھی پناہ دی۔ سب پر طرہ یہ ہوا کہ جب ہمایوں کی تحریرات[۵۲] محمد زماں میرزا کے معاملے میں سُلطان کے پاس آئیں جسکا مضمون یہ تھا کہ محمد زماں میرزا کو میرے پاس بھیجدو یا اپنے ملک سے نکال باہر کرو۔ سُلطان کی طرف سے اسکے جوابات ایسے گئے جو باعث برافروختگی ہمایوں ہوئے۔ چنانچہ مرات سکندری وغیرہ تاریخوں میں

۵۱۔ چونکہ محمد زماں میرزا خراسان کے خاندان شاہی سے تھا۔ لہذا کبھی کبھی مدعی تخت سلطنت ہوجایا کرتا تھا۔ اسلئے ہمایوں نے اِسکو دارالخلافت آگرہ کے قلعہ میں قید رکھا تھا۔ جب ہمایوں مشرق کی پہلی مُہم پر گیا ہے تو محمد زماں میرزا قید سے بھاگ کر گجرات چلا آیا۔ ۱۲

۵۲۔ بہادر شاہ اور ہمایوں میں جو خط و کتابت ہوئی تاریخی دلچسپی کے لحاظ سے لفظ بلفظ قابل تحریر ہے

اِن تحریرات کا مفصّل مضمون موجود ہے۔ اِن جوابات پر ہمایوں نے تیاری کر کے کوچ کیا۔ مگر اثنائے راہ میں جب معلوم ہوا کہ بہادر شاہ رانائے چتوڑ سے مشغول جنگ ہے۔ بمقتضائے اخوت اِسلامی گوالیار ہی میں توقف کیا۔ اور کہا کہ ایسے وقت میں

بقیہ حاشیہ:۔ مگر اِس مختصر میں اِن طویل تحریرات کا درج کرنا مناسب نہ سمجھا گیا۔ لہذا خلاصۃً درج کیا جاتا ہے۔ ہمایوں نے پہلے مراسلہ کے عنوان میں ایک شعر لکھا ہے۔ جسمیں یہ اشارہ ہے کہ ہم سے دوستی رکھنے میں تمھارا فائدہ۔ اور کہ ہم کو دشمن نہ بناؤ کیونکہ اسکا نتیجہ تکلیف و رنج ہوگا۔ اس کے بعد یہ لکھا کہ محمد زماں میرزا جو تمہارے ہاں پناہ گزیں ہے۔ اِسکو ہمارے حوالہ کردو یا ملک سے نکال دو۔ ورنہ اتحاد میں فتور واقع ہوگا۔ بہادر نے جواب لکھا کہ اوّل بھی بارہا سلاطین ہند کے سردار بھاگ کر گجرات آئے ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے پناہ دی۔ مگر ارتباط میں فرق نہیں آیا۔ ہمایوں نے لکھا کہ گذشتہ واقعات کو اسپر قیاس کرنا خوب نہیں مناسب ہے کہ میری نصیحت آمیز باتیں گوش ہوش سے سُنکر اسکو حضور میں بھیجدیں۔ یا اسکے ساتھ رعایت نہ کریں یا اپنے ملک سے نکال دیں تاکہ ثابت ہو کہ آپ اپنے معاہدوں پر قایم ہیں۔ غالباً آپکو معلوم ہوگا۔ ہمارے جد بزرگوار حضرت صاحبقران کا منشاء نہ تھا کہ روم کے ملک کو پامال کریں۔ لیکن جب یہاں کے مجرم بھاگ کر روم میں پناہ گزیں ہوئے حضرت صاحبقران نے کئی بار بذریعہ تحریر روم کو نصیحت کی کہ ان کو اپنے ملک سے نکالدیں بایزید یلدرم قیصر روم نے یہ نصیحت نہ سُنی آخر اسکا نتیجہ ملگیا۔ بہادر شاہ نے اسکا جواب کسی قدر سختی سے یہ لکھا۔ کہ "غرور آمیز تحریر پہنچی۔ محمد زماں میرزا نے اپنی عہد شکنی کی۔ بمقتضائے حدیث نبوی اُنصُر اخاک مظلوماً۔ اسکی حمایت ضروری جانی گئی جد بزرگوار کے زمانے کا بیان لاف زنی کے سوا اس سے آپکی شجاعت بھی ظاہر ہے۔ اگر آپ اپنا کوئی نمایاں کام لکھتے تو البتہ مناسب تھا لیکن کیونکر لکھتے کہ آپسے کوئی ایسا کام ہوا ہی نہیں۔ ہمارے نمایاں کام اور فتوحات کے حالات دیکھو کہ اِس قلیل ہی مدت میں کیا کیا کام ہو چکے ہیں۔ ۱۲۔

ف۱۔ ہمایوں نے اسوقت بہادر شاہ کو یہ قطعہ لکھا:۔ اے کہ ہستی غنیم شہر چتوڑ ٭ کا فراں را چہ طور می گیری
بادشاہی رسید برسر تو ٭ تو نشستہ چتوڑ می گیری

ایک مسلمان پر نوحکشی کرنا جبکہ وہ ایک ہندو کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اِس ہندو کو ایک قِسم کی مدد دینا ہے۔

چتوڑ پر چڑھائی اور چتوڑ کو فتح کرنا سنہ ۹۴۱ھ

سنہ ۹۴۱ھ میں چتوڑ کی چڑھائی کا سبب بجز اس کے کوئی نہ تھا کہ سُلطان اِسکو فتح کرکے اپنے ملک میں شامِل کرلے۔ اِسلئے جس قدر سامان جنگ تھا سب فراہم کرکے پُوری قوّت سے مع توپ خانہ جسکا افسر رومی خان ترک تھا چڑھائی کی۔ بتیس[۳۲] ہزار بہادر راجپوت اور اطراف کے چھوٹے چھوٹے زمیندار وغیرہ جو رانا کی مدد کو آئے تھے سب اِس جنگ میں قتل ہوئے۔ تیرہ ہزار راجپوتنیاں جنکی سرغنہ رانا کی ماں تھی جوہر کرکے اپنے آپ کو جلاکر خاک ہوگئیں۔ باوجویکہ بڑے بڑے بہادر راجپوتوں نے قلعے کے بچانے میں پوری سرگرمی کی مگر توپ خانہ رومی خان کے مقابلے میں جسکا ماتحت افسر ایک پرتگیز تھا۔ جس کو توام الملک نے مسلمان کیا تھا کسی کی کچھ نہ چلی۔ اور قلعہ ۳۔ رمضان کو مفتوح ہوگیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ گجرات کی سلطنت اپنی پوری ترقی پر تھی۔ اور مالوہ اور چتوڑ[۱] جیسی وسیع حکومتیں سُلطان کے ملک میں شامِل ہوگئی تھیں۔ بجز ایک

بقیہ حاشیہ۔ بہادر کا جواب:۔ منکہ ہستم غنیم شہر چتوڑ ÷ کافراں را بہ جور مے گیرم۔
ہرکہ کند حمایت چتوڑ ÷ تو بہ بینی کش چہ طور مے گیرم۔ ۱۲

[۱] ۔ مگر جب بہادر شاہ نے ہمایوں سے شکست کھائی اور سرگرداں ہوا اسوقت بکرم جیت راجہ چتوڑ نے چتوڑ پر قبضہ کرلیا۔ اور اسکے بعد اسکا بھائی اودے سینہ گدی نشین ہوا۔ جسے اکبر نے فتح کرلیا۔ اور وہ پہاڑوں میں بھاگ گیا۔ پرتاب سنگھ بن رائے سنگھ نے غالباً ۱۵۷۸ء میں اودے پور آباد کرکے اسکو اپنا دارالصدر بنایا جیسا کہ الفسٹن نے صفحہ ۷۲۱ میں لکھا ہے۔ مسٹر گرنفتھ اپنی کتاب انڈیا

خاندیس کے جسکا حکمران سُلطان کا عزیز اور خورد تھا برار اور احمد نگر اور بیجا پور اور گلکنڈہ اور برہان پور سب سُلطان کے باجگذار تھے۔ چوراسی بندرگاہ سلطان کے ممالک محروسہ میں تھے جنکی آمدنی کثیر تھی۔ اور جنکی نسبت سُلطان سکندر لودی شاہ دہلی کا یہ مقولہ تھا کہ سلطنت دہلی کا دارمدار گیہوں و باجرے پر ہے اور سلطنت گجرات کا دارمدار موتی و مونگہ پر ہے۔

تاتارخان لودی کا میرزا ہندال سے شکست کھانا

محاصرہ چتوڑ کے اثنا ہی میں سُلطان بہادر شاہ کو معلوم ہو چکا تھا کہ ہمایوں بعزم جنگ سرحد گوالیار تک آگیا ہے۔ مگر بہادر شاہ نے استقلال کے ساتھ محاصرہ برقرار رکھ کر تاتارخان بن عالم خان لودی کو تیس ہزار فوج جرار سمیت روانہ کیا۔ کہ براہ بیانہ جاکر دہلی پر قبضہ کرلے لیکن اس سردار کی غلطی سے یہ کارروائی نہ ہو سکی۔ کیونکہ تاتارخان کو اثنائے راہ میں میرزا ہندال (ہمایوں کے بھائی) سے مقابلہ کا اتفاق پیش آیا۔ اور میرزا نے اسکو شکست دے کر قتل کیا۔

بہادر شاہ کی ناکامی اور ہمایوں کے مقابلہ میں جنگ سے مانڈو ہوتے ہوئے چانپانیر چلا جانا

۹۴۲ھ میں جب ہمایوں نے خبر پائی کہ بہادر شاہ مہم چتوڑ سے فارغ ہوا تو گوالیار سے قدم بڑھایا۔ اِدھر سلطان بھی اسکے مقابلہ کو چلا۔ مندسور کے قریب

۹۴۲ھ

بقیہ حاشیہ۔ پرنسپ کے صفحہ نمبر ۴۸ میں لکھا ہے کہ اودے پور رام نے آباد کیا اور اسکی اولاد میں جگت سینہ کو شاہجہان بادشاہ نے قلعہ چتوڑ مرحمت کیا۔ چنانچہ اسوقت سے ابتک اسی کی اولاد کے قبضے میں ہے۔ ۱۲

جو مالوے کا صدر مقام ہے دونوں لشکر دوچار ہوئے۔ بہادر کی فوج اوّل تو چتوڑ کی تھکی ہوئی تھی۔ دوسرے رومی خان افسر توپخانہ بہادر شاہ کا بدخواہ ہوگیا۔ اسلئے جنگ کا انجام اچھا نہ ہوا۔ رومی خان کے انحراف کی وجہ یہ ہوئی کہ چتوڑ کی مہم میں بشرط فتح سُلطان نے رومی خان کو حاکم چتوڑ کرنے کا وعدہ کیا تھا جب بعد فتح کے کسی وجہ سے یہ وعدہ پورا نہوا رومیخان بد اندیش ہوگیا۔ پہلی مخالفت یہ ہوئی کہ اس نے سُلطان سے عرض کیا کہ میری صلاح یہ ہے کہ جب اپنے پاس سامان گولہ باری اطمینان بخش ہے تو تلوار سے لڑنا بے فائدہ ہے۔ تمام لشکرگاہ کے گرداگرد گہرا خندق کھود واکر برابر برابر توپیں لگا دیجائیں۔ تاکہ ہمایوں کی فوج جسطرف سے حملہ کرے ہلاک ہو۔ سُلطان نے یہ تجویز پسند کی۔ بعدہٗ ہمایوں سے خفیہ سازش کرکے رائے دی کہ ایک رسالہ سُلطان بہادر کی رسد روکنے پر تعینات کردو۔ اسیر مندسور سے ہمایوں نے سُلطان کی رسد بند کردی اور یہانتک نوبت پہونچی کہ لشکر سُلطان میں مقابلے کی تاب وہمت نہ رہی۔ رومی خان[لہ] بھی ساتھ چھوڑ کر ہمایوں کے پاس چلدیا اب سُلطان نے دیکھا کہ یہاں زیادہ ٹھہرنے کا نتیجہ بجز گرفتاری کے کچھ نہیں۔ جس قدر زر و جواہر ہمراہ تھا سب پھکوادیا۔ دو ہاتھی جو خاص تھے اِن کی سونڈ کٹوادی۔ کہ دشمن کے کام نہ آئیں۔ اور چند توپیں بھی کسی حکمت سے بیکار کردیں۔ اور تھوڑے آدمیوں سے راتوں رات مانڈو کوچ کرگیا۔ صبح کو ہمایوں نے خفیفت سے مطلع ہوتے ہی سراپردۂ سُلطانی پر دھاوا کرکے دِل کھول کر تیغ آزمائی کی۔ بھاگنے

لہ۔ رومی خان کا توپوں کی اوندھی ترتیب کرکے بہادر کو ہرانا اور ہمایوں کا طرفدار ہوجانا مرآت سکندری کے سوا اور تاریخوں سے معلوم نہیں ہوتا۔ بہادر شاہ دیو میں شہید ہوا اسوقت رومی خان ساتھ تھا اگر وہ یہی رومی خان ہو تو سکندری کی بات غلط ٹھہیرتی ہے۔ ۱۲

والوں میں اکثروں نے اسی خیمہ گاہ سے سیدھی میدانِ فنا کی راہ لی اور بہتیرے جان بچا کر نکلگئے۔ ہمایوں جب سراپردۂ سُلطان میں داخل ہوا تو زری کارچوب کا لپاہوا وہ عالیشان خیمہ دیکھا جو اسکی نظر سے شاید نہ گذرا ہوگا۔ حیرت زدہ ہوکر بیساختہ یہ کہا کہ یہ خیمہ سمندر کے مالک بادشاہ کا ہے جس کے قبضے میں چوراسی بندرگاہ ہیں پھر اسی خیمہ میں دربار کر کے سرداران ہمرکاب کو انعام واکرام دئے۔ اس اثناء میں منجملہ اور نقد وجنس کے ایک طوطے کا پنجرہ بھی بادشاہ کے روبرو لایا گیا۔ وہ ایسا فر فر بولنے لگا کہ ہمایوں بہت محظوظ ہوا۔ اسی اثناء میں رومی خان بھی آیا۔ جس کو ہمایوں نے محبّت سے بٹھایا۔ اتنے میں طوطے نے رومی خان نمکحرام۔ رومی خان نمکحرام کئی بار کہا۔ جو غالباً طوطے نے لوگوں کو کہتے سُنا ہوگا۔ ہمایوں نے یہ کلمات سُنکر رومی خان کی تالیف کے لئے کہا کہ اگر یہ طوطا آدمی ہوتا۔ ابھی زبان کٹوادیتا افسوس کہ حیوان مطلق ہے۔ طوطے کی اس بات سے رومی خان عرق عرق ہوگیا اور تمام دربار بھی متاثر ہوا جب ہمایوں نے مانڈو جاکر قلعے کا محاصرہ کیا۔ رومی خان نے قلعے کے محافظ بھوپت رائے پسر سلہدی کو یہ پیام بھیج کر کہ سلطان بہادر نے سلہدی سے کیا برتاؤ کیا تھا۔ سُلطان سے منحرف کرادیا۔ آخر کار بھوپت رائے نے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ اور سُلطان قلعہ چھوڑکر گجرات چلا آیا۔ اور چند سرداروں کو حکم دے گیا کہ جسطرح ممکن ہو حفاظت قلعہ کریں۔ اثناء رواروی میں ہمایوں کے سپاہیوں نے سُلطان کا تعاقب کیا۔ سلطان نے اِنہیں چند ہمراہیوں سے ایسی دلاوری کے ساتھ دشمن کا جواب دیا کہ سب کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ اور زک اُٹھا کر پسپا ہوئے۔ اِدھر ہمایوں کی تمام فوج شہر میں داخل ہوگئی۔

بہادر شاہ کا چانپانیر سے کھمبات اور وہاں سے بندر دیو کو جانا

اب سلطان چانپانیر[1] پہونچا۔ یہاں کے سرداروں نے ہاتھوں ہاتھ لیا قلعے میں رسد اور جنگی سامان کافی فراہم کر لئے۔ مگر بعض سرداروں نے چند کولیوں کو بے ضرورت بھی رسد لینے قلعے کے باہر بھیجا جنکو فوج ہمایوں نے گرفتار کرلیا۔ اور جب اِن پر سختی کی تو ان کولیوں نے قلعہ کا وہ رستہ بتادیا جس سے خود سلطانی سردار بھی ناواقف تھے۔ آخر اسی راستے سے دشمن نے قلعہ فتح کرکے تاخت تاراج کیا اور سلطان مجبور ہوکر کھمبات روانہ ہوگیا جب ہمایوں تعاقب کرتا ہوا کھمبایت آیا۔ بہادر شاہ تو ہمایوں کے آنے سے پہلے ہی دیو بندر روانہ ہوگیا تھا۔ مگر کولیوں نے چونکہ وہ سلطان سے بہت رضامند تھے۔ ہمایوں کو بہت تنگ کیا۔ راتوں کو شبخون مارتے۔ چوریاں بھی کرلیجاتے۔ یہانتک کہ ایکبار خاص کتابیں بھی لیگئے جسپر ہمایوں نے شہر لوٹنے کا حکم دیا۔ اور خوب لٹوا کر احمد آباد واپس چلا راہ میں بتوہ پہونچکر جو احمد آباد سے پانچ چھ میل ہے قطب عالم برہان الدین حیدر کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوا۔ اسی اثنا میں بہادر شاہ کی خوش اقبالی سے ہمایوں کو خبر ملی کہ شیر شاہ[2] حاکم بنگالہ نے شورش مچا رکھی ہے۔ اِسلئے ہرچند کہ ہمایوں تعاقب بہادر شاہ

[1] جب ہمایوں چانپانیر میں تھا سلطان بہادر کے پاس دیو میں رعایائے گجرات کی متواتر عرضیاں اس مضمون کی پہونچی تھیں کہ اگر حضور کسی خاص ملازم کو روانہ کریں تو محصول جمع کرکے خزانۂ شاہی میں داخل کیا جائے اسپر سلطان بہادر شاہ نے اپنے غلام عماد الملک کو روانہ کیا تھا اس غلام کے پاس پچاس ہزار آدمی کی جمعیت فراہم ہوگئی۔ اور احمد آباد کے قریب آیا عسکری میرزا اور عماد الملک میں باہم ایک جنگ ہوئی جسمیں عماد الملک اور لشکر گجرات کے بیشمار آدمی قتل ہوئے ۱۲۔

[2] شیر شاہ سوری ادنے سپاہی تھا اپنی دانائی و شجاعت سے ترقی کرکے بنگالہ کی حکومت حاصل کی

میں دیو بندر کا عازم تھا۔ مگر شیر شاہ کی خبر سنتے ہی گجرات کا ملک مفتوح اپنے بھائی میرزا عسکری کو سپرد کر کے آگرہ چلا گیا۔ ہمایوں نے تین مرزا یادگار ناصر کو۔ بھروچ نوساری و بندر سورت قاسم حسین خان کو کھمبایت اور بڑودہ دوست بیک آقا کو[۴]۔ اور بابا جلائیر کو چانپانیر مرحمت کیا۔ اور کافی لشکر ہند و بیگ کو دیا کہ وہ جس کو کمک کی ضرورت ہو اوسکی مدد کرے

ہندو بیگ اور چند دوسرے امراء نے ہمایوں کو مشورہ دیا کہ فتح تو ہو ہی گئی ہے۔ اب گجرات کا ملک سلطان بہادر کو واپس دے دیا جائے تو بڑی ناموری پیدا ہوگی۔ لیکن ہمایوں نے ناراض ہو کر کہا کہ اس محنت و جانفشانی سے جس ملک کو حاصل کیا ہو اوسکو یوں ضائع کرنا مناسب نہیں۔ میں اسکا انتظام کر لوں گا۔

بہادر شاہ کا اپنے ہاتھ سے گئے ہوئے ملک پر پھر قابض ہونا

سلطان بہادر شاہ جو ہمایوں کے کھمبایت جانے کی خبر پا کر دیو بندر چلا گیا تھا۔ اور ایسا اولوالعزم بادشاہ جس نے اس زمانے کے چھ مہینے پیشتر چتوڑ جیسے مستحکم قلعے کی مہم میں۔ جو ہندوستان کے تمام قلعوں میں مستثنیٰ شمار کیا جاتا ہے کیسے نمایاں فتوحات

بقیہ حاشیہ:۔ اور ۱۵۴۰-۴۵ء تک بکسر اور قنوج کی لڑائیوں میں ہمایوں کو شکست دیکر ہندوستان کا بادشاہ بنگیا۔ اور صرف پانچ سال حکمرانی کر کے وفات پائی۔ اس قلیل زمانے میں بہت سی فتوحات حاصل کیں۔ اور ملک کے اندرونی انتظامات میں قابل تعریف اصلاحیں کیں۔ سڑکیں بنوائیں اور ان پر دورویہ درخت لگائے۔ ڈیڑھ ڈیڑھ میل کے فاصلے پر کنوئیں بنوائے۔ مسافروں کے آرام اور حفاظت کی غرض سے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر سرائیں تعمیر کرائیں۔ ہر ایک سرائے

حاصل کئے تھے اسی بلند حوصلہ بادشاہ کو یہ وقت پیش آگیا تھا کہ بندر دیو پہنچ کر اپنے قبائل کو ایک جہاز میں سوار کر کے کعبہ شریف روانہ کر دیا تھا۔ اور تین سو پیٹی جس میں زر و جواہر کچھا کچھ بھرا تھا ان کے ہمراہ کر دی تھی۔ اور اسکے ساتھ ہی ایک سفیر قسطنطنیہ کو سلطان روم کی خدمت میں بھی مع تحائف اور اس زریں کمربند کے جو رانائے چتوڑ کی ماں نے سلطان کی نذر کیا تھا جو سب ملا کر تین کروڑ اشرفی (پینتالیس کروڑ روپیہ) کا قیمتی تحائف تھا سلطان روم کو ہدیۃً دینے کی غرض سے روانہ کر دیا تھا۔ اور معلوم نہیں اسکا آئندہ کیا ارادہ تھا کہ اسی اثناء میں رنتھنبور کے سپہ سالار ملک امین درویش اور چتوڑ کے حاکم برہان الملک اور اجمیر شریف کے حاکم شمشیر الملک تینوں اپنے اپنے مقام سے پٹن آکر جمع ہوئے جن سب کی تعداد فوج چالیس ہزار تھی اور سلطان کی خدمت میں عرضداشت طلب بھیجی جس کے آتے ہی سلطان مع ہمراہیان ان سے جا ملا جب ہمایوں کے سپہ سالار یادگار ناصر کو اسکی خبر ملی۔ اپنی جگہ چھوڑ احمد آباد چلدیا۔ سلطان نے اسکا تعاقب کیا۔ غیاث پور ہوتا ہوا محمود آباد سے تین ۳ کوس کے فاصلہ پر کینج کے کچھ دور آگے پہونچا تھا کہ دونوں

بقیہ حاشیہ: میں ایک ایک مسجد تعمیر کرا کے ان میں موذن اور امام مقرر کر دیئے۔ اور ایک لنگر خانہ جاری کیا جسمیں غریب مسافروں کو خواہ ہندو ہوتے یا مسلمان کھانا ملا کرتا تھا۔ محاصل زمین کی نسبت قواعد مقرر کئے جنکے موافق سلطنت مغلیہ کے زمانے تک عملدر آمد ہوتا رہا۔ اس قسم کے اصلاحات کی ابتدا مسلمانوں کے عہد حکومت میں پہلے سے ہو چکی تھی۔ انصاف میں اس قدر ثابت قدم تھا کہ ہندو مسلمان سے یکساں انصاف کرتا۔ ایک ہندو نے فریاد کی کہ آپکے بھتیجے نے میری عورت پر جو ننگی تھی تھوک دیا۔ شیر شاہ نے کہا کہ ملزم کی عورت بھی ننگی ہو اور فریادی اسپر تھوکے۔ یہ منصفانہ فیصلہ سنکر مدعی بہت متاثر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں حضور کے انصاف سے بہت رضامند ہوا۔ اور اب میں نے ملزم کا قصور معاف کیا۔ ۱۲

لشکر دوچار ہوئے۔ یادگار ناصر سخت جنگ کے بعد چانپانیر فرار ہوگیا۔ سلطان جب چانپانیر پہونچا خود وہیں مقام کرکے اپنے بھانجے محمد شاہ آسیری کو تعاقب یادگار ناصر میں روانہ کیا جس نے اسکو مالوہ کی حد سے نکال دیا۔ اور ان تینوں امرا اور ان کی مدد سے سلطان گئی ہوئی سلطنت پر پھر ۹۴۲ھ میں قابض ہوا۔ کل نو ۹ مہینے مغلوں نے سلطان کے ملک پر حکمرانی کی۔

بہادر شاہ کی شہادت اور مدت سلطنت ۹۴۳ھ

واقعات مذکورۂ بالا کے بعد ۹۴۳ھ میں سلطان بہادر شاہ بمقام بندر دیو اکتیس ۳۱ سال کی عمر میں شہید ہوا۔ جسکا مفصل بیان مرات مصطفی آباد میں ہے۔ اسکی وفات کی تاریخ مادہ سلطان البر شہید البحر ہے۔ اس نامور و اولوالعزم بادشاہ نے گیارہ سال تک نہایت ہوشمندی ۱۱ کے ساتھ سلطنت کی۔ اور اپنی بلند حوصلگی سے سلطنت گجرات کو پورے اوج کمال تک پہونچا دیا۔

بہادر شاہ کے اوصاف

سلطان بہادر فی الواقع بڑا بہادر و اولوالعزم تھا۔ چتوڑ کا مشہور و مستحکم قلعہ جسپر علاء الدین خلجی اور جلال الدین اکبر جیسے زبردست و اقبال مند بادشاہوں نے مدتوں زور آزمائیاں کیں۔ اس نے اسکو آناً فاناً فتح کرلیا۔ سلطان سے رعیت نہایت خوش تھی۔ رعایا اور امراء دونوں بہادر کی وفادار و جان نثار رہی۔ ہمایوں نے شیر شاہ سے مقابلہ کیا تو رعیت امیر اور بھائی اُس سے منحرف ہوگئے۔ یہ رعایا ہی کے رضامندی و جان نثاری کا سبب تھا کہ ہمایوں اور اُسکے رفقاء گجرات میں تنگ کئے گئے۔ اور سلطان بہادر پھر اپنی سلطنت بدستور متمکن ہوگیا۔ اس کے عہد میں سلطنت گجرات اپنی انتہائے اوج ترقی پر پہنچ گئی۔ سلطنت گجرات کو اسکے

عہد میں جیسی ترقی وسعت نہ اس سے پہلے نصیب ہوئی تھی نہ بعد اسکے نصیب ہوئی سلطان کی سخاوت کی نسبت لکھا ہے کہ ادنے فقیر کو بھی ایک اشرفی سے کم نہ دیتا تھا۔ قحط میں شہا الملک خزانچی کو یہ حکم تھا کہ ایک آدمی کو ایک مظفری دے اور لنگر خانے جاری کرائے۔ جو لوگ دہلی وغیرہ سے بھاگ کر گجرات آئے ان کو بڑے بڑے ملک جاگیریں دیئے۔ جیسے عالم خان لودی۔ اور علاء الدین لودی جو سلطنت دہلی کے مالک تھے۔ محمد زماں میرزا۔ جام فیروز سلطان سندھ جب سلطان مقام سنبل میں مقیم تھا راجہ ڈونگر پور نے آکر قدمبوسی حاصل کی۔ اور اسکا لڑکا دین اسلام سے مشرف ہوا سلطان نے اسکو علاقہ سنبل جاگیر دی۔ دکن جانے وقت جب سلطان مالیر پہونچا بگلانہ کا راجہ بھرجو حاضر ہوا۔ سلطان نے اسکو دو لعل بیش قیمت عطا کئے۔ اور راجہ نے اپنی ایک بہن سلطان کے۔ دوسری محمد خان آسیری کے عقد نکاح میں دی۔ جو سلطان کا بڑا سردار تھا۔ سلاطین دکن نے بھی سلطان کی اطاعت قبول کی۔ احمد نگر اور خاندیس کے والیوں کو شاہ کے خطاب عطا کئے۔ اسوقت سلطنت گجرات جو پورے عروج پر تھی سلطان بہادر شاہ کی وفات کے بعد سلطنت کا تنزل شروع ہوا۔ گجرات کی فضیلت کی یہ کیفیت تھی کہ سلطان بنگالہ سید نصیب شاہ نے جب سنا کہ ہمایوں تسخیر بنگالہ پر آمادہ ہے تو سنہ ۹۳۹ھ اپنے خلوص و محبت کے اظہار کے لئے ملک فرجان خواجہ سرا کو سلطان بہادر کے پاس بطور ایلچی مع اعلے تحائف قلعہ مانڈو میں بھیجا جسکو سلطان نے خلعت خاص سے سرفراز فرمایا۔

سلطان محمد شاہ فاروقی

بہادر شاہ کی شہادت کے بعد امرائے سلطنت نے سلطان کے بھانجے محمد شاہ آسیری کو جسے سلطان نے اپنے حین حیات اپنا ولیعہد قرار دیا تھا۔ واقعات کی

اطلاع دیکر درخواست کی کہ آپ اپنا ملک آکر سنبھال لیجئے۔ مگر محمد شاہ کو سلطان کی اسقدر محبّت تھی کہ خبر شہادت سُنکر سخت صدمہ ہوا۔ اور اسی صدمہ سے بیمار پڑکر ستّر روز کے بعد دُنیا سے رخصت ہو گیا۔

سنہ ۹۴۳ھ / ۹۶۱ سُلطان محمود ثالث ملقّب بہ عالم محمود [قبرت] سنہ ۱۵۳۷ء / ۱۵۵۴

محمود ثالث کی تخت نشینی اور بے اختیاری ۹۴۳ھ

سُلطان بہادر شہید کے بھتیجے محمود خان بن لطیف خان کے سوا اب کوئی وارث سلطنت گجرات باقی نہ تھا۔ اور سُلطان نے اسکو اپنے عہد میں بمقام برہان پور قید کر رکھا تھا۔ ناچار سنہ ۹۴۳ھ[۲] میں امرائے سلطنت نے اسکو قید سے نکال کر گیارہ برس کی عمر میں تخت نشین کیا۔ مگر سلطنت کے اختیارات اختیار خان کو تھے۔ عماد الملک اور دریا خان نے ملکر اختیار خان کا کام تمام کردیا۔ اور یہ کم عمر بادشاہ اِن دونوں کے ہاتھ میں ایک پتلے کے مانند رہ گیا۔ جسے جس کل چاہا پھیر دیا۔ تمام کاروبار سلطنت کے انہیں دونوں کی کشاکش میں تھے۔ آخر کار دریا خان غالب آیا۔ اور ایک روز بحیلہ شکار بادشاہ کے ہمراہ احمد آباد سے چند میل فاصلہ پر نکلگیا۔ جہاں اس نے فوج کثیر جمع کر رکھی تھی۔ اور بادشاہ کو پٹی پڑھا کر وہیں سے بنام عماد الملک حکم نافذ

۱۔ کورنمک میرزا محمد زمان جسے سلطان نے دیو میں بمقام اوان جاگیر دی تھی اِس نے سلطان کے بعد کورنمکی پر باندھی۔ خود بادشاہ بننا چاہا۔ یہانتک کہ اس سے اور فوج سلطانی سے جنگ ہوئی۔ جسمیں میرزا کو زک اٹھا کر بھاگنا پڑا۔ ۱۲

۲۔ طبقات اکبری میں لکھا ہے کہ ۱۰ویں ذی الحجہ سنہ ۹۴۴ھ کو تخت نشین ہوا۔ ۱۲۔ از طبقات اکبری صفحہ نمبر ۵۱۱۔ ۱۲

کرادیا کہ فوراً اپنی جاگیر جھالاواڑ کو روانہ ہو جائے۔ عماد الملک نے حقیقت کو تاڑ کر طوعاً و کرہاً بتعمیل حکم کوچ کیا۔ دریا خان نے اس تعمیل پر بھی عماد الملک کو اثنائے راہ میں جا لیا۔ سخت جنگ کے بعد زک پاکر عماد الملک کو برہان پور ہوتے ہوئے مانڈو جاکر پناہ گزیں ہونا پڑا۔ اب سلطان بالکل دریا خان کے قابو میں ہو گیا۔

محمود کا عالم لودی کے پاس جانا اور بمقابلہ دریا خان زک پانا

جب سلطان مدت تک ایک قیدی کی مانند دریا خان کے قبضے میں رہتے رہتے تنگ آگیا۔ ایک روز موقع پاکر عالم خان لودی جاگیردار دھندوقہ کے پاس بھاگ گیا۔ اب دریا خان نے یہ چالاکی کی کہ سلطان احمد کی نسل کا ایک لڑکا بہم پہونچا کر بہ لقب مظفر برائے نام سلطان تخت پر بٹھا کر اپنے زمانے کا ارل آف وارک[1] ہو گیا اور پچاس ہزار فوج جرار تیار کرکے عالم خان مذکور کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ مقام دابر جو دھندوقہ سے سات کوس ہے پہونچ کر دونوں لشکروں سے بایکدگر مقابلہ ہوا۔ عالمخان زک پاکر ساورہ فرار ہو گیا۔ سلطان محمود رانپور چلا گیا۔

سلطان محمود کا احمد آباد اور چانپانیر پر قبضہ کرنا اور دریا خان کی تباہی ۹۵۰ھ

۹۵۰ھ میں جب دریا خان سلطان و عالم لودی کو زک دیکر واپس آیا ہے۔ اکثر آدمی اثنائے راہ ہی سے بھاگ کر سلطان

---

[1] انگلستان کے دو مشہور شاہی خاندانوں میں لنکاسٹر اور یارک سے جس وقت باہم خانہ جنگی ہوئی اسوقت ارل آف وارک نے خاندان یارک کا طرفدار بنکر ایڈورڈ چہارم کو ہنری ششم کی جگہہ تخت نشین کیا اور خود اسکا وزیر بنا۔ پھر جب ان دونوں میں کسی وجہ سے نااتفاقی ہو گئی

کے پاس چلے گئے تھے۔ کیونکہ فوج و رعایا اس سے بالکل متنفر و ناخوش تھی۔ اور جسوقت احمد آباد کے قریب پہونچا باشندگان شہر نے متفق ہو کر شہر کے دروازے بند کر لئے اور شہر میں آنے کے مانع ہوئے۔ مگر کسی تدبیر سے شہر میں داخل ہو گیا اور اسکے ساتھ ہی اسکو یقین ہو گیا کہ اب شہر پر قبضہ کیسا شہر میں رہنا دشوار ہے ناچار اپنے عیال کو مع خزانہ چانپانیر بھیج کر خود آسیر چلا گیا۔ کہ وہاں سے مدد لائے مگر آسیر میں بھی کچھ کار برآری نہ ہوئی۔ ناکام رہا۔ ادھر سلطان محمود نے عالم لودی کے ساتھ مع فوج آکر احمد آباد پر قبضہ کر لیا۔ اسکے بعد چانپانیر پر چڑھائی کی تین مہینے کے محاصرے کے بعد قلعہ چانپانیر بھی بڑی دلاوری سے فتح کیا۔

آغاز تعمیر قلعہ سورت اور پرتگیزوں کے شر و فساد کا خاتمہ ہونا

سنہ ۹۴۷ھ

سنہ ۹۴۷ھ میں خداوند خان رومی حاکم راندیر نے پرتگیزوں کا شر و فساد دفع کرنے کی غرض سے قلعہ سورت کی تعمیر شروع کی۔ اثنائے تعمیر میں پرتگیزوں نے یورش کیا تاکہ قلعہ بن نہ سکے۔ مگر کچھ چلی نہیں۔ نہایت مستحکم قلعہ آہنی جسکی باہر کی دیواروں کا عرض ۵ گز اور بلندی بیس گز تھی اور اندر کی دیوار کا عرض کم اور بلندی زیادہ تھی تیار ہو گیا اور پرتگیزوں کے شر و فساد کا خاتمہ ہوا۔ قلعہ کی بنیاد کی تاریخ یہ ہے۔ "سد بود بر سینہ و جان فرنگی این بنائی"

بقیہ حاشیہ۔ تو ارل آف وارک نے ہنری ششم کو بادشاہ بنایا۔ اسکے بعد ایڈورڈ نے فوج فراہم کر کے مقام بارنٹ میں جو لندن کے قریب ہی واقع ہے سنہ ۱۴۷۱ء ارل آف وارک کو قتل کیا۔ ۱۲

لہ۔ ڈوسا بھائی فرامجی کراکا سی۔ آئی۔ ای نے اپنی کتاب کی جلد اول کے صفحہ نمبر (۳۰) میں لکھا ہے کہ یہ قلعہ محمود بیگڈھے کے عہد سے بننا شروع ہوا تھا۔ اور سنہ ۹۳۱ھ ۱۵۲۴ء میں ختم ہوا۔ لیکن یہ صحیح نہیں اور

سلطان محمود کا سرداروں کو خطابات عطا کرنا اور جرجی کا قتل وغیرہ

اب جبکہ سلطان محمود با اختیار بادشاہ ہوا عماد الملک کی یاد آئی جو مانڈو میں نادر شاہ کے پاس پناہ گزیں تھا۔ اسکو بلاکر سورت وبھروچ میں جاگیر عطا کی۔ عالم لودی کو سپہ سالار کیا۔ برہان الملک کو جو لائق سردار تھا خلعت وزارت دیا۔ بے اختیاری کے زمانے میں جب سلطان اپنے حامی عالم لودی سے بہت دُور ہوگیا تھا۔ جرجی نامی چڑیمار اسوقت سلطان ولودی کے درمیان میں خدمت قاصدی انجام دیا کرتا تھا۔ اسکے صلے میں اس کمینے کو محافظ خان خطاب دے کر سلطان نے اپنا ہمدم مصاحب بنایا۔ اس نے فروغ پاتے ہی سلطان کو یہ مشورہ دیا کہ علاء الدین لودی برادر سکندر لودی اور شجاعت خان کو پھانسی دے کر تین روز تک نعشیں لٹکائی رکھی جائیں۔ اُمرا نے اس تجویز سے مطلع ہوتے ہی اسکے مار ڈالنے کی فکر کی۔ بادشاہ نے اُمراء کا ارادہ سُنکر اسکی حفاظت کی۔ مگر آخر امراء نے بادشاہ کے روبرو اسکے ٹکڑے کر دیئے۔ اسپر سلطان آمادہ خودکشی ہوا۔ بلکہ خنجر کی نوک اُچٹتی ہوئی لگ بھی گئی۔ مگر اُمراء نے پکڑ لیا۔ اور نگرانی میں سلطان کو احمد آباد لیجا کر مشورہ کیا کہ سلطان کو اندھا کر کے یا کسی دوسرے وارث کو جانشین بنا کر سلطنت کے حصے کر کے باہم تقسیم کر لیں۔ تاتار الملک نے سلطان کو اس سازش سے متنبہ کر دیا۔ اسپر سلطان نے سازش کرنے والوں کے گھر بار لٹوا دیئے۔ اور سب بد اندیش اپنے اہل وعیال کو لیکر بیک بینی و دو گوش بھاگ کر

بقیہ حاشیہ:۔ مسٹر اڈلجی نے ۱۵۴۳ء میں اسکا تعمیر ہونا لکھا ہے جو ۹۵۰ھ کے مطابق ہوتا ہے۔ ۱۲۔

؎۔ از تاریخ مرات احمدی جلد دوم صفحہ ۱۴۸۔ ۱۲۔

شیر شاہ کے پاس چلے گئے۔

بد اندیشوں کے چلے جانے کے بعد سلطان نے ملک کے اندرونی انتظامات کی اصلاح کی بعدہٗ فوج آراستہ کر کے افضل خان وزیر سلطان بہادر شاہ کو اپنا وزیر کیا۔ مگر چونکہ افضل خان پرہیزگار اور گوشہ نشین شخص تھا۔ اسلئے آصف خان کو وزیر اعظم مقرر کیا۔

تعمیر آہو خانہ

۹۵۳ھ ۱۵۴۶ء میں سلطان نے ہرن وغیرہ جانوروں کا چھ میل دور کا ایک مربع آہو خانہ[ل] اور اسکے چاروں گوشوں پر بڑے عالیشان پختہ چار محل اور آہو خانے کے پھاٹک پر ایک بازار جسمیں تمام ضروریات کی دکانیں تھیں۔ تعمیر و آباد کر کے اسکے محلات میں سکونت اختیار کی۔ ہر سال یکم ربیع الاول سے بارہویں تک روزمرہ بڑی دھوم دھام سے انہیں محلوں میں محفلِ میلاد شریف کیا کرتا جس میں تمام علماء و فضلاء ذکرِ خیر کیا کرتے اور مکلف دعوتیں نوش فرماتے۔

سلطان کا قتل ہونا

۹۶۱ھ میں بھی بحسب دستور محفلیں ہوئیں۔ بارہویں ربیع الاول شب جمعہ کو جب محفلِ میلاد ختم ہوئی اتفاقاً برہان کو جو خاص منتظم مطبخ سلطانی تھا۔ سلطان نے شراب پیتے دیکھ لیا۔ گو پہلے گناہوں کے لئے دیواریں چنوانے وغیرہ کی بڑی بڑی سزائیں پا چکا تھا۔ اور افضل خان وزیر جس کو اس نے مار ڈالا بارہا اسکی سفارش سے بچایا جاتا تھا حالانکہ برہان ایک موقع پر قسم کھا کر اپنے آپ کو اس گناہ سے پاک ثابت کر چکا تھا۔ سلطان کو دیکھ کر سخت غصہ آیا۔ مگر چونکہ محفل کا تھکا ماندہ تھا سزا دینے کی دھمکی دیتا ہوا

ل۔ اس آہو خانہ کو عام لوگ اب اوکھانہ کہتے ہیں۔ اور یہ مقام اب بالکل ویران ہو گیا ہے۔ ۱۲

آرامگاہ کو چلا گیا۔ اور شربت مانگا۔ اس کور نمک نے اپنی سزا کے خوف سے
زہر ہلاہل ملا کر پلا دیا۔ جب دوبارہ مانگا تو زہر کے ساتھ معجون بھی حل کر کے دے دیا
سُلطان تھکا ہوا تو تھا ہی اسکے پیتے ہی نشہ میں چور ہو گیا۔ افسوس اٹھائیس[۲۸] سال
کے نوجوان سُلطان کو شہید کر ڈالا۔ ہنوز یہ راز فاش نہ ہوا تھا کہ افضل[۱] خان آصف خان
وخداوند خان وغیرہ سرداروں کو کسی مکر وحیلہ سے اسی حجرے میں جہاں شہید کی نعش
تھی بُلا بُلا کر چند سپاہیوں کی مدد سے جن کو اس نے پہلے ہی سے بہکا رکھا تھا
ایک ایک کا کام تمام کیا۔ بعد اسکے سُلطان کا لباس پہن کر ناپاک کُتّے کی مانند
پاک نژاد بادشاہ کی جگہ بیٹھا۔ اور خاصے کے گھوڑے اور بیش قیمت اسباب اپنے
کمینے دوستوں کو تقسیم کرنے لگا۔ جب یہ خبر عام ہوئی عماد الملک[۲] رومی اور آلغ خان
حبشی نے برہان پر حملہ کیا۔ یہ بھی ان کے مقابلے پر متوجہ ہوا تھا کہ شروان خان
جو سُلطان کے ہوا خواہ سرداروں میں تھا کمال جوش کی حالت میں آتے ہی اس
نمک حرام کے دو ٹکڑے کر ڈالے اور اس کے تمام حامی بھی قتل کئے گئے۔

---

[۱] افضل خان شہید سلطان محمود شہید کے وزیروں میں باوجود حکومت اور دنیوی شان و شوکت کے
نہایت مرتبہ متقی اور پرہیزگار تھا۔ معتبر مورخ لکھتے ہیں کہ جب مسند حکومت پر اجلاس کرتا تو
اسکے حکم کے مطابق اس کا ایک خدمتگار کفن لئے کھڑا رہتا اور باآواز بلند کہتا کہ افضل خان دنیوی
حکومت پر مغرور نہ ہو۔ موت درپیش ہے۔ ۱۲۔ از مراۃ احمدی جلد دوم صفحہ نمبر ۵۹ - ۱۲۔

[۲] - یہ وہ عماد الملک نہیں تھا۔ جس کو سورت و بھڑوچ دیا گیا تھا۔ بلکہ یہ ترکوں
کا سردار تھا۔ اس کا نام ملک ارسلان تھا۔ اور یہ چنگیز خان کا باپ تھا۔ خداوند
خان رومی اسکے داماد نے بمقام سورت اسکو قتل کیا۔ اور وہ عماد الملک پندرہ برس پیشتر
بمقام سورت قتل ہو چکا تھا۔ ۱۲۔

سلطان کا مدفن اور تاریخ وفات

بعد واقعات مذکور کے بقیہ امراء نے سلطان محمود کی نعش بمقام سرکھیج لیجا کر محمود بیگڑہ کے مقبرہ میں دفن کی۔ سلطان کی تاریخ وفات جو مفتی یحییٰ نے کہی تھی یہ ہے۔ قطعہ تاریخ

شاہ محمود از جہان چون رخ بخود بر تافتہ ٭ در بہشت جاودان آنجا علم افراختہ
من چوں سال رحلتش از عقل گفتم باز گوے ٭ گفت اے یحییٰ شنو سلطان شہادۃ یافتہ

سلطان محمود ثالث کے اوصاف

سلطان محمود ثالث ملقب بہ محمود عاقبت محمود خدا پرست اور پسندیدہ اطوار تھا۔ اکثر اوقات علما و مشایخ کی صحبت میں صرف کرتا۔ ہر قسم لذیذ و خوشگوار کھانے اور ہر فصل کے عمدہ نئے میوے پہلے فقیروں کو تقسیم کراتا۔ پھر خود نوش کرتا۔ ایام متبرک میں جب علما و فقرا کی دعوت کرتا تو خود اپنے ہاتھ میں سیلفچی لیکر ہاتھ دہلواتا۔ اور دستر خوان کے کپڑے سلا کے پہنتا۔ سلطان نے پردے کی سخت پابندی کر کے اوروں کو کاربند کیا۔ گجرات میں پہلے پردے کا رواج خال خال تھا۔ اور فی الحال بھی بہت کم ہے۔ سلطان نے محمود آباد کو خوب رونق دے کر احمد آباد سے محمود آباد تک برابر و مسلسل بازار بنوا کر دونوں شہروں کو ملا دیا۔ اور ہر قسم کے دوکانداروں اور باشندوں کو وہاں آباد کیا۔ امرائے سلطنت اور رعایا نے بازار کے دونوں طرف مکان بنوائے جس سے احمد آباد اور محمود آباد گویا ایک شہر ہو گیا تھا۔ اس بادشاہ کا زمانہ خوشحال مانا گیا ہے۔

۱۳ سلطان احمد شاہ ثانی

سنہ ۹۶۱ ھ ~~۹۴۵~~ ۹۶۹ — ۱۵۵۴ء / ۱۵۶۱

احمد شاہ ثانی کی تخت نشینی

محمود ثالث کی شہادت کے تین روز بعد امراء سلطنت نے احمد شاہ بانی احمد آباد

کی نسل سے ایک کم عمر شاہزادے کا احمد شاہ لقب قرار دیکر پندرہ ربیع الاول کو تخت نشین کیا۔ اور یہ امر قرار پایا کہ کاروبار سلطنت اعتماد خان وزیر کی رائے پر قرار پایا کرے۔ اور سلطنت کے چند حصّے کرکے اُمرا نے باہم متفق ہوکر تقسیم کرلئے۔ اور باہدگر معاہدہ ہوگیا کہ دشمنوں سے سلطنت محفوظ رکھنے میں تمام اُمراء یکسان کوشش کرتے رہیں گے۔

خاندیس کے سُلطان مبارکشاہ کی چڑھائی گجرات پر

جب خاندیس کے سلطان مبارک شاہ کو مذکور الصدر واقعات کی خبر ملی اس نے وارث اور مدعی سلطنت گجرات بن کر چڑھائی کی۔ اس طرف تمام اُمرا بھی احمد آباد میں یکجا ہوکر اسکے روکنے کو بڑھے۔ مگر نوبت جنگ آئی کہ صلح ہوگئی۔ مبارک شاہ اُدھر اور اُمراء ادھر واپس پھرے۔ مگر افسوس کہ اُمراء کا یہ اتفاق قایم نہ رہ سکا۔ اختیار الملک نے ایک دوسرے شاہزادے شاہو نام کو بادشاہ بناکر بادشاہ اور سرداروں سے جنگ و مقابلہ کیا۔ جسمیں شاہو نے شکست کھائی۔ اِس جنگ کے بعد اُمراء نے دوبارہ تمام ملک باخود حاذیل کی تفصیل سے تقسیم کرلیا۔

اُمرائے سلطنت کا ملک کو باہم تقسیم کرلینا

سُلطان احمد شاہ ثانی کا حصہ — مصارف خانگی کیلئے احمد آباد و پرگنہ دس کروہی۔

حصۂ اعتماد خان مع رفقاء — کڑی۔ جھالاوار۔ تھلاد۔ نڑباد۔ بھیل۔ رادھن پور۔ سمی۔ منجھور۔ گودھرہ۔ ملک سورٹھ۔

حصۂ سید مبارک مع رفقاء — نہروالہ۔ کھمبایت مع چوراسی۔ دھولقہ۔ گھوگھہ۔ دھندوقہ چانپانیر۔ سرنال۔ بالاسنور۔ کپڑبنج۔

حصۂ عماد الملک ومی مع رفقاً — بھروچ۔ بڑودہ ضلع سورت مع نذربار وسلطانپور۔

عماد الملک مع رفقاء — موڑاسہ۔ دو دیگر پرگنات۔

مبارک شاہ کی دوبارہ گجرات پر چڑھائی

۹۶۷ھ میں اعتماد خان نا اتفاقی کی وجہ سے خاندیس مبارک شاہ کے پاس چلا گیا۔ وجہ یہ ہوئی کہ اُمراء میں باہم نفاق تھا۔ اور بادشاہ کبھی کسی کبھی کسی کے بس میں رہتا تھا۔ مبارک شاہ نے اعتماد خان کو ہمراہ لیکر پھر گجرات پر چڑھائی کی۔ اِس مرتبہ اُمرا نے اضلاع نذربار و سلطانپور دے کر صلح کر لی۔ مگر اس واقعہ سے اعتماد خان کا زور کسی قدر بڑھ گیا۔

عماد الملک اور خداوند خان کا قتل پرتگیزوں کا دمن وسنجان پر قابض ہونا

اسی اثناء میں عماد الملک قبضے کی غرض سے سورت گیا مگر سورت کے حاکم خداوند خان نے اس کو قتل کیا۔ بعد اسکے عماد الملک کا بیٹا چنگیز خان اپنے باپ کا انتقام لینے سورت پہونچا۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ آخر اس نے پرتگیزوں سے مدد لیکر خداوند خان کو قتل اور قلعہ سورت پر قبضہ کیا۔ اور پرتگیزوں کو اس مدد کی عوض میں دمن و سنجان[1] دے دئیے۔

سُلطان کا قتل

دجیہ الملک نے جو طرفدار اعتماد خان تھا سلطان سے عرض کیا کہ اگر مجکو وزارت دینے کا اقرار کرو تو اعتماد خان

---

[1] دمن اور بسبی کے درمیان میں واقع ہے۔ اور غالباً یہی مقام ہی جسکو عرب کے جغرافیہ نویسوں نے سندان لکھا ہے اور بقول بیلاڈور ایک مسلمان بہ مرادنے جسکا نام منصور تھا ۸۹۲ھ میں اسپر قبضہ کر لیا تھا۔ بارہویں صدی میں اسکو تجارتی ترقی ہوئی ۱۲۔ از نوٹ تاریخ گجرات واٹسن متعلقہ صفحہ نمبر ۵۹ - ۱۲

کا کام تمام کردوں اور جب سُلطان نے اِس کے قریب میں آکر اقرار کیا تو اسنے اعتماد خان کو یوں برانگیختہ کیا کہ سُلطان نے تمہارے قتل کی شرط پر مجھکو وزارت دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اعتماد خان نے کہا جب تک میں اپنے کانوں سے بادشاہ کی زبان سے نہ سنوں یقین نہیں کرسکتا۔ اسپر وجیہ الملک نے اعتماد خان کو خفیہ ایک حُجرے میں بٹھا کر بادشاہ سے باتیں کیں۔ بادشاہ نے جو کہا تھا۔ پھر کہا۔ اعتماد خان حُجرے سے نِکلا اور سُلطان سے مخاطب ہوکر بولا کہ میں نے تیرے ساتھ کیا بُرائی کی تھی جو تو میرے خون کا پیاسا ہوا۔ پس اعتماد خان کے غلاموں نے سُلطان کا کام تمام کردیا۔ اور احمد شاہ بانی احمد آباد کے مقبرے میں سُلطان دفن کیا گیا۔ پانچویں شعبان المعظم ۹۶۸ھ کو واقعہ وقوع میں آیا۔ مادہ تاریخ بیگناہ مقتول شد ہے۔

۱۴ سُلطان مظفر شاہ ثالث عرف مظفر نتھو

۹۶۸ھ تا ۹۸۰ھ — ۱۵۶۱ء تا ۱۵۷۲ء

سُلطان مظفر کی تخت نشینی

چونکہ اعتماد خان وزیر اعظم کا بول بالا تھا۔ اِس لئے سُلطان احمد ثانی کی وفات کے بعد وزیر اعظم نے اس کے شاہزادہ کو مظفر ثالث کے لقب سے تخت پر بٹھایا۔ اور برائے نام اِسکو بادشاہ کرکے سلطنت کو تمام اُمراء نے بحسب تفصیل ذیل تقسیم کرلیا۔

سلطنت کا ملک باہم تقسیم کرلینا

موسیٰ خان و شیر خان فولادی کا حصہ ✦ پٹن (نہروالا)
چنگیز خان کا حصہ ✦ ضلع سورت۔ بھروچ۔ چانپانیر۔ بڑودہ
سید حامد بن سید میران بن سید مبارک ✦ دھندوقہ۔ دھولقہ وغیرہ
امین خان غوری ✦ ملک سورٹھ

اکبر کے باغی مرزاؤں کا گجرات آنا سلطان مظفر کی گرفتاری اکبر کا احمد آباد پر قبضہ

اِن اُمراء مذکور الصدر میں بایکدگر نااتفاقی تو رہتی ہی تھی طرہ یہ ہوا کہ وہ سب مرزا[۱] سردار جن کو اکبر بادشاہ نے باغی ہونے کی وجہ سے نکال دیا تھا گجرات پہونچے اور یہاں کے اُمراؤں میں بعض کے مددگار بنے۔ اور لڑ بھڑ کر بعض مقامات پر قبضہ کر لیا۔ اکبر نے گجرات کی باہمی نااتفاقی[۲] سن کر اس ملک کا لینا سہل سمجھ کر نیز مخلوق کثیر کو تکلیف تاخت و تاراج سے جو نااتفاقیوں کے سبب سے ہوا کرتی تھیں۔ مامون کرنے کی غرض سے بیسویں صفر ۹۸۰ھ کو اُمرائے عظام خان کلان۔ سید محمود بارہہ۔ قلیچ خان۔ صادق خان۔ شاہ فخر الدین وغیرہ کے ساتھ ایک فوج گجرات پر روانہ کی۔

۱۔ یہ میرزایانِ باغی محمد سلطان میرزا حاکم خراسان کے پڑپوتے تھے۔ جب یہ خراسان سے نکال دیئے گئے۔ تو ہندوستان میں اکبر پناہ گزیں ہوئے۔ اور چونکہ یہ لوگ نسل تیمور سے تھے۔ اِس لئے شہنشاہ غازی محمد جلال الدین اکبر نے بھی اپنے باپ دادا کی مانند اِن میرزاؤں کی بزرگداشت کی۔ مگر بعد میں یہ سب میرزا شہنشاہ اکبر سے ناراضمند ہو کر ملک گجرات میں چلے آئے۔ اور بغاوت اختیار کی ✦ ۱۲

۲۔ طبقات اکبری اور فرشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب امرائے گجرات میں اعتماد خان

تھوڑی مدت بعد خود بھی کوچ کیا۔ ۵ا۔ ربیع الاوّل کو اجمیر پہونچا۔ روضۂ حضرت معین الدین چشتی رح کی زیارت کی۔ راہ میں راجہ سرُوہی نے اکبر کے سالا پہ خان کلاں کو بحیلۂ دعوت بلاکر زخمی کیا۔ مگر اس نے جلد صحت پائی۔ اِس بدسلوکی سے سروہی پر آفت آئی۔ جو جو اس کام میں شریک تھا۔ قتل کیا گیا۔ اسکے بعد فوج اکبری نہروالہ پہونچکر خیمہ زن ہوئی۔ اور ایک افسر اعتماد خان کے پاس اسکے استمزاج اور نیز تالیف کی غرض سے بھیجا۔ اعتماد خان مظفّر نتھو سے ناموافق تو ہو ہی چکا تھا۔ یہانتک کہ سُلطان شیر خان فولادی کو موافق کر کے مع فوج احمد آباد گیا تھا۔ اعتماد خان نے فوج اکبری سے ساز کرلیا۔ اور اکبری افسر حسبِ دلخواہ جواب لیکر واپس گیا۔ اِس جواب پر فوج اکبری نہروالہ سے ڈیسہ پہونچی۔ مظفر نتھو و شیر خان کو جب خبر ملی۔ شیر خان قبائل کو کسی امن گاہ میں چھوڑ مع مظفر نتھو کوہستان سورٹھ میں فرار ہوگیا ابراہیم حسین میرزا بھڑوچ سے اعتماد خان کی مدد کو آتا تھا۔ یہ بھی اعتماد خان کے فوج اکبری سے ملجانے کی خبر سُنکر راستے ہی سے واپس گیا۔ اب فوج اکبری کے بعض سردار تجسُس مظفّر نتھو میں روانہ ہوئے۔ جنھوں نے سلطان کو ایک وسیع مزروعہ میدان میں گرفتار کیا۔ اِسوقت اکبر بھی کڑی میں داخل ہو چکا تھا۔ جب اکبری سردار سُلطان کو اکبر کے سامنے لیگئے۔ اکبر نے اسکو کرم علی سردار کے سپرد کیا۔ کہ ہر طرح سے حفاظت کرے۔ اِس اثنار میں فوج اکبر کے اوباشوں نے افواہ اُڑا دیا کہ اکبر نے کڑی لوٹنے کا حُکم دیا ہے۔ اور لوٹ مار شروع ہوگئی۔ مگر اکبر نے فوراً تدارک کیا۔ بعد اسکے سرداران گجرات نے حاضر ہوکر اکبر کی اطاعت قبول کی۔ پھر کڑی سے

بقیہ حاشیہ:۔ بہت کمزور ہوگیا اور اس کو اپنی بربادی کا یقین کامل ہوا تو اس نے اکبر کو عرضداشت بھیجکر ملک گجرات فتح کرنے کی ترغیب دی۔ ۱۲

حاجی پور گیا۔ اور بعض اوباش کو جنہوں نے کڑی میں لوٹ کی افواہ اڑائی تھی ہاتھیوں سے روند واکر لوٹا ہوا مال کڑی والوں کو واپس دلوایا۔ بعدہ ۷ رجب کے احمد آباد پہونچا یہاں بھی شہر بھر نے اطاعت قبول کی۔ اراکین موجود نے حاضر ہو کر اظہار خوشنودی کیا۔ اور ایسی وسیع سلطنت پر بغیر لڑائی بھڑائی کے اس قدر آسانی سے اکبر کا قبضہ ہو گیا۔[ل] مظفر ثالث جو تمام سلاطین گجرات کا یادگار اور نام ہوا تھا۔ کمال بیکسی و بیچارگی سے اکبر کا قیدی بنگیا۔ اور اکبر نے اپنے نام کا خطبہ اور سکّہ جاری کیا۔

ابراہیم حسین میرزا وغیرہ کا اکبر کو خراج بھیجکر اظہار اطاعت کرنا اور اکبر کا انکی درخواست قبول نہ کرنا

ابھی اکبر احمد آباد ہی میں تھا کہ ابراہیم حسین میرزا اور دیگر میرزاؤں نے کسی قدر خراج حضور اکبر میں بھیج کر اظہار اطاعت کیا۔ مگر چونکہ اکبر ان کے طبائع سے خوب آگاہ تھا۔ درخواست نامقبول ہوئی۔ کیونکہ سورت۔ بھروچ۔ بڑودہ۔ چانپانیر۔ ان سب مقامات پر یہ لوگ قابض تھے۔ اور اکبر ان مقامات کو ان امرائے گجرات کے نامزد کر چکا تھا۔ جنہوں نے میرزایان مذکور کے نکال دینے کا ذمہ کر لیا تھا۔

عزیز کوکہ کو حاکم احمد آباد کر کے اکبر کا کھمبائت جانا

میرزا عزیز کوکہ کو حاکم احمد آباد مقرر کر کے دوسری شعبان سنہ ۹۸۰ھ کو اکبر احمد آباد سے کھمبائت روانہ ہوا جہاں جاکر اس نے حسین خان کو حاکم مقرر کیا۔ پھر بڑودے جاکر ایک لشکر جرار تسخیر چانپانیر کے لئے بھیجا۔ اس اثناء میں معلوم ہوا کہ ابراہیم حسین میرزا

[ل] گجرات پر اکبر کا قبضہ و تسلط بیس برس کی مدت میں ہوا۔ گو کہ ابتدائے حکومت گجرات سنہ ۹۸۰ھ سے ہوئی۔ ۱۲

بھر وچ میں سامان کر رہا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی اسکی تنبیہ کے لئے تھوڑی سی فوج کے ساتھ خود ہی روانہ ہو گیا۔ مہی نامی ندی کے کنارے سرتال نام گانو کے قریب پہونچکر مقابلے کا اتفاق پیش آیا۔ اگرچہ میرزا کو ابتدائے جنگ میں کامیابی کی صورت نے اپنی جھلکیاں دکھائیں۔ مگر آخر کار شکست کھا کر ملتان کی راہ سے دہلی بھاگا۔ اور ہنوز دہلی دور تھی کہ ملتان پہونچ کر ملک عدم کوچ کر گیا۔

اکبر کا سورت جانا

میرزا ابراہیم حسین کو شکست دیکر اکبر نے قلعہ سورت سے ایک کوس کے فاصلہ پر ۷ رمضان کو نزول فرمایا۔ اثنائے راہ میں سب اسباب ہاتھی وغیرہ جو میرزا ونے اکبر سے مقابلہ کرنے کے پہلے رانا رامدیو راج بیپلہ والے کے پاس روانہ کر دے تھے فوج اکبری کے ہاتھ آئے۔

اکبر کا سورت فتح کرکے احمد آباد جانا

جب اکبر نے سورت پہنچکر اسکا محاصرہ کیا۔ محصوروں نے عاجز آکر گوا کے پرتگیزوں سے مدد طلب کی پرتگیز خود بڑے عیار تھے۔ انہوں نے اپنے دکلا مع تحائف اکبر کو بھیج اظہار نیازمندی کیا۔ محصورین جب مدد سے نومید ہوئے اور یہ بھی سنا کہ اکبر نے ہم کو بذریعہ سرنگ اڑا دینے کی تدبیر کی ہے۔ محاصرہ کو ایک ماہ ۱۷ روز ہو گئے تھے اور قلعہ والوں کا پانی بھی موقوف ہو گیا تھا۔ جس سے وہ لوگ لاچار ہو گئے۔ ہم زبان قلعہ دار کا خسر مولوی نظام الدین لاہری اکبر کے حضور میں حاضر ہوا اور امان مانگی۔ کہ محصورین اطاعت قبول کرتے ہیں کہ جان سے مارے نہ جائیں۔ جسکو اکبر نے قبول کیا۔ پس اسطرح سے ۲۳ شوال ۹۸۰ھ میں فتح ہوا۔ اسکی تاریخ ہم زبان داد قلعہ سورت یہ منشی اشرف خان نے یہ تاریخ کہی تاریخ فتح شد کہ عجب قلعہ گرفت۔ ایک شخص نے سورت کی فتح کی تاریخ کہی۔ شہر گجرات آمدہ۔ بادشاہ نے

یہ تاریخ سُنا تو اُسے طلب کیا۔ اور کہا کہ ایسی تاریخ کیوں کہی۔ اُس نے کہا کہ میرے کسی دشمن نے کہی ہوگی۔ میں نے تو یہ تاریخ کہی ہے۔" شہ بگجرات آمدہ"۔ اکبر خوش ہوا۔ اور اُسکو انعام عطا فرمایا۔

سُورت کے فتح کے دوسرے روز بادشاہ خود بھی سُورت میں رونق افروز ہوا۔ قلعہ کا مُلاحظہ فرماتے ہوئے سُلیمانی توپیں دیکھیں۔ پسند فرما کر قلعۂ آگرہ میں پہونچا دینے کا حکم دیا۔ جسپر فوراً عملدرآمد کیا گیا۔

محصوروں کا حاکم زبان دراز تھا جب اکبر کے سامنے گیا زبان درازی کی۔ اِسلئے اکبر نے اُسکی زبان کٹوادی۔ بعدہٗ قلیج خان کو حاکم قلعہ سورت کرکے چوتھی ذیقعدہ کو احمد آباد کوچ کیا۔ اثنائے راہ میں چنگیز خان جاگیردار بھروچ کی والدہ نے حاضر ہو کر فریاد کی کہ شجاعت خان حبشی نے گجرات کے زمانۂ فتنہ و فساد میں چنگیز کو دوست بنکر دغا سے مار ڈالا۔ اسپر اکبر نے شجاعت کو ہاتھی سے روندوا دیا پھر کوچ در کوچ سلخ ذی قعدہ کو احمد آباد پہنچ کر ملک مفتوح کے انتظام میں مشغول ہوا تمام ملک مفتوحہ کے حصے کرکے ہر حصہ پر ایک حاکم مقرر کیا۔ سب حاکموں کا افسر بطور صوبہ دار کے اپنے دودھ بھائی میرزا عزیز کو قرار دے کر احمد آباد میں مقرر کر دیا۔ اور خود عید قربان کے روز احمد آباد سے دارالخلافہ کو کوچ فرمایا۔

جب اکبر دارالخلافت کو روانہ ہوا عزیز کوکہ و دیگر امراء بتقریب رخصت سدھپور تک ہمراہ رکاب آکر اپنے اپنے مقام کو واپس گئے۔

سُلطان مظفر کا خودکشی کرنا

سُلطان مظفر تھو جو سلاطین گجرات کا آخرین بادشاہ تھا۔ اکبر کا قیدی ہوگیا تھا۔ مگر بعد میں رکاب اکبری سے فرار ہو کر گجرات چلا آیا۔ اور بیس برس آوارہ پھرتا رہا۔ اور اکبر کی فوج سے لڑتا رہا آخر ۱۰۰۱ھ میں خودکشی کرکے مرگیا۔

جسکی تفصیل مرات مصطفےٰ آباد میں درج ہے۔ اور سلاطین گجرات کا خاتمہ ہوگیا۔

مختصر حالات سلاطین گجرات کے تمام ہوئے۔ اب ذیل میں سرکار ہائے ملک گجرات کی تفصیل درج کیجاتی ہے جس سے معلوم ہو کہ زمانہ سلاطین گجرات میں سلطنت گجرات کی وسعت اور اسکی آمدنی کس قدر تھی۔

تفصیل سرکار ہائے گجرات جو سلاطین گجرات کے عہد میں گجرات سے متعلق تھیں

سرکار ہائے وسط گجرات	سرکار ہائے گوشۂ مشرق و جنوب		سرکار ہائے گوشۂ مغرب و شمال
۱- پٹن (نہروالہ) ۲- احمد آباد ۳- گودھرہ ۴ چانپانیر ۵- بڑودہ ۶- بھروچ ۷- نادوت ۸- سورت	۱- نذربار (اب خاندیس میں ہے) ۲- بگلانہ (اب ناسک میں ہے) ۳- رامنگر عرف دھرمپور	۴- دمن[۱]	۱- کچھ
	سرکار ہائے مشرق و شمال	سرکار ہائے مغربیہ	میزان کل سرکارات
	۱- ڈونگرپور ۲- بانسواڑہ (اب مالوہ میں ہے)	۱- سومناتھ[۲] ۲- سورٹھ ۳- نوانگر	پچیس ۲۵ سرکار
سرکار ہائے شمالیہ	سرکار ہائے جنوبیہ		
۱- جودھپور ۲- جھالور ۳- ناگور ۴- سروہی	۱- ڈنڈہ راجپور (جنجیرہ) ۲- بمبئی (اب کوکن میں ہے) ۳- بسین (اب کوکن میں ہے)		

[۱] اب پرتگیزی مقبوضات میں ہے۔

[۲] اب یہ تینوں کاٹھیاواڑ میں شامل ہیں۔

سرکارہائے گجرات کی آمدنی

مذکور الصدر پچیسوں سرکاروں کی صرف مالگذاری اُس زمانہ میں قریب چھ[6] کروڑ روپے کے تھی۔ احمد نگر و بیجاپور و برار و گلکنڈہ و برہان پور کا خراج ایک کروڑ پچیس لاکھ روپے کے قریب تھا۔

بندرہائے گجرات کی آمدنی

پچیس[25] بندر جو ساحل مغربی پر خاص حدود گجرات میں تھے اور چھبیس[26] بندر جن میں بعض خلیج فارس اور بعض بحر عرب میں واقع ہیں ان سب کی آمدنی پونے پانچ کروڑ روپیہ کے قریب خزانہ سلاطین گجرات میں آیا کرتی تھی۔

تمام سلطنت گجرات کی آمدنی

تفصیل مذکورہ بالا کے لحاظ سے تمام سلطنت گجرات کی آمدنی بندروں کی آمدنی ملا کر بارہ (۱۲) کروڑ روپیہ سالانہ کے قریب تھی۔

فصلِ پنجم

حکومت مغلیہ صوبہ دارانِ گجرات

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی

صوبہ دار خانِ اعظم میرزا عزیز کوکلتاش (دیوانی وجیہ الملک گجراتی)

خانِ اعظم
سنہ ۹۸۱ھ
۹۸۳
سنہ ۱۵۷۳ء
۱۵۷۵

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی اس سردار کو صوبہ دار گجرات مقرر کر کے ۱۰۔ ماہ ذالحجہ سنہ ۹۸۰ھ یوم دوشنبہ کو پیران پٹن (شہر نہروالہ) اور جالور کی راہ سے اپنے دارالسلطنت اکبر آباد کی جانب روانہ ہوا۔ اور بلدۂ احمد آباد پرگنہ پٹلاد اور چند دیگر پرگنہ جات خان مذکور کی جاگیر کے لئے معیّن کر گیا۔ اور سرکار بڑودہ نورنگ خان کو لطور جاگیر مرحمت کیا۔ اور سرکار پٹن میر محمد خان (میرزا کوکلتاش کا چچا) کو عطا فرمایا۔ اور سرکار بھروچ قطب الدین محمد خان کو اور دھولقہ ودھندوقہ سید حامد اور سید محمد بخاری کو عنایت ہوئے۔ اور سرکار سورت قلیج خان کے سپرد کی۔ علاوہ جاگیرات مذکورہ بالا کے ملک گجرات کے باقی بڑے بڑے تعلقہ جات اکثر امراء کو عطا ہوئے۔

اور ان سب سرداروں کو جو اکبر کی روانگی کے وقت برسم مشایعت اکبر کے ہمراہی میں تھے۔ علی قدر درجات خلعت وغیرہ عطا کر کے سدھپور پہنچنے کے بعد واپس جانے کی اجازت ہوئی۔

واپس آتے وقت اثنائے راہ میں خان اعظم کو یہ خبر ملی کہ اختیار الملک راجہ ایڈر سے متفق ہو کر فتنہ و فساد برپا کرنے پر آمادہ ہو رہا ہے۔ اور شیر خان فولادی کے بیٹے بھی اس سے مل گئے ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی خان اعظم نے احمد آباد جانے کا ارادہ فسخ کر کے ان سب مخالفین کی سرکوبی اور تنبیہ کیطرف توجہ کی۔ لیکن چونکہ اکبر غازی نے اپنے دار السلطنت اکبر آباد واپس جاتے وقت خان اعظم کو ہدایت کر دی تھی کہ جہانتک ممکن ہو سرکشوں اور باغیوں سے جنگ نہ کرنا۔ اس لحاظ سے خان اعظم بہر صورت لڑائی ٹالتا رہا۔ اور کوئی بڑی لڑائی اس نے اپنے زمانہ صوبہ داری میں نہ ہونے دی۔

محمد حسین میرزا کی ہنگامہ آرائی

جسوقت اکبر بادشاہ کے واپس چلے جانے کی خبر محمد حسین میرزا کو معلوم ہوئی تو اس نے فوراً دولت آباد سے روانہ ہو کر قلعہ سورت کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن قلیج خان کی بہادری اور ہوشیاری کیوجہ سے جب اس قلعہ کو مفتوح کر لینے کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو آخر کار مایوس ہو کر اور قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر بھروچ آیا اور بھروچ پر قبضہ و دخل کر لینے کے بعد کھمبایت پہونچا اور حسین خان کی بیوقوفی کے سبب سے کھمبایت پر بھی قابض ہو گیا۔ یہاں قطب الدین خان اور نورنگ خان اور سید حامد بخاری نے ملکر کھمبایت کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن محمد حسین میرزا شہر کو خالی کر کے فرار ہو گیا۔ اور محمد خان بن شیر خان اور اختیار الملک سے جا ملا۔ اسلئے خان اعظم احمد آباد چلا آیا۔

اس کے بعد محمد حسین میرزا اور تمام باغیوں نے باہم اتفاق کر کے احمد آباد کا محاصرہ کیا۔ سید میران اور قطب الدین خان وغیرہ کھمبایت سے واپس آئے۔ اور باغیوں سے لڑبھڑ کر احمد آباد میں داخل ہو گئے۔ احمد آباد میں فوج بادشاہی اور باغیوں کے جتھوں سے باہم دو مہینوں تک چھوٹی چھوٹی لڑائیاں اور خفیف خفیف مقابلے ہوتے رہے۔ مگر جنگ یکسو نہیں ہوئی۔ اور فیصلے کی نوبت نہیں آئی۔ آخرالامر خان اعظم نے تنگ آکر قلعہ احمد آباد میں پناہ لی۔ اور اکبر کو عرضداشت لکھ کر مدد طلب کی۔

اکبر کی سواری گجرات پر

اکبر بادشاہ خان اعظم کی عرضداشت پہنچتے ہی بڑا لشکر جرار ہمراہ لیکر ۲۴۔ ربیع الثانی سنہ ۹۸۱ھ کو فتح پور سے نکلکر ۳۔ جمادی الاول شنبہ کے روز قصبہ کڑی پہونچا۔ اثنائے راہ میں فوج کو ترتیب دی۔ راستہ میں اکبر بھی سپاہیوں کی مانند جو کچھ ملا کھا لیا۔ اور جب لشکر سے بہت آگے نکلجاتا۔ تب آپ آرام کر لیتا۔ کیونکہ مدد کیلئے احمد آباد جلد پہونچنا منظور تھا۔ کڑی سے روانہ ہونے کے بعد راستہ سے آصف خان کو روانہ کیا۔ تاکہ خان اعظم کو بادشاہ کی تشریف آوری کی اطلاع کرے اور بادشاہ خود بھی جلد باغیوں کے قریب تر جا پہونچا۔ اور احمد آباد سے تین کوس فاصلہ پر پانچویں جمادی الاول روز چہارشنبہ قیام فرمایا ادھر باغیوں کا گروہ بیس ہزار سے بھی کہیں زیادہ تھا۔ اور باغی شہر کا محاصرہ کئے ہوئے شیر خان فولادی کا انتظار کر رہے تھے۔ جب بادشاہ کی سواری دریائے سابرمتی پہنچی تو نقارہ نوازی کا حکم ہوا۔ مخالفین اب تک خواب غفلت میں تھے۔ آواز سنتے ہی چونک پڑے۔ ان میں سے بعض سمجھے کہ شیر خان فولادی آگیا۔ اور بعض کو پٹن سے خان کلان کے آجانے کا گمان ہوا۔ محمد حسین میرزا باد و سہ سوار کنار آب تک گیا۔ شاہی لشکر کے ایک افسر سبحان قلی نام ترک

چند بہادروں کو ساتھ لے کر دریا کنارے مخالفوں کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ کہ محمد حسین میرزا سے دوچار ہوگیا۔ میرزا نے اوس سے دریافت کیا کہ اے بہادر یہ کس کا لشکر ہے۔ سبحان قلی نے اس خیال سے کہ شاید ہیبت سلطانی مخالفوں کی جمعیت ظاہری و باطنی کو پریشان کر دے کہا کہ او بیخبر تو نہیں جانتا کہ شاہنشاہ زماں بالشکر گراں تشریف لایا ہے۔ میرزا نے کہا کہ میرے قاصد چودہ [۱۴] روز ہوئے بادشاہ کے فتح پور ہونے کی خبر لائے تھے۔ اکبر بادشاہ ہے تو ہاتھی کہاں ہیں جو ضروری امر ہے۔ اوس نے کہا کہ ہاتھی ہوتے تو ۴۰۰ کوس کا راستہ یلغار کر کے نو روز میں کیسے طے ہوتا۔ یہ سنکر میرزا لشکر میں چلا گیا۔ اور فوج کو آراستہ کر کے مقابلہ کو تیار ہوگیا ادھر بادشاہ کی خدمت میں یہ ساری کیفیت عرض کر دی گئی۔ کہ اب تک مخالف بے خبر تھے۔ اب خبر تشریف آوری سنکر فوج کا انتظام کر رہے ہیں۔ بادشاہ نے حکم فرمایا کہ ہمارا لشکر بھی دریا عبور کرے۔ اکبر نے سابرمتی ندی سے عبور کر کے فوراً جنگ شروع کر دی۔ لکھا ہے کہ اس لڑائی میں اکبر خود بھی زخمی ہوگیا۔ مگر آخر فتحیابی اکبر ہی کو نصیب ہوئی۔ اور میرزا گرفتار کر لیا گیا۔ بلکہ گرفتار ہونے کے بعد اسی ہنگامہ جنگ میں کسی شخص نے میرزائے مذکور کو بھی قتل کر ڈالا۔ اور اختیار الملک بھی لڑائی میں مارا گیا۔ اس لڑائی میں لشکر اکبری کے صرف ایک سو سپاہی کام آئے۔ اور باغیوں کے بارہ سو آدمی مارے گئے۔ فتح پانے کے بعد اکبر نے تمام مقتول باغیونکی نعشوں کو یکجا کرا کے ایک منارہ بنانے کا حکم دیا۔ تاکہ باقی ماندہ باغیوں کے دلوں میں بادشاہی فوج کی طرف سے ایک طرح کی ہیبت پیدا ہو۔ اس فتح کے بعد بادشاہ کی سواری آہستہ آہستہ شہر کی طرف جا رہی تھی اور دن ابھی کسی قدر باقی تھا کہ دور سے فوج آراستہ دکھائی دی۔ آخر معلوم ہوا کہ اعظم خاں قدمبوسی کو آرہا ہے۔ کیونکہ ابتک مخالف ان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے

بادشاہ بہت خوش ہوا اور جوشِ مسرت میں آکر اوس سے بغلگیر ہوا۔ تمام اُمرائے گجُرات قدمبوس ہوئے۔ کچھ ہی دن باقی رہا ہوگا کہ بادشاہ نے احمد آباد میں قدم رکھا اور سلاطین گجُرات کی عمارات میں قیام فرمایا۔ اطراف ممالک میں فتح نامے روانہ کئے گئے۔

بادشاہ سے کسی نے شاہ وجیہہ الدین صاحب کی نسبت یہ بیان کیا کہ باغیوں کا مال شاہ مذکور کے مکان سے نکالا گیا۔ بادشاہ نے طلب فرماکر شاہ صاحب سے استفسار فرمایا۔ آپ چونکہ نہایت قابل اور ہر علوم سے واقف اور صاحب زہد و تقویٰ تھے۔ سچی کیفیت عرض کردی۔ کہ آشنائی و شرم یکجائی نے مجبور کیا تھا۔ ورنہ مجھ کو بالذات ضرورت نہ تھی۔ بادشاہ آپکی راست گفتاری سے بہت خوش ہوا۔ میر غیاث الدین قادری بھی اسی علت میں گرفتار ہوکر دربار اکبری میں حاضر کیے گئے۔ لیکن شاہ وجیہہ الدین صاحب کی راست بازی نے ان کو بھی بری کردیا۔

بادشاہ نے گیارہ روز میں تمام صوبے کا انتظام کرلیا۔ ۱۶ جمادی الاول روز یکشنبہ کو احمد آباد سے کوچ فرماکر دارالسلطنت اکبر آباد واپس گیا۔ خان اعظم گجُرات کی صوبہ داری پر قائم رہا۔ خواجہ غیاث الدین علی قزوینی بخشی مقرر ہوا۔ اور آصف خان کے خطاب سے سرفراز کیا گیا۔

اکبر نے اُن اُمرائے گجُرات کو جنھوں نے اِسکے ساتھ وفاداری کا برتاؤ برتا تھا بڑے بڑے منصب اور اعزاز عطا کئے۔ چنانچہ وجیہہ الملک کو دیوان صوبہ گجرات مقرر کیا۔ یہ وجیہہ الملک صوبہ گجرات کا پہلا دیوان تھا۔

۹۸۲ھ میں دارالخلافت جاتے ہوئے راستہ سے بادشاہ نے راجہ ٹوڈرمل کو گجرات کی جمعبندی کی تحقیق کے لئے احمد آباد بھیجا۔ آخر رمضان میں جب بادشاہ زیارت حضرت خواجہ ہندالولی اجمیر تشریف لایا۔ ناظم صوبہ خان اعظم خواجہ

صاحب کی زیارت اور بادشاہ کی ملاقات کو وہان گیا تھا۔

سنہ ۹۸۳ھ میں خان اعظم میرزا عزیز کوکلتاش حضور اکبری میں طلب کر لیا گیا اور بعد حاضر ہونے کے بعض امور کی وجہ سے میرزا عزیز نے کبیدہ خاطر ہو کر صوبہ داری ملک گجرات سے خود استعفا دیدیا۔ بادشاہ نے گھوڑوں پر داغ دینے کا حکم جاری کیا تھا۔ مگر خان اعظم نے اس کام میں مخالفت کی تھی۔ اسکے استعفا دینے کے بعد میرزا خان خلف بیرام خان صوبہ داری گجرات پر مامور کیا گیا۔

میرزا خان خلف بیرام خان (دیوانی پیاگداس)

(بنیابت وزیر خان)

میرزا خان
سنہ ۹۸۳ھ
۹۸۵

نوجوان[۱] میرزا خان کے تقرر کے بعد دیوانی صوبہ گجرات کا عہدہ پیاگداس کو اور عہدہ بخشی گیری سید مظفر کو عطا ہوا اور نائب صوبہ وزیر خان مقرر کیا گیا۔

اسی سنہ ۹۸۳ھ کے ماہ ربیع الثانی میں جب اکبر بادشاہ اجمیر شریف آیا تو یہ صوبیدار اپنے ملک مفوضہ سے روانہ ہو کر اکبر کی خدمت میں بمقام اجمیر گیا۔ اور اپنی جگہ پر وزیر خان کو اپنا قایم مقام مقرر کر گیا۔ اور سید ہاشم اور رائے سنگھ کو یہ حکم دیا کہ حدود نادوت میں قیام کر کے سرکشوں کی قرار واقعی گوشمالی کریں۔ اور انھیں ایام میں ایک حصہ لشکر ایڈر فتح کرنے کے لئے مقرر کیا اور اسی زمانہ میں ترسون خان فوجدار پٹن (شہر نہر والہ) کی کوشش سے قلعہ سردہی بھی مفتوح ہوا۔

[۱] چونکہ اسکی عمر اسوقت ۱۹ سال کی تھی۔ ۱۲

اواخر ۹۸۴ھ میں رائے سنگھ راجہ ایڈر جو پہاڑوں میں جا چھپا تھا راجپوتوں کی فوج لے کر پہاڑوں کے باہر نکلا اور اس سے جنگ و مقابلہ کرنے کے بعد ایڈر[۱] بھی سرداران اکبری کے قبضہ و تصرف میں آگیا۔

قلیچ خان متصدی بندر سورت کو اسی سال قافلہ حجاز کی نگرانی کے لئے روانہ کیا گیا۔ کیونکہ اکثر امرائے اکبری حج کیلئے تشریف لیگئے تھے۔

جب نائب صوبہ وزیر خان کی بے تدبیری سے صوبہ گجرات میں بدامنی پھیلنی شروع ہوگئی۔ تو اکبر نے فوراً موتمن الدولہ راجہ ٹوڈرمل کو اعتماد خان گجراتی کے ساتھ صوبہ کے بندوبست اور گجرات کی جمعبندی کی تحقیق کے لئے روانہ کیا۔

ٹوڈرمل صوبۂ گجرات میں آکر جب بھروچ گیا تو ناہر خان کی وساطت سے لچھمن دیو راجہ رام نگر (دھرم پور) نے حاضر ہوکر اکبر کی اطاعت قبول کی۔ اور ٹوڈرمل کو چار راس گھوڑے اور دو قبضہ شمشیر اور بارہ ہزار روپیہ نقد نذر دیئے۔ اور اسکے بدلے میں ٹوڈرمل نے بھی راجہ مذکور کو گھوڑا اور خلعت دیا۔ اور باہم یہ معاہدہ ہوگیا کہ پندرہ سو سے زیادہ فوج نہ رکھے۔ اور جب کبھی ضرورت ہو تو صوبیدار گجرات کو ایک ہزار سوار سے مدد دے۔

الغرض ٹوڈرمل ان تمام مقامات کے انتظامات سے فارغ ہوکر مین کی تجویز جمع کے لئے روانہ ہوا۔ اور قریب دو برس کے عرصے میں قانون گویوں کی مدد سے کل صوبہ کی جمع سے فارغ ہوکر چلا گیا۔

چونکہ وزیر خان نائب صوبہ سے انتظام صوبۂ گجرات قرار واقعی نہ ہوسکا ۹۸۵ھ میں حاکم مالوہ شہاب الدین احمد خان صوبہ دار گجرات مقرر ہوا۔ اور نگرانی حدود ایڈر

[۱] مگر مطیع ہونے کے بعد اکبر نے اسکو ایڈر واپس عطا کردیا ۱۲۔

وزیر خان کے سپرد ہوئی۔

۳۱ سیّد شہاب الدین احمد خان نیشاپوری (دیوانی بیاگداس)

شہاب الدین
سنہ ۹۸۵ھ – ۹۹۱

اس صوبہ دار کے عہد حکومت میں البتہ چند مدت تک ملک گجرات ہر طرح کے فسادات سے مامون رہا۔ اور ملک کی آبادی اور رعیت کی آسودگی میں اس صوبہ دار نے بڑی کوشش کی۔ باوجودیکہ سلطان مظفر شاہ سلطان گجرات جو دارالسلطنت اکبر میں چلا گیا تھا۔ اس صوبہ دار کے عہد میں وہاں سے فرار ہوکر گجرات چلا آیا۔ لیکن اسپر بھی سلطان مظفر کو اس صوبہ میں کوئی فساد برپا کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اس صوبہ دار نے خاص اپنے زمانہ حکمرانی میں تقریباً اسّی قلعہ جات مختلف مقامات گجرات میں تعمیر کرا کے تھانہ جات مقرر کئے اور صوبہ کے بعض پرگنہ جات کی پیمایش دوبارہ کرا کے بہت سے قطعات اراضی آباد کرائے۔ اسکے عہد صوبہ داری میں امین خان غوری اور میرزا خان (شہاب الدین احمد خان کا بھتیجا تھا) سے باہم مقام جونا گڈھ اور منگلور (منگرول) میں جو جو لڑائیاں واقع ہوئی ہیں۔ ان سب کا بیان مرات مصطفےٰ آباد میں کیا گیا ہے۔ گجرات کی صوبہ داری کے بعد شہاب الدین کا تقرر مالوہ کی صوبہ داری پر ہوا۔ اور وہیں اُس نے وفات پائی۔

۳۲ اعتماد خان گجراتی (دیوانی خواجہ ابو القاسم)

اعتماد خان گجراتی
سنہ ۹۹۱ھ

چونکہ اعتماد خان گجراتی نے جو سابق میں سلطان مظفر شاہ کا وزیر اعظم تھا، صوبۂ گجرات کی افزونی جمع کے متعلق حضور اکبر شاہ میں بعض کلمات اس

مضمون کے عرض کئے تھے۔ جن کی وجہ سے بادشاہ کو اس امر کے متعلق یقین واثق ہوگیا تھا کہ اگر گجرات کی صوبہ داری اعتماد خان کو دیجائے تو صوبہ کی آمدنی میں افزونی اور ترقی کی قوی اُمید ہے۔ نظر بریں اواخر ۹۹۱ھ میں اعتماد خان گجراتی صوبہ دار گجرات مقرر ہوا اور امینی صوبہ کی میر ابوتراب کے سپرد ہوئی۔ اور منصب بخشیگری سے خواجہ نظام الدین نے سرفرازی پائی۔ اور خواجہ ابوالقاسم کو دیوانی صوبہ عطا کی گئی۔

شہاب الدین احمد خان نے تمام کُنجیاں حصار احمد آباد کی وکلاء اعتماد خان کے حوالہ کر دیں۔ اور تمام تھانہ جات سے اپنے آدمی اپنے پاس بلوا کے صوبہ گجرات سے روانہ ہونے کی تیاری شروع کر دی۔ مگر اعتماد خان کے آتے ہی حسن انتظام تو ایک جانب رہا ایسی بدنظمی پھیلی کہ ادھر شہاب الدین احمد خان نے اپنے آدمی تھانہ جات سے اُٹھائے۔ اور اُدھر کولیوں اور گراسیوں نے اکثر قصبات کو لوٹنا شروع کر دیا۔ اور ہر طرف شورش اور بغاوت کے ہنگامے برپا ہونے لگے۔ یہانتک کہ قریب پانسو باغی موضع سہ تال میں دیٹوہ کے نزدیک جمع ہوگئے۔ اور سب نے ملکر اعتماد خان گجراتی کو اس مضمون کی ایک تحریر بھیجی کہ اگر ہماری پہلی جاگیرات جو شہاب الدین احمد خان نے ہم سب کو عطا کی ہیں بدستور برقرار رکھی جائیں تو ہم سب آپکی خدمت میں حاضر ہو کر زمانہ سابق کی مانند اپنے اپنے منصبی فرائض بجا لائیں۔ اعتماد خان نے اس درخواست پر یہ جواب دیا کہ بغیر حصول حکم بادشاہی میں کسی شخص کو کوئی جاگیر نہیں دیسکتا۔ البتہ خاص اپنی طرف سے تم لوگوں کی نسبت ہر طرح کی مراعات کرنے کو موجود ہوں۔ صوبہ دار جدید کے اس صاف صاف جواب سے مایوس ہو کر تمام باغی لوگ خلیل بیگ اور محمد یوسف ان دونوں کو شہاب الدین احمد خان نے احمد آباد سے خارج کرا دیا تھا) کے

پاس پرگنہ ماتر میں جاکر فراہم ہوگئے۔ شہاب الدین احمد خان نے جب یہ خبر پائی کہ تمام باغیوں نے پرگنہ ماتر میں جاکر جماؤ کیا ہے تو اعتماد خان کو یہ صلاح دی کہ ابھی چند روز کے لیے ان تمام مفسدین کی جاگیرات کو بحال و برقرار رکھنا چاہیے۔ کیونکہ میری رائے میں بالفعل یہی کارروائی مناسب ہے۔ اور اگر جاگیرات بحال نہ رکھو تو اس صورت میں مصلحت یہ ہے کہ فی الفور مفسدین کی جمعیت پراگندہ کرو۔ مگر جب اعتماد خان نے اس مشورہ پر کچھ بھی اعتنا نہ کیا تو بناچاری شہاب الدین احمد خان قصبہ کڑی کیجانب روانہ ہوگیا۔ آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ پرگنہ ماتر میں جس قدر مفسدین فراہم تھے ان سب نے باہم مشورہ اور اتفاق کر کے چند آدمی سلطان مظفر شاہ کو لے آنے کی غرض سے کاٹھیاواڑ روانہ کئے۔ جو سلطان موصوف کو سبز باغ دکھا کر اپنے ہمراہ لے آئے۔ اور سلطان کے آتے وقت اثنائے راہ میں لوما کاٹھی کے پندرہ سو سوار بھی لوٹ مار کی لالچ سے سلطان کے ساتھ ہو کر احمد آباد روانہ ہوئے۔

اب اعتماد خان کو جب ان سب لوگوں کے دھولقہ پہنچنے کی خبر معلوم ہوئی تو گھبرا کر اوس نے قلعہ احمد آباد اپنے بڑے بیٹے شیر خان کی سپردگی میں چھوڑا اور خود شہاب الدین احمد خان کو واپس لانے کی غرض سے قصبہ کڑی کو روانہ ہوا۔ باغیوں نے اوسکی روانگی کو فرار پر محمول کر کے نہایت تیزی کے ساتھ احمد آباد کیجانب کو رخ کیا اور احمد آباد کے رائے گھڑ دروازہ کی جانب ہجوم کر کے لڑتے بھڑتے شہر کے اندر گھس گئے۔ شیر خان اور اعتماد خان کے چند سردار بہزار دقت اور خرابی باغیوں سے جانیں بچا کر نکلگئے۔ اور اعتماد خان شہاب الدین احمد خان کو قصبہ کڑی سے ہمراہ لئے ہوئے واپس چلا آرہا تھا کہ اثنائے راہ میں احمد آباد سے دس کوس کے فاصلہ پر شیر خان اور اوس کے ساتھی

فراری بھی اعتماد خان سے جاملے۔ اور احمد آباد کے جنگ و مقابلے کے واقعات اعتماد خان کے گوش گزار کیئے۔

شہاب الدین احمد خان کو اپنے آدمیوں پر اگرچہ پورا بھروسہ نہ تھا تاہم سب کے ساتھ احمد آباد کے قریب عثمان پور پہونچا۔ اور ادھر باغی لوگ پہلے ہی سے ہوشیار اور جنگ و مقابلے کے واسطے تیار ہو رہے تھے ہنوز شہاب الدین احمد خان کی فوج خیمہ جات ہی ایستادہ کر رہی تھی کہ سلطان مظفر دو ہزار سوار کے ساتھ ندی کے کنارہ آکر بقرینۂ جنگ کھڑا ہو گیا۔

اس موقعہ پر اعتماد خان تو کسی حیلہ سے علیحدہ ہو گیا۔ مگر شہاب الدین احمد خان نے بہ مجبوری صرف اپنے ہی آٹھ سو سواروں کو مرتب کر کے باغیوں کا مقابلہ کیا اسپر طرہ یہ ہوا کہ اسکے بہت سے سوار بھی عین معرکۂ جنگ میں باغیوں سے جاملے ناچار شہاب الدین احمد خان کو شکست فاش کھانا پڑی۔ اور زخمی ہو کر مع اپنے چند رشتہ داروں اور اعتماد خان کے نہروالہ کو واپس آنا پڑا۔ اور سلطان مظفر نے کثیر تعداد مال و اسباب غنیمت لیکر احمد آباد کیجانب مراجعت کی۔ اور شہاب الدین احمد خان کے جس قدر کورنمک ملازم سلطان مظفر سے جاملے تھے۔ اون سب کو جاگیریں اور منصب اور طرح طرح کے عطیات دئے۔ اور دوسرے روز جامع مسجد میں جاکر اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ بعد اوسکے شیر خان فولادی کو جونا گڈھ سے طلب کیا۔ اور سپاہی نوکر رکھنے شروع کیئے۔ یہانتک کہ دو ہفتہ کے اندر چودہ پندرہ ہزار سواروں کی جمعیت فراہم کر لی۔ خدا کی شان کہ بادشاہ اکبر کی طرف سے جس کو تیس ۳۰ روپے ماہوار عطا ہوتے تھے اب وہ صاحب سلطنت بنگیا۔

ادھر سید دولت نے جو کلیان راو دکنی کا ملازم تھا اسی ہنگامہ میں موقع

پاکر ایک جمعیت بہم پہونچالی۔ اور کھمبایت پر قبضہ کر بیٹھا۔ اور خوش قسمتی سے کثیر التعداد روپیہ بھی سید کے ہاتھ آیا۔ اور چار ہزار سوار فراہم کر کے جب سید نے منظفر کو اطلاعی عرضداشت بھیجی تو منظفر نے سید کو خطاب رستم خان مع اسپ خلعت بھیجکر حکم دیا کہ اپنے مقام میں قایم رہو۔ اور ہنگام طلب حضور میں حاضر ہوں اس کے بعد منظفر نے جاکر بڑودہ فتح کیا۔ اور قطب الدین محمد خان اور سید جلال کو دھوکے سے قتل کرادیا۔ اور اس کے بعد بھروچ بھی فتح کرلیا۔ جہاں منظفر نے پندرہ یوم تک قیام کیا۔ اور متواتر جشن میں مشغول رہا۔

یہاں شہاب الدین احمد خان اور اعتماد خان دونوں سردار جب پٹن میں داخل ہوئے۔ تو وہ فوج بھی آپہونچی۔ جو حضور اکبری سے بغرض کمک اعتماد خان روانہ ہوئی تھی۔ لہٰذا اُنہوں نے پٹن کو خوب مستحکم کیا اور جو واقعات پیش آئے تھے اسکی اطلاع حضور اکبر میں بھیجی۔

میرزا خان بار دوم (دیوانی خواجہ ابو القاسم)

میرزا خان
سنہ ۹۹۱ھ
۹۹۶

شہنشاہ اکبر مشرقی ہند کی طرف جارہا تھا کہ بغاوت گجرات کی خبر پہونچی۔ اسلیے سنہ ۹۹۱ھ کے اواخر میں میرزا خان خلف بیرام خان حضور اکبری سے عہدہ صوبہ داری گجرات پر مامور ہوا۔ اور سید قاسم بارہہ اور سید ہاشم بارہہ اور شیر دیہ خان اور رائے درگا اور میدنی راؤ اور درویش خان اور شیخ رفیع اور شجاعت خان وغیرہ مشہور اور تجربہ کار سردار اسکی ہمراہی میں تعینات ہوئے۔ اور قلیچ خان و نورنگ خان کو حکم ہوا کہ مالوہ کی راہ سے جائیں تاکہ سرداران مالوہ کو بھی ساتھ لیتے ہوئے میرزا خان سے جا ملیں۔

سلطان مظفر کو جب میرزا خان کا فوج سے کر آنا معلوم ہوا تو مظفر احمد آباد واپس چلا گیا اور محرم سنہ ۹۹۲ھ کی نویں تاریخ شہر سے ایک کوس کے فاصلہ پر دریائے سابرمتی کے کنارہ عثمان پور کے متصل اپنا لشکر لیجا کر قایم کیا۔ ادھر میرزا خان کو ہنوز لشکر مالوہ پہنچنے کا انتظار تھا۔ اس لئے اس نے اپنی فوج کو تسلی دینے کی غرض سے اہل لشکر کو ایک جعلی فرمان سنایا جس کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ لڑائی میں ہرگز جلدی نہ کرنا کیونکہ حضور اقدس (اکبر بادشاہ) بھی بہت جلد باغیوں کے استیصال کے لئے متوجہ ہوتے ہیں۔ اس کے بعد میرزا خان نے چند روز توقف کر کے سرکھیج مقیم ہوا چونکہ اکبر شاہ کی اور نیز لشکر مالوہ کی خبر آمد آمد گرم ہو رہی تھی۔ اس لئے مظفر شاہ نے بہت جلد اس جنگ کا فیصلہ کر دینا مصلحت سمجھا۔ اور تیرھویں محرم کو پنجشنبہ کے روز ندی عبور کر کے لڑائی شروع کر دی۔ چار ناچار میرزا خان نے بھی فوج آراستہ کر کے مقابلہ کا حکم دیا۔ مگر خود تین سو سوار اور ایک سو ہاتھی لیکر میدان جنگ کے ایک جانب کھڑا ہو گیا۔ اور جب دیکھا کہ فوج شاہی میں آثار شکست نظر آتے ہیں تو اپنے ہمراہی ہاتھیوں کی قطار کو باغیوں پر یکایک ریلنے کا حکم دیا جس سے ان کی جمعیت پراگندہ ہو گئی۔ یہانتک کہ آخر کار باغیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور بہت سے باغی مقتول ہوئے۔ اور خود مظفر شاہ بھی بدحواس ہو کر بھاگ نکلا۔ لیکن چونکہ شام ہو چکی تھی اس لحاظ سے میرزا خان نے فراریوں کا تعاقب نہیں کیا جس روز یہ واقعہ پیش آیا اس روز لشکر مالوہ بڑودہ میں پہونچا تھا۔ جب اس لشکر نے لڑائی کا حال سنا تو بڑودہ ہی میں قیام کیا۔ اور نورنگ خان اور میرزا زاہد دونوں نے بھروچ کیجانب قدم بڑھایا۔ لیکن حاجی سمک اور چرکس نصیر نے دروازہ بند کر لیا اور آمادۂ جنگ ہوئے۔

اب سلطان مظفر بھاگ کر کھمبایت پہونچا۔ اور یہاں کے سوداگروں سے

بہت کچھ روپیہ تحصیل کر کے پھر فراہمی فوج میں مصروف ہوا۔ یہانتک کہ دس بارہ ہزار سوار فراہم کر لئے۔

میرزا خان کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو اُس نے احمد آباد سیّد ہاشم کے سپرد کیا اور خود اِس تازہ فساد کے دفعیہ کی غرض سے ماہ صفر کی دسویں تاریخ کھمبایت روانہ ہوا۔ اور مالوہ کے لشکر کو جس نے بڑودہ کا محاصرہ کیا تھا اِس مضمون کی تحریر بھیجی کہ باغیوں نے پھر کھمبایت میں جمعیت فراہم کی ہے۔ اِس لئے تم کو بڑودہ کا محاصرہ چھوڑ کر کھمبایت کیجانب کوچ کر دینا مناسب ہے۔ الغرض جب میرزا خان موضع باریجہ میں پہونچا تو لشکر مالوہ بھی اِس سے آملا۔ مظفر کو جب یہ خبر معلوم ہوئی کھمبایت سے فی الفور بڑودہ چلدیا۔ مگر میرزا خان بھی تعاقب کُنان بڑودہ جا پہنچا۔ اور آخر کار بڑودہ میں ایک سخت جنگ کے بعد مظفر کو پھر شکست نصیب ہوئی۔ اور نربدا سے عبور کر کے کوہ چھابنہ (احمد آباد سے ساٹھ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے) میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ بعد اوسکے فوج اکبری کے بعض سرداروں نے نادوت میں معرکہ قتال وجدال گرم کیا۔ اور تمام باغیوں کی بیخ کنی کا بیڑا اُٹھایا۔ جس سے باغی منتشر ہو گئے۔ اور اِن سرداروں کے معرکوں میں قریب دو ہزار باغی کے قتل ہوئے۔ اور پانچسو گرفتار کر لئے گئے۔

جب حضور اکبری میں ان تمام فتوحات کی خبریں پہونچیں تو اکبر نے میرزا خان کو پنجہزاری منصب اور خانخانان کا خطاب جو اسکے باپ کو تھا عطا کیا۔ اور دیگر سرداران ہمراہی کو بھی ہر ایک کی لیاقت اور مرتبہ کے لائق خلعت اور خطابات دئے گئے۔

اِدھر اِس جنگ کے بعد خانخانان (میرزا خان) احمد آباد آ کر آبادانی ملک اور خوشحالی اور فراغبالی رعایا کے اسباب بہم پہونچانے کی کوششوں میں مصروف ہوا۔ اور نیز جس مقام پر اِس نے مظفر کو اوّل ہی جنگ میں شکست

دی تھی۔ اس مقام پر سرکھیج کے نزدیک بطور یادگار جنگ ایک باغ لگایا۔ اور اوسکا نام فتح باغ رکھا۔ جسکی عمارتوں کے بعض آثار اِس زمانہ تک بھی موجود ہیں۔

میرزا خان کے عہد میں سلطان مظفر شاہ کے جو واقعات کاٹھیاواڑ میں واقعہ ہوئے ہیں۔ اِن سب کا مفصل بیان مرآت مصطفےٰ آباد میں کیا گیا ہے۔ اور کاٹھیاواڑ چلے جانے کے بعد جب یہ شکست نصیب پھر گجرات آیا ہے تو پھر بھی اسکو شکست ہی نصیب ہوئی ہے۔ ۹۹۵ھ میں خان خانان بجہت طلب اکبر آگرہ گیا۔ اور اپنا قایم مقام احمد آباد میں خلیج خان کو چھوڑ گیا۔

خان خانان دربار کے اوّل درجہ کے اُمرا میں تھا۔ شاہزادہ سلیم وغیرہ کا اتالیق رہا۔ وکیل مطلق کے درجے تک ترقی پائی۔ ماہ بانو ہمشیرہ میرزا عزیز کوکہ سے اِسکی شادی ہوئی تھی۔ اسکی بیٹی جانان بیگم سلطان دانیال بن اکبر سے اور اوس کے بیٹے داراب خان کی بیٹی شاہجہان سے بیاہی گئی تھی۔ ٹوپی میں ہما کے پر لگانے کا اعزاز جو مخصوص شاہزادوں کیلئے تھا وہ اِسکو بھی خود حضور شاہی سے عطا ہوا تھا۔

عربی۔ فارسی۔ ترکی اور ہندی میں کمال رکھتا تھا۔ وقائع بابری جو ترکی میں تھی اوسکا ترجمہ فارسی میں کیا۔ اِسکے علاوہ اور بھی اِسکی تصانیف ہیں۔ اوسکی ہندی نظمیں ابتک موجود ہیں۔ جو ہندی علم ادب میں مستند مانی جاتی ہیں شجاعت اور تدبیر ملکی میں سر آمد روزگار تھا۔ سلاطین دکن حسن اخلاص مندی اور اطاعت شعاری سے اِسکے ساتھ پیش آتے تھے اوسپر مغلیہ شاہزادوں کو رشک ہوتا تھا۔ یہانتک کہ ابو الفضل نے تو اوسکی نسبت بغاوت کا فتوے دیدیا اور

کہا کہ سلاطین سے خفیہ سازرکھتا ہے۔

سخاوت اور فیاضی میں مشہور ہے۔ گجرات کی عظیم الشان فتح کے بعد جب لوگ مبارکباد کیلئے اسکے پاس آئے تو ہر ایک کو کچھ انعام اپنے پاس سے دیا۔ یہانتک کہ کوئی چیز اوسکے پاس باقی نہ رہی۔ اور جب آخر میں ایک شخص نے آکر مبارکباددی تو سوائے ایک قلمدان کے کچھ باقی نہ رہا۔ وہ قلمدان بھی جو ہزاروں کی قیمت رکھتا تھا۔ اوسکو دے ڈالا۔ مُلّا نظیری نے ایکبار خان خانان کی حضور میں عرض کی کہ میں نے ایک لاکھ روپیہ کبھی نہیں دیکھا۔ چنانچہ فی الفور ایک لاکھ کی رقم خزانہ سے طلب کی اور مُلّا نظیری کو بخشدی۔ علماء۔ شعراء۔ اور درویشوں اور اہل کمال کو نہایت فراخدلی سے دیتا تھا۔ دور کے لوگوں کی سالانہ تنخواہیں مقرر تھیں۔ اسکے باپ کا مذہب امیہ تھا۔ مگر یہ سُنّی تھا۔ علم سنسکرت کا نہایت متبحر عالم تھا۔ علم جوتش میں اوسکی مثنوی مشہور ہے۔ جس کا ایک مصرع فارسی اور دوسرا سنسکرت میں ہے۔ ایک بار حاسدوں کی دراندازی سے جہانگیر اس سے سخت برہم ہوا۔ اور جب اصل حال کھلجانے پر دوبارہ مہربان ہوا تو خان خانان نے یہ شعر کہا ؎

مرا لطف جہانگیری ز تائیدات ربّانی

دوبارہ زندگی دادہ دوبارہ خان خانانی

اور بطور اظہار شکرگذاری کے اس شعر کو اپنی انگشتری کے نگینہ پر کندہ کرایا۔ میرزا خان سنہ ۹۶۴ھ میں لاہور میں پیدا ہوا تھا۔ اسکا باپ شہید ہوا اوسوقت یہ چار سال کا تھا۔ بہتّر برس کی عمر میں سنہ ۱۰۳۶ھ میں وفات پائی ہمایوں کے مقبرے کے قریب دفن ہوا۔

اسمٰعیل قلیخان ذُوالقدر (دیوانی خواجہ ابوالقاسم)

اسمٰعیل قلیخان ۹۹۶ سنہ ھ ۹۹۷

۹۹۶ سنہ ھ میں اسمٰعیل قلیخان صوبہ دار گجرات مقرر ہوا۔ اور قلیچ خان جو خانخاناں کے آگرہ جانے کے بعد بطور نائب کام کر رہا تھا حضور اکبری میں طلب کر لیا گیا۔ مگر اُسکے تھوڑے ہی مُدت بعد بعض مصالح ملکی کی وجہ سے صوبہ گجرات پھر خان اعظم میرزا عزیز کوکلتاش کے نامزد ہوا اور اسمٰعیل قلیخان سُلطان مراد کا وکیل ہو کر مالوہ چلا گیا۔

خانِ اعظم مرزا عزیز کوکلتاش بار دوم (دیوانی سید بایزید)

خانِ اعظم ۹۹۷ سنہ ھ ۱۰۰۱

اواخر ۹۹۷ سنہ ھ میں خان اعظم صوبہ داری گجرات پر پھر مامور ہوا۔ اسکے اِس مرتبہ کی صوبہ داری کا مشہور واقعہ یہ ہے کہ سُلطان مظفر نے گرفتار ہو جانے کے بعد خودکشی کر لی۔ اور سورٹھ کی تمام بغاوتوں کا بازار سرد ہو گیا۔ چنانچہ اسکا مفصّل بیان مرآت مصطفٰے آباد میں کیا گیا ہے۔

۲۹۔ محرم ۹۹۸ سنہ ھ کے روز حضرت شاہ وجیہ الدین صاحب علوی رحمتہ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا۔ احمد آباد میں آپکا مزار ہے۔

جب سُلطان مظفر کی خودکشی اور خان اعظم کی فتوحات کی خبر حضور اکبر میں پُہنچی تو اکبر نے خانِ اعظم کو مُبارکباد لکھی۔ اور حضور میں طلب کیا۔ لیکن بعض وجوہ سے یہ وہاں نہ جا سکا۔ اور خفیہ تمام کارروائی کر کے اپنے سفر حج کے واسطے ۱۰۰۱ سنہ ھ میں دُنیا کی دولت اور حکومت سے توجہ اُٹھا کر بغرض

ادائے فریضہ بندر بلاول[1] سے روانہ[2] ہو گیا۔ جس روز خان اعظم جہاز پر سوار ہوا تمام اہلِ لشکر اور اُسکے خدمت گذار اور کُل ماتحت دریا کے کنارے قطار در قطار کھڑے ہوئے زار زار رو رہے تھے۔ اور یہ بھی اُن سب کو بہ نظر عبرت دیکھتا جاتا تھا۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ یہاں تک کہ سب کو الوداع کہہ کر جہاز کا لنگر اُٹھا دیا۔ اسوقت ملک میں پورا امن و امان ہو چکا تھا۔ بغاوتیں فرو ہو چکی تھیں۔ اور کسی قسم کی ابتری اور بدنظمی باقی نہیں رہی تھی۔

شاہزادہ سلطان مراد (دیوانی سید بایزید)

(نیابت سورج سنگھ)

سلطان مراد
سنہ ۱۰۰۱ھ – ۱۰۰۹ھ

سلطان مراد جو اِس سے پیشتر مہم دکن پر تعینات ہوا تھا اور مالوہ میں فوجیں فراہم کر رہا تھا۔ سنہ ۱۰۰۱ھ میں صوبہ داری گجرات پر مقرر ہوا۔ اسکو حکم ہوا کہ گجرات اور مالوہ کی افواج لے کر دکن روانہ ہو۔ چنانچہ سنہ ۱۰۰۳ھ میں شاہزادۂ موصوف فوجیں لے کر دکن کو روانہ ہوا۔ اور سورج سنگھ نائب مقرر ہو کر گجرات آیا۔

سنہ ۱۰۰۵ھ میں بہادر پسر سلطان مظفر شاہ نے سورج سنگھ سے شکست کھائی۔ چونکہ اس زمانہ میں صوبہ گجرات کی اکثر شائستہ و کار آزمودہ فوجیں مہم دکن پر گئی ہوئی تھیں۔ اِسلئے مظفر کے بڑے بیٹے بہادر نے اس موقعہ کو غنیمت

---

[1] - منتخب التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بندر دیو سے گیا۔

[2] - وہاں زرِ کثیر خرچ کیا۔ جسکی تفصیل بہت طویل ہے۔

سمجھ کر علم بغاوت بلند کیا۔ اور بہت سے آدمی اسکے پاس جمع ہوگئے۔ یہانتک کہ بہادر نے بعض قصبات اور دیہات کو تاراج کرنا شروع کردیا۔ آخر کار سورج سنگھ کو احمد آباد سے اس سورش کے دفعیہ کیلئے نکلنا پڑا۔ اور ایک خفیف جنگ کے بعد اس نے[۱] بہادر کو شکست دی۔ اور چونکہ ۱۰۰۹ھ میں شہزادہ مراد کا انتقال ہوگیا۔ اسلئے خان اعظم پھر صوبہ دار گجرات ہوا۔

۹۔ خان اعظم میرزا عزیز کوکلتاش بار سوم (دیوانی سید بایزید تبقر شمس الدین حسین)

(نیابت شمس الدین حسین اور شادمان پسران خان اعظم)

خان اعظم ۱۰۰۹ھ – ۱۰۱۴

شاہزادہ مراد کے انتقال کے بعد ۱۰۰۹ھ میں خان اعظم تیسری مرتبہ صوبہ دار گجرات مقرر ہوا۔ اور بحسب حکم اکبری اوسکا بڑا بیٹا شمس الدین حسین خان اسکی طرف سے نیابتہً صوبہ کا انتظام کرنے گیا۔ لیکن ۱۰۱۱ھ میں حسب استدعائے خان اعظم اسکا دوسرا بیٹا شادمان بیگ نائب ہوگیا۔ اور شمس الدین خان کار نیابت سے علیحدہ ہوا۔

---

[۱] ۔ شکست کھاکر روپوش ہوگیا۔ اور دس گیارہ برس بعد کھمبایت کو فتح کرلیا۔ اور چودہ روز تک اسپر قابض بھی رہا۔ پھر اس واقعہ کے تین برس بعد سورت پر قبضہ کر لینے کی غرض سے سورت پہونچا۔ لیکن چونکہ احمد آباد سے فور آمد پہنچ گئی۔ بہادر کو سورت سے بھی ناکامی کے ساتھ بھاگ جانا پڑا۔ اور اس کے بعد پھر بہادر کا یا اس کے خاندان کا کوئی ذکر اس ملک کی تاریخ میں نہیں کیا گیا۔ اور گویا کہ سلاطین گجرات کی نسل ختم ہوئی۔ ۱۲

بادشاہ نورالدین محمد جہانگیر جنت مکانی

قلیچ خان[1]

قلیچ خان
سنہ ۱۰۱۴ھ

سنہ ۱۰۱۴ھ میں شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر شاہ عرش آشیانی نے دنیا سے عقبےٰ کی طرف کوچ کیا۔ اور نورالدین محمد جہانگیر شاہ تخت نشین ہوا۔ اس نے قلیچ خان کو صوبہ دار گجرات کیا۔ یہ وہ قلیچ خان ہے کہ اکبر نے سورت اوسکو سپرد کیا تھا۔ دانیال کا خسر تھا۔ اسی سال میں صوبہ داری پنجاب پر تبدیل کیا گیا علوم عقلیہ و نقلیہ کا مستند عالم۔ متقی۔ خداترس اور بہادر تھا۔ اپنے بیٹوں کو حدیث و تفسیر و علوم دینی کی خود تعلیم دی تھی۔

سید مرتضیٰ خان بخاری (دیوانی سید بایزید)

سید مرتضیٰ خان بخاری
سنہ ۱۰۱۵ھ – ۱۰۱۸

اقبال نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ فرید نے جہانگیر کی تخت نشینی میں مدد کی تھی۔ اس لئے اوسکو مرتضےٰ خان کا خطاب اور صوبہ داری گجرات عطا ہوئے۔

دوسرے برس سید مرتضیٰ خان بخاری نے لعل بدخشانی کی ایک انگوٹھی جسکا نگینہ اور حلقہ ایک ہی ٹکڑے سے تراشا گیا تھا اور نہایت خوشرنگ اور آبدار لعل کی بنی ہوئی تھی۔ گجرات سے برسم پیشکش حضور جہانگیری میں ارسال

---

[1] صاحب مرات احمدی نے لکھا ہے کہ یہ گجرات نہیں آیا۔ مگر غالباً یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ ۱۲

کی تھی۔[1] جس کی قیمت پچیس ہزار روپیہ تھی۔

قصبہ کڑی کا قدیم قلعہ جو کہنگی کی وجہ سے جا بجا مرمت طلب ہو گیا تھا۔ اس صوبہ دار نے ۱۰۱۱ھ میں اس کی مرمت کرائی۔ سید مرتضیٰ اگرچہ بذات خود نہایت ذی علم اور نیک سیرت مدبر تھا۔ لیکن اس کے بھائی بند رعایا کے ساتھ سختی سے پیش آئے۔ جس سے رعایا کو استغاثہ کی نوبت آئی۔ اور انتظامات میں فتور واقعہ ہوا۔ اسلئے جہانگیر نے راجہ ٹوڈرمل کے بیٹے گوپی ناتھ کو گجرات بھیجا تاکہ مفسدوں اور بدمعاشوں کی قرار واقعی گوشمالی کرے۔ اور جودھپور کا راجہ سورسنگھ وغیرہ سردار اسکے ہمراہی میں تعینات ہوئے۔ الغرض گوپی ناتھ روانہ ہو کر براہ مالوہ سورت پہنچا۔ اور یہاں کے زمینداروں سے پیشکش وصول کرکے بڑودہ گیا۔ اور کلیان جاریہ زمیندار بیلپار[2] کو جس نے خودسری اور سرکشی اختیار کی تھی گرفتار کیا۔ بعد اسکے زمیندار مانڈوہ[3] کی تنبیہ و تادیب میں مصروف ہوا۔ اور چونکہ زمیندار مذکور کے ساتھ بہت سے کولی اور نیز دیگر بدمعاش لوگ گرد و نواح کے متفق ہو گئے تھے۔ اور جمعیت زیادہ تھی۔ اسلئے ایک سخت خونریز لڑائی ہوئی جسمیں گوپی ناتھ کو آخر شکست ہوئی۔ اور راجہ سورسنگھ اور اکثر راجپوت جو گوپی ناتھ کے ساتھ تھے۔ لڑائی میں مارے گئے۔ اور گوپی ناتھ ناچار احمد آباد

۱۔ کرنل واٹسن صاحب وغیرہ نے دھوکا کھایا کہ اس پیشکش کی وجہ سے صوبہ داری ملی تھی +

۲۔ ریوا کانٹھ میں اُیتھ کے ٹھاکر کا گانوں ہے +

۳۔ ایک مانڈوہ علاقہ گائیکواڑ میں ہے جو پرگنہ آترسنبہ کا ماتحت ہے۔ دوسرا مانڈوہ بھروچ سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر دریائے ریوا (نربدا) کے کنارہ واقع ہے۔ ۱۲۔

واپس آیا اور یہاں سے ایک جرار لشکر آراستہ کرکے پھر مانڈوہ روانہ ہوا۔ اور زمیندار
مذکور کو گرفتار کرکے پیران پٹن پہنچا۔ یہاں آکر کانکریج سے کے کولیوں کے سرغنہ کو
گرفتار کیا۔ اور اوسکے زمیندار بیلیپار اور زمیندار مانڈوہ اور کولیوں کے سرغنہ تینوں
قیدیوں کو دار الخلافت روانہ کردیا۔ چنانچہ یہ تینوں قیدی ایک مدت تک قلعہ گوالیار
میں قید رہے۔ اور آخر کار عدم تمرد کی ضمانت دیکر رہا ہوگئے۔

سید مرتضےٰ بخاری کو اقبالنامہ میں سید موسوی لکھا ہے۔ اوسکے جد چہارم نے
اپنی اولاد کو وصیت کی تھی کہ بدمعاش کو جو سلطنت کی طرف بلحاظ عظمت۔ سیادت
مقرر ہے ترک کرکے سپہ گری اختیار کرو۔ سید مرتضےٰ نے پنجہزاری تک ترقی
پائی۔ اوسکی فیاضی اور داد و دہش کی بے شمار حکایتیں گجرات کی تاریخ میں
منقول ہیں۔ اوسکے دروازے پر لباس اور نقدی کی تقسیم کا سلسلہ ہر روز
جاری رہتا تھا۔ ایک شخص نے ایک دن میں سات مرتبہ آکر لیا۔ اور جب وہ
آٹھویں دفعہ آیا تو اوسکو دے کر یہ کہا کہ کسی کو خبر نہ کرنا ورنہ تیرے پاس سے
چھین لینگے۔ بھاٹوں اور کلاونتوں کیلئے اوسکی فیاضی سب کے لئے عام تھی۔ ایک دفعہ
احمد آباد کے تمام سیدوں کے فرزندوں کی شادی کے اخراجات اپنے خزانہ سے
ادا کئے۔ اور جس قدر عورتیں حاملہ تھیں۔ اون کے حصے علیحدہ دئے۔ تاکہ ولادت کے
وقت خرچ کریں۔ اوس کے نوکروں میں جو مرتا اوسکی اولاد کی تعلیم و تربیت
کی فکر رکھتا۔ ہر سال اپنے نوکروں کو ایک ایک خلعت اور پیادوں کو ایک ایک
کمبل اور حلال خوروں کو بھی ایک ایک دیتا تھا۔ بعض رفقا کا ایک لاکھ روپیہ
سالانہ مقرر تھا۔ تین ہزار سوار خوش اسپہ ہمیشہ اوسکی پائگاہ میں موجود رہتے
تھے۔ ایک ہزار آدمیوں کا کھانا دو دفعہ اوسکے باورچیخانہ میں پکتا تھا۔ اوسکا
ایک نوکر شیر خان رخصت لیکر گجرات سے اپنے وطن گیا اور جب چھ برس کے

بعد بمقام کانگڑہ خدمت میں حاضر ہوا تو اپنے بخشی دوارکاداس کو حکم دیا کہ اسکو خرچ دو۔ اوس نے تاریخ کے لئے فرد پیش کی۔ اوسپر سخت برہم ہوا کہ یہ تو قدیمی نوکر ہے۔ اسکو پوری تنخواہ ملنی چاہیئے۔ چنانچہ سات ہزار روپیہ اوسکو دیاگیا متعدد سرائیں اور مسافر خانے بنوائے۔ شاہ وجیہ الدین کا روضہ اور مسجد اسی کی تعمیر کی ہوئی ہے۔ احمد آباد کا ایک محلہ جواب تک بخارے کے نام سے مشہور ہے۔ اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔ سید مرتضیٰ نے اپنی اخیر عمر منگلور (کاٹھیاواڑ) میں بسر کی۔ اور وہیں مدفون ہے۔ اور اولاد ان کی فی الحال وہاں سادات بخاری موجود ہے۔

اِس صوبہ دار کی اجازت سے کپتان ہاکین انگریز نے سورت میں کچھ اسباب ۱۶۰۸ء میں بیچا

۱۲ خان اعظم میرزا عزیز کوکلتاش۔ بار چہارم (دیوانی سید بایزید و غیاث الدین)

نیابت جہانگیر قلیچ خان بن خان اعظم

۱۰۱۸ھ میں سید مرتضیٰ بخاری پنجاب کا صوبہ دار مقرر ہوا اسلئے خان اعظم چوتھی مرتبہ صوبہ دار گجرات مقرر ہوا۔ اور یہ امر قرار دیا گیا کہ خان اعظم خود تو حضور جہانگیر میں حاضر رہے۔ اور اسکا بیٹا جہانگیر قلیچ خان نیابتہً کام انجام دے۔ اسکے اس مرتبہ کی صوبہ داری میں	خان اعظم ۱۰۱۸ تا ۱۰۲۰ھ ۱۶۰۹ تا ۱۶۱۱ء

سید بایزید کے بعد غیاث الدین دیوان صوبہ مقرر کیا گیا۔

اِسی سال ملک عنبر جو نظام شاہ حاکم احمد نگر (ملک دکن میں ہے) کا وزیر اعظم تھا۔ پچاس ہزار دار کی جمعیت لے کر سورت اور برودہ تک آپہنچا۔ اور

اطراف کے قصبات اور چھوٹے چھوٹے گاؤں تاراج کر کے واپس چلدیا اِسلئے صوبہ دار کے نام شاہی فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دار اور امراء صوبہ گجرات اور زمینداران گجرات ذیل کی تفصیل کے مطابق فوجیں فراہم کر کے اطراف سورت ورام نگر میں ایک چھاؤنی قایم کریں تاکہ حملہ آوران دکن کا سدباب ہو۔

تفصیل افواج

نام سردار	تعداد فوج سوارہ	نام سردار	تعداد فوج سوارہ
صوبہ دار	(۴۰۰۰)	پسر راجہ کچھ	(۲۵۰۰)
امراء تعینہ برائے کمک	(۵۰۰۰)	زمیندار آبی راجپور	(۳۰۰)
زمیندار سالیر و مالیر (باگلان) اب ستانا	(۳۰۰۰)	زمیندار موہان[۱]	(۳۵۰)
زمیندار رام نگر	(۱۰۰۰)	زمیندار ڈونگرپور	(۲۰۰۰)
زمیندار نوانگر	(۲۵۰۰)	زمیندار بانسواڑہ	(۲۰۰۰)
زمیندار ایڈر	(۲۰۰۰)	زمیندار راج پیپلہ	(۱۰۰۰)

میـــــــــزان کُل افواج (۲۵۶۵۰)

فرمان مذکورۂ بالا کے مطابق یہ چھاؤنی قایم ہوئی۔ اور سرداران مذکور کی فوجیں چار برس تک اِس چھاؤنی میں مقیم رہیں۔ جن کی ہیبت سے کسی حملہ آور نے اِس طرف کبھی رُخ تک نہیں کیا۔

۱ - ریوا کانٹھہ میں ایک ریاست چھوٹا اودے پور ہے۔ اوس اودے پور کا دارالصدر پہلے موہان تھا۔ ۱۲

عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ[۱۳] - (دیوانی غیاث الدین)

عبداللہ خان
سنہ ۱۰۲۰ھ
۱۰۲۵
۱۶۱۱
سنہ ۱۶۱۶ع

چونکہ مہم دکن سر کرنا منظور تھا۔ اس لحاظ سے سنہ ۱۰۲۰ھ کے آخر میں عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ صوبہ دار گجرات کیا گیا۔ اور جو حصہ لشکر اس صوبہ دار کی کمک کیلئے مقرر ہوا تھا۔ اس لشکر کی درستی سامان کے واسطے چار لاکھ روپیہ حضور جہانگیر سے مرحمت ہوا۔ اور رام داس کچھواہ کو خطاب راجگی اور علم و نقارہ اور اسپ و فیل و خلعت دیکر عبداللہ خان کی کمک کیلئے تعینات فرمایا۔ اور پانچ لاکھ روپیہ عبداللہ خان کے ہمراہی لشکر کو اس کے مصارف کیلئے دیا گیا۔ اور ہدایت کیگئی کہ عبداللہ خان بڑے حسن انتظام اور عمدہ بندوبست کے ساتھ براہ ناسک ملک عنبر کی تنبیہ کے لئے دکن کو روانہ ہو۔ غرض ان تمام کارروائیوں کے بعد سنہ ۱۰۲۰ھ میں عبداللہ خان دکن کو روانہ ہوا لیکن ناکام ہوکر احمد آباد واپس آیا۔ اس کے بعد سنہ ۱۰۲۵ھ میں شاہزادہ شاہجہان جب مہم دکن پر تعینات ہوا تو عبداللہ خان شاہزادہ مذکور کا کمکی قرار دیا گیا۔ اور فتح دکن کے بعد شاہزادہ کے ہمراہ حضور جہانگیر میں روانہ ہوا۔ اس کے عہد صوبہ داری میں میاں خوب اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے دنیا سے آخرت کا سفر فرمایا۔ یہ ایک عارف کامل بزرگوار تھے۔ ان کی تاریخ رحلت زبان اردو میں (خوب تھے ۱۰۲۳) کیا خوب کہی ہے جس سے سنہ ۱۰۲۳ھ نکلتے ہیں۔

عبداللہ خان شاہزادہ سلیم کے پاس احدیوں میں بھرتی ہوا تھا۔ مگر فطری قابلیت سے ترقی کر کے ہفت ہزاری تک پہونچا۔ متعدد معرکہائے جنگ میں نمایاں فتوحات حاصل کیں کئی بار بغاوت اور سازش کے الزام میں معتوب اور ماخوذ ہوا۔

جابر اور سخت گیر تھا۔ لوگ دلی کہتے تھے۔ اوسکی شجاعت اور دانائی مسلم تھی۔ عام لشکر اوسکا رعب مانتا تھا۔ علم دوست اور شاعر بھی تھا۔ چنانچہ ایک پورا دیوان لکھا ہے۔

۱۶۱۱ء میں انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے سورت میں تجارت کی غرض سے جہازات روانہ کیے۔

۱۴ مُقربخان بن شیخ بہادر (دیوانی میرزا محمد صفی)

مُقرّب خان سنہ ۱۰۲۵ھ تا ۱۰۲۶ سنہ ۱۶۱۶ء

عبداللہ خان بہادر کے بعد سنہ ۱۰۲۵ھ میں مقربخان صوبہ دار گجرات ہوا۔ اور اوسکے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نورالدین جہانگیر بادشاہ نے گجرات میں نزول اجلال فرمایا۔ اور گجرات کا صوبہ شاہ زادہ خُرّم کے تیول میں مقرر ہوا۔ اِس لئے مُقرب خان بہار کی صوبہ داری پر تبدیل کیا گیا۔

مُقرب خان کا نام شیخ حسن عرف حسو ہے۔ جہانگیر کے بچپن کا یار اور خدمت گزار تھا۔ تخت نشینی کے بعد حضور شاہی سے پنج ہزاری منصب اور مقرّب خان کا خطاب مرحمت ہوا۔ اور گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا گیا۔ کیرانہ ضلع سہارنپور میں ایک عظیم الشان عمارت اور ایک بہت بڑا باغ جسکا رقبہ ایک سو چالیس بیگہ اور جس کے گرد پختہ دیوار تھی۔ اوسکی یادگار ہے۔ اس باغ میں آموں کے عمدہ درخت گجرات اور دکن سے منگاکر لگائے گئے تھے۔ ۹۰ برس کی عُمر میں انتقال کیا۔

شاہزادہ شاہجہان (شاہزادہ خرّم) (دیوانی محمد صفی)

(نیابت رستم خان وبکرماجیت)

شاہزادہ شاہجہان
۱۰۲۶ سنہ ھ
۱۰۳۷ سنہ ھ
۱۶۱۶ سنہ ع
۱۶۲۷ سنہ ع

۱۰۲۶ سنہ ھ کے آخر میں جب جہانگیر دریائے شور کی سیر اور نیز پنچ محال میں ہاتھیوں کے شکار کی غرض سے احمد آباد روانہ ہوا ہے۔ تو اسوقت شاہزادہ شاہجہان مانڈوہ میں تھا۔ چنانچہ اثنائے راہ میں حسب الحکم جہانگیر سے آملا۔ اوّل بندر کھمبایت میں پہونچے اور باغ سلطان احمد میں جو دریائے شور کے کنارے واقع ہے۔ فروکش ہوئے۔ غرض اس باغ میں دس بارہ روز تک مقام رہا اور کشتیوں پر سوار ہوہو کر دریا کی خوب سیر کی۔ بادشاہ نے بندر کھمبایت کا محصول کم کیا۔ شہروالوں کو خلعت عطا کئے۔ بادشاہ نے باجرے کی کھچڑی کھائی جس کو بہت پسند کیا۔ بعد اسکے احمد آباد پہنچ کر کانکریہ تالاب کے کنارہ نزول اجلال کیا۔ دوسرے روز حضرت شاہ عالم قدس سرہ کے مزار فیض الانوار پر جاکر فاتحہ پڑھا۔ اور صوبۂ گجرات کی ایالت شاہزادہ شاہجہان کو مرحمت فرمائی۔ دوسرے روز حضرت وجیہ الدین علوی اور حضرت شیخ احمد کھتو کے مزارہائے مبارک پر فاتحہ پڑھا۔ اور خیر النساء بنت خانخاناں کے حسب استدعا فتح باغ کی سیر کی۔ جو خان خاناں کا بنوایا ہوا تھا۔ اور چونکہ خزاں کا موسم تھا۔ اسلئے باغ مذکور کاغذ اور موم کے زنگار رنگ برگ دبار مصنوعی سے آراستہ اور ہرقسم کے اسی کاغذ اور موم کے بنائے ہوئے گل وریاحین سے پیراستہ تھا۔ اور ایسی صناعی کیگئی تھی کہ جہانگیر نے قدرتی پھول سمجھ کر توڑنے کو ہاتھ بڑھایا۔ اور جب حقیقت

معلوم ہوئی تو بہت محظوظ ہوا۔ بادشاہ بیگم کی ضیافت اور مہمان داری سے بہت خوش ہوا۔ بیگم کو اسکے صلہ میں خوب انعام دیا۔ اور جاگیر میں اضافہ کردیا۔

بادشاہ نے مشایخ وغیرہ کو بھی بہت انعام دیا۔ کانکریہ کے نزدیک ایک جوگی سے ملاقات کرکے خوش ہوا۔ احمد آباد شہر میں نمائش کی۔ بادشاہ نے سب طرح کا مال خریدا۔ کفایت خان کو دیوان گجرات کیا۔

۱۰۲۷ھ کے ماہ صفر میں جہانگیر دارالخلافہ جانے کی غرض سے مقام دوحد تک آیا تھا۔ کہ مہندری ندی کے کنارے نوانگر کا زمیندار زمین بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ اور پچاس گھوڑے کچھی نذر کئے۔ جام کو چار انگوٹھیاں الماس۔ یاقوت۔ زمرد اور نیلم کی اور دو باز عنایت ہوئے۔ بارہ ربیع الثانی کو موضع سمارا میں بادشاہ نے نزول اجلال فرمایا۔ اور اوس موضع کے قریب جو ہاتھیوں کی شکار گاہ تھی۔ اسمیں بارہ ہاتھی پکڑے۔ اور چونکہ گرمی بہت تھی دارالخلافہ کا سفر ملتوی کیا۔ اور یہ امر قرارداد ہوا کہ موسم گرما اور برسات بھی احمد آباد ہی میں بسر کرنا چاہیئے۔ چنانچہ یکم ربیع الثانی کو احمد آباد پہونچا۔ مگر یہاں عفونت ہوا کے باعث سے بخار کا وہ زور شور ہوا کہ شاید شہر اور لشکر گاہ میں کوئی ایسا شخص ہو جو بخار کی بلا میں مبتلا نہ ہوا ہو۔ یہاں تک کہ خود جہانگیر کو بھی دو تین روز تک بخار آیا۔

اسی اثنا میں راجہ بھارمل زمیندار کچھ[1] جو گجرات کا معتبر زمینداروں میں تھا۔ دولت آستان بوس سے بہرہ مند ہوا۔ اور دو سو اشرفی نذر دے کر دو ہزار روپیہ برسم نثار اور سو گھوڑے بطور پیشکش حضور میں گذارے۔ اور

---

[1] ۔ جام اور بارہ بک جدی ہیں۔ ۱۲۔

اسکے ساتھ ہی یہ اقرار کیا کہ تمام حاجیوں کو اپنے علاقہ کے بندرگاہوں سے بلا فیس جانے دیا کرے گا۔ اسوقت یہ زمیندار گو کہ نوّے برس کا بوڑھا تھا لیکن قویٰ اور حواس اوسکے بالکل درست اور ٹھیک تھے۔ غرض اسکے مقابلہ میں جہانگیر نے بھی زمیندار کو ایک خاصہ گھوڑا اور خنجر اور شمشیر مرصع اور ایک ہاتھی ایک ہتھنی اور چار انگوٹھیاں ایک یاقوت احمر دوسری زمرد۔ تیسری نیلم چوتھی یاقوت زرد کی مرحمت فرماکر رخصت کیا۔

اسی عرصہ میں خبر ملی کہ بادشاہی قراولوں نے نر و مادہ ملاکر ۱۸۵ ہاتھیوں کا دوحد کی اطراف میں شکار کیا۔ بعد اسکے اسی سنہ ۱۰۲۷ھ کی چوبیسویں رمضان المبارک کو جہانگیر دارالخلافت روانہ ہوگیا۔ اور جب دوحد پہونچا۔ شاہزادہ اورنگ زیب پیدا ہوا۔ بڑا جشن کیا اور بہت کچھ انعام دیا۔ اور شاہجہان کی سفارش سے رستم خان کو نائب صوبہ گجرات مقرر کیا۔ جس کے بعد ہی بکرماجیت[۱] نائب صوبہ کیا گیا۔ لیکن نورجہان بیگم کی فتنہ پردازیوں سے کچھ ایسے اسباب جمع ہوگئے کہ شاہزادہ شاہ جہان نے بغاوت پر کمر باندھی۔ اور راجہ بکرماجیت[۲] دہلی طلب کر لیا گیا۔ اور راجہ کا بھائی کنہرداس راجہ کی جگہہ کام کرنے لگا۔ اس کے بعد جب فوج شاہی اور شاہزادہ کی فوج میں دہلی کے قریب باہم جنگ و جدل کا اتفاق پیش آیا۔ اور دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف آرا ہوئیں

۱۔ رستم خان سے جہانگیر ناخوش تھا۔ اس لئے اس نے بکرماجیت کو رستم خان کی جگہہ پر نائب صوبہ کر دیا۔ ۱۲

۲۔ اصلی نام سندرداس ہے۔ اور قوم کا برہمن تھا۔ اوّل اہل قلم میں تھا۔ اودیپور کی لڑائی میں فوجی قابلیت میں شہرت حاصل کی اور رائے رایان کا خطاب بھی پایا۔ ۱۲

تو راجہ بکرماجیت صلح باہمی کی کوشش میں مصروف تھا۔ اتفاقاً ایک تیر کاری اوسکو لگا۔ اور بکرماجیت مقتول ہوا اور عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ شاہی فوج سے علیحدہ ہوکر لشکر شاہجہانی سے جاملا۔ یہ واقعہ ۱۰۳۲ھ میں واقع ہوا ہے

اوپر ہم بیان کرچکے ہیں کہ احمد آباد میں کانکریہ تالاب پر فروکش ہونے کے دوسرے روز جہانگیر نے شاہزادہ شاہجہاں کو ایالت صوبۂ گجرات تفویض کی مگر چونکہ اسکے بعد جہانگیر کے سفر کا بیان شروع ہوگیا۔ اسلئے یہ لکھنے کی نوبت نہیں آئی۔ کہ شاہزادہ نے صوبہ دار ہونے کے بعد انتظام صوبۂ گجرات کی نسبت کیا کارروائی کی۔ لہذا اب لکھا جاتا ہے کہ صوبہ دار مقرر ہونے کے بعد شاہجہان نے تین تجربہ کار سپہ سالاروں کی ماتحت تین فوجیں آراستہ اور مرتب کرکے متمرد اور سرکش زمینداروں کی تنبیہ کی۔ اور سب سرکشوں سے پیشکش بھی وصول کئے۔

الغرض شاہزادہ شاہجہاں نے عہد صوبہ داری میں کنارہ سابرمتی ندی واقع شہر احمد آباد ۱۰۳۲ھ میں ایک بہت بڑی حویلی اور بہت بڑا باغ[۵۱] بنوایا۔

رستم خان پنج ہزاری منصب معہ علم و نقارہ حاصل کرکے گجرات کا نائب صوبہ دار مقرر ہوا۔ بادشاہ اور شاہزادہ کی باہمی جنگ میں بادشاہ کی طرفداری کی۔ شاہ جہاں نے تخت حاصل کرنے کے بعد اسکی جاگیر ضبط کرلی۔ اور رستم خان کوچہ گردی کرکے مرگیا۔

۵۱۔ یہ عمارت ابتک موجود ہے۔ اور شاہی باغ کے نام سے مشہور ہے۔ اور احاطہ بمبئی کے شمالی حصہ کا کمشنر اسمیں رہتا ہے۔ ۱۲

۱۶۰ شاہزادہ داور بخش (دیوانی محمد صفی)

شاہزادہ داور بخش
۱۰۳۲ سنہ ھ ۱۰۳۳
۱۶۲۲ سنہ ع ۱۶۲۴

شاہ جہاں جب اس لڑائی کے بعد جسکا ذکر گذر چکا اور جو دہلی کے قریب فوج شاہی سے اور اس سے ہوئی تھی مانڈو جا چکا ہے۔ بعد اسکے جہانگیر نے سلطان داور بخش شاہزادہ کو جو شاہزادہ خسرو کا بیٹا تھا۔ سنہ ۱۰۳۲ھ میں بجائے شاہ جہاں صوبہ داری گجرات کے منصب پر مامور کیا۔ اور دو لاکھ روپیہ بطور مدد خرچ مرحمت کئے۔ اور خان اعظم میرزا عزیز کوکلتاش جو اکبر شاہ غازی کے عہد سے اس ملک کے حالات اور معاملات کا تجربہ اور یہاں کے تمام رسم و رواج سے بہت کچھ خبردار تھا۔ شاہزادہ موصوف کا اتالیق کیا گیا۔ اور ایک لاکھ روپیہ اسکو بھی مدد خرچ کے طور پر عنایت ہوا۔

ادھر شاہجہاں نے قبل اسکے کہ داور بخش داخل ہو عبداللہ خان خواجہ سرا کو احمد آباد روانہ کیا جس نے آتے ہی شہر احمد آباد پر قبضہ کیا۔ مگر آخر الامر دیوان محمد صفی کی حکمت عملی سے یہ خواجہ سرا قید کر لیا گیا۔ اسکے بعد عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ نے جو لشکر شاہی سے نکلکر شاہجہاں کے پاس چلا آیا تھا احمد آباد پر یورش کیا۔ مگر اسکو بھی شکست ہی نصیب ہوئی۔ اور محمد صفی کو صلہ میں حضور جہانگیر سے اضافہ منصب کا اعزاز یعنی ہفت صدی سہ صد سوار سے سہ ہزاری دو ہزار سوار اور سیف خان کا خطاب اور علم و نقارہ عطا ہوا۔ اور جس جگہہ فتح پائی اوسجگہہ باغ بنایا گیا اور جنت باری نام رکھا گیا۔

الغرض سلطان داور بخش احمد آباد پہونچکر بصوابدید خان اعظم صوبہ کے

بندوبست میں مصروف ہوا۔ اواخر ۱۰۳۲ھ میں خان اعظم نے قضا و قدر کے حکم ناطق سے داعی اجل کو لبیک اجابت کہی۔ اور مقام سرکھیچ میں دفن ہوا اور سُلطان داور بخش حضور میں طلب کیا گیا۔

خان اعظم اکبر اور جہانگیر کے اوّل درجہ کے ارکین سلطنت میں تھا۔ اکبر کیطرف سے اوسکو فرزندی کا خطاب تھا۔ اوسکی راست بازی اور صاف گوئی ضرب المثل ہے۔ حق بات کے کہنے میں اکبر اور جہانگیر کے سامنے ہمیشہ بیباک رہا تھا۔ اکبر جب خان اعظم سے ناخوش ہوتا۔ تو کہا کرتا تھا کہ "میان من و عزیز جوئے شیر واسطہ الیست کہ ازاں نمی تواں گذشت"۔ اوسکی ایک بیٹی کی شادی سلطان مراد بن اکبر اور دوسری خسرو بن جہانگیر سے ہوئی تھی۔ ایک بار جہانگیر نے خان اعظم سے ناخوش ہوکر اوس کے بیٹے سے کہا کہ تم اپنے باپ کی ضمانت کرتے ہو۔ اوس نے جواب دیا کہ سوائے اِن کی زبان کے ہر طرح کی ضمانت کرتا ہوں۔

جدت ذہن اور سلاست بیان میں یکتائے روزگار تھا۔ تاریخ دانی خوشخطی اور مدعا نویسی میں ید طولےٰ رکھتا تھا۔ عربی علم ادب میں مہارت تھی سخن سنجی اور شعر فہمی کا بھی ذوق رکھتا تھا۔ خائن اور بد دیانت عاملوں کے حق میں نہایت سخت گیر تھا۔ خوشامد اور زمانہ سازی سے اوسکو قطعی نفرت تھی۔ نور جہاں کے دروازہ پر جہاں بڑے بڑے ارکین دولت جبہ سائی کرتے تھے۔ کبھی نہیں گیا۔ کبھی کسی مذاق میں اپنے دیوان رائے درگا داس سے کہا کرتا تھا کہ تم گنگا نہانے کیوں نہیں جاتے۔ وہ جواب میں عرض کرتا کہ "غسل گنگ زیر قدم نواب است"۔

خان جہاں [۱۷] (دیوانی اور نیابت سیف خان (محمد صفی))

خان جہاں
سنہ ۱۰۳۳ھ
۱۰۳۷
سنہ ۱۲۲۳ع
۱۲۲۷

داور بخش کے بعد سنہ ۱۰۳۳ھ میں خانجہان صوبہ دار گجرات ہوکر انتظام صوبہ کرنے لگا۔ مگر سنہ ۱۰۳۴ھ میں بادشاہزادہ پرویز کا وکیل مقرر ہوکر روانہ حضور ہوگیا۔ اور اوس کے چلے جانے کے بعد سنہ ۱۰۳۷ھ تک سیف خان بطور نائب صوبہ انتظام صوبہ کرتا رہا۔

خان جہاں جہانگیر کے ارکان دولت میں نہایت معتمد سردار تھا۔ اور جہانگیر اوس کے ساتھ نہایت عزت و محبت کے ساتھ پیش آتا تھا دکن جاکر سپہ سالاری کے خطاب سے ممتاز ہوا۔ مگر جہانگیر کے بعد شاہ جہاں سے نہ بنی۔ بغاوت کی اور دو بار شکست کھائی۔ اور بہت سے عزیزوں اور خویشوں کے ساتھ سنہ ۱۰۴۰ھ میں قتل ہوا۔ نہایت راستباز شخص اور زمانہ سازی سے نفرت تھی۔ جہانگیر کی انتہا درجہ کی محبت سے مغرور نہیں ہوتا تھا۔ آخرکار دشمنوں کے حسد کا شکار ہوا۔ آبائی مذہب شیعہ ترک کرکے سنی ہوا۔ درویشوں اور عالموں سے محبت رکھتا۔ اور بدعتیوں کے خلاف تھا۔ اسکا ماہواری خرچ قریب تین لاکھ روپیہ کے تھا۔

ابو المظفر شہاب الدین شاہجہان

شیر خان [۱۸] ۔ تونور (تاہر خان) (دیوانی خواجہ جہان)

شیر خان تونور
سنہ ۱۰۳۷ھ
۱۰۴۰

جسوقت شاہجہان کو جنیر میں جہانگیر کے انتقال کی خبر پہونچی تو شاہ جہاں فوراً براہ احمد آباد دار الخلافت کو روانہ ہوا۔ اور جب سرحد گجرات پر پہونچا تو ناہر خان کی درخواست جس کا خطاب شیر خان تھا اس مضمون کی پہنچی کہ سیف خان ارادہ بغاوت

رکھتا ہے۔ اسپر ناہر خان تو نور مخاطب بہ شیر خان صوبہ دار گجرات مقرر ہوا۔ اور حکم ہوا کہ سیف خان دار الخلافت کیجانب روانہ کیا جاوے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی مگر اسکو معافی ہوئی۔ کیونکہ ممتاز محل کی ملکہ بانو بڑی بہن تھیں۔ جو سیف خان کی زوجہ تھیں۔ شاہجہاں کے جلوس کے بعد بیگم کے التماس سے چہار ہزاری ہو کر بہار کا صوبہ دار ہوا۔

شاہ جہاں کی سواری جب دریائے نربدا بابا پیارے کا گھاٹ عبور کر کے قصبۂ سنیور میں جلوہ افروز ہوئی۔ تو تعنیاتان صوبہ کا سلسلہ لگ گیا اور یکے بعد دیگرے آ آ کر شرف آستان بوس ہوئے۔ میر شمس الدین ڈھائی ہزار ذاتی اور دو ہزار کا منصب دار تھا حوالی سورت میں شرف ملازمت حاصل کر کے سواری کے ساتھ ساتھ حاضر رہا۔ اور بعد میں قلعہ داری سورت تفویض فرما کر رخصت کیا۔ جب محمود آباد میں سواری رونق افروز ہوئی۔ تو شیر خان انواع واقسام کے ریشمی اور زربافی کپڑے لئے ہوئے حاضر ہوا۔ اوسکے ساتھ مرزا عیسےٰ ترخان وغیرہ اُمرائے تعنیاتی بھی حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے ہر ایک کو علیٰ قدر مراتب سرفراز فرمایا۔ ۱۸ ربیع الثانی کو سواری احمد آباد کے قریب کانکریہ تالاب پر رونق افروز ہوئی۔ شیر خاں صوبہ کے منصب میں اضافہ ہو کر پانچ ہزاری ہوا۔ خلعت، خنجر، شمشیر مرصع۔ طویلہ خاص سے گھوڑا اور ہاتھی مرحمت ہوئے۔ خواجہ جان کو خطاب خواجہ جہاں دیا گیا۔ اور گجرات کا دیوان مقرر ہوا۔ مرزا عیسیٰ ترخان کو چار ہزار ذاتی اور ڈہائی ہزار سوار کا منصب دیکر ٹھٹھ کی صوبہ داری مرحمت فرمائی۔ معتقد خان مرزا مکی کو چار ہزاری دو ہزار سوار کا منصب عطا فرما کر وہیں مقرر کیا۔ اور پھر اوسکے دوسرے سال اجمیر کی فوجداری ملی۔ جمال لوہانی۔ سید مبارک اور سید دلیر خان کو گجرات میں منصب عطا کئے۔ ۲۵ ربیع الثانی کو سواری نے کانکریہ تالاب سے دار الخلافت کیطرف کوچ کیا۔

اس صوبہ دار کے عہد میں خواجہ ابوالحسن نے چاندوت کا قلعہ لے لیا۔ اور زمیندار باگلان پر خراج مقرر کیا۔ جمال خان قراول ہاتھی پکڑنے کی غرض سے اسی کے عہد صوبہ داری میں گجرات آیا۔ اور سلطان پور کے جنگل میں سے ایکسو تیس ہاتھی پکڑے۔ جسمیں سے ستّر ہاتھی دہلی روانہ کئے گئے۔

سنہ ۱۰۳۹ھ میں ایک نہایت ہی سخت قحط ملک گجرات میں پڑا۔ چونکہ قحط کا سنہ سمت ۱۶۸۷ کے مطابق تھا۔ اس لحاظ سے گجرات کے لوگ اس قحط کو آجتک ستاسیہ کہتے ہیں۔ بادشاہ نے فرمان نافذ کیا کہ احمد آباد اور برہان پورا ور سورت وغیرہ مقامات میں شاہی لنگر خانہ جات جاری کئے جائیں۔ اور روٹی وغیرہ کھانا جس قدر ضرورت ہو کچا کر محتاج وغیرہ جو شخص آئے اسکو کھلائیں۔ الغرض چونکہ خاص شہر احمد آباد میں شکایت اس قحط کی زیادہ تر تھی۔ اسلئے حسب الحکم شاہی پچاس ہزار روپیہ خزانہ عامرہ سے وصول کر کے خاص شہر کے غلہ فروشوں کو دیئے گئے۔ تاکہ دیگر علاقہ جات سے غلہ خرید کر احمد آباد لائیں۔ اور نیز اس سال اور سال آئندہ کے واسطے علاقہ جات خالصہ اور جاگیروں کے لگان میں ایک معتدبہ رقم تخفیف کر دیگئی۔

شیر خان نہایت ادنیٰ حالت سے ترقی کر کے پنج ہزاری تک پہونچا۔ اوسنے خاندیس میں راجہ علی خان کے یہاں پرورش پائی تھی۔ ابتدائے صوبہ گجرات میں بطور کمکی مقرر ہوا تھا۔ بوجہ عمدہ خدمات انجام دینے کے منصب اور خطابات حاصل کرتا تھا۔ یہاں تک کہ گجرات کا صوبہ دار ہوا۔ سنہ ۱۰۴۰ھ میں وفات پائی۔ نہایت بہادر اور متواضع تھا۔ اور فوج کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتا تھا۔

۱۹ اسلام خان مشہدی (دیوانی خواجہ جہان و فاضل خان)

اسلام خان
۱۰۴۰ھ
۱۰۴۲

شیر خان کے انتقال کے بعد اسلام خان جو صوبہ اکبر آباد کا ناظم تھا صوبہ دار گجرات ہوا۔ اور ۱۰۴۰ھ میں احمد آباد پہنچکر انتظام صوبۂ مفوضہ میں مصروف ہوگیا۔ اور اواخر ۱۰۴۱ھ میں خواجہ جہان دیوان بغرض حج بیت اللہ مکہ معظمہ کو روانہ ہوا۔ اور بادشاہ کی طرف سے ہنگام روانگی خواجۂ مذکور کو پانچ لاکھ روپیہ دیا گیا تاکہ بطور امانت ہمراہ لیجاکر حرم محترم کے فقراء و مساکین کو تقسیم کردے۔ اور آقا فاضل المخاطب بہ افضل خان اسکی جگہ پر دیوان صوبۂ گجرات مقرر ہوا۔ اور پھر دلیر خان کی وفات کے بعد افضل خان دیوان۔ بڑودہ کا فوجدار اور رعایت خان دیوان صوبہ مقرر کیا گیا۔

اسلام خان پنج ہزاری تھا۔ گجرات سے میر بخشی ہوکر دار السلطنت کو چلا گیا اسکو علوم معقول و منقول میں کامل دستگاہ تھی۔ انشا پردازی اور خوشخطی میں ید طولے رکھتا تھا۔ اہل علم و فن کی قدر دانی اور عزت افزائی کرتا تھا۔ اسکا بیٹا میر محمد شریف شاہجہاں کے آخری عہد میں منصدی سورت ہوا تھا۔ اور دوسرا بیٹا میر محمد غیاث اورنگ زیب کے عہد میں منصدی سورت ہوا تھا۔

۲۱ باقر خان نجم ثانی (دیوانی رعایت خان)

باقر خان نجم ثانی
۱۰۴۲ھ

۱۰۴۲ھ میں باقر خان نجم ثانی صوبہ دار گجرات ہوکر آیا۔ اور اپنی صوبہ داری کے فرائض منصبی کو بجالانے لگا۔ اور اسی سال اس نے اٹھارہ گھوڑے عراقی

اور چالیس گھوڑے کچھی اور چند تھان نفیس اور عمدہ کپڑوں کے برسم پیشکش حضور بادشاہ میں ارسال کئے۔

باقر خان ایران کے ایک زبردست اور باافتدار خاندان کارکن تھا۔ اوسکا دادا میرزا یار احمد اصفہانی شاہ اسمٰعیل صفوی کا وکیل تھا۔ اور نجم ثانی اوسکا خطاب تھا۔ باپ بھی خراسان کا دیوان تھا۔ مگر اوسکو گردش زمانہ نے ہندوستان پہونچایا۔ جہانگیر کے زمانہ میں اچھا خاصہ عروج اور فرزند کا خطاب حاصل کیا۔ اکثر معرکوں میں نیکنام رہا۔ گجرات کی صوبہ داری سے الہ آباد کو تبدیل ہوا فنون سپہ گری اور خاصکر تیر اندازی میں کمال رکھتا تھا۔ نظم و نثر و انشا و خط میں کافی دستگاہ تھی۔ ایک فارسی دیوان اوسکی یادگار ہے۔

۲۲ سپہ دار خان (دیوانی رعایت خان)

سپہ دار خان
سنہ ۱۰۴۳ ھ
۱۰۴۵

سنہ ۱۰۴۳ھ میں رمضان المبارک کی پہلی تاریخ سپہ دار خان صوبہ دار گجرات ہوا۔ اور سنہ ۱۰۴۴ھ میں زرباف مخمل کا اسپک[۱] جو احمد آباد کے سرکاری کارخانہ میں گجرات کے ہنروروں اور صنعت گروں نے نہایت کاریگری سے تیار کیا تھا۔ اور جسمیں ایک لاکھ روپیہ لاگت لگا تھا اور نیز مخمل زرباف کے سائبان اور چاندی سونے کے ستون تھے حضور شاہجہاں میں ارسال کیا گیا۔

اس صوبہ دار کا اصلی نام محمد صالح ہے۔ خنجر خان اور سپہ دار خان کا خطاب اور رتبۂ پنج ہزاری حاصل کرکے گجرات کا صوبہ دار ہوا۔ اور گجرات سے ایلچپور کو

[۱] اسپک چھوٹا خیمہ۔ ۱۲

کو تبدیل کیا گیا۔ نہایت پرہیزگار۔ خدا ترس۔ متین۔ عاقل اور دلیر تھا۔ ۱۰۵۴ھ میں انتقال کیا۔

۲۳

سیف خان (دیوانی رعایت خان)

سیف خان
۱۰۴۵ھ

۱۰۴۵ھ میں صفر کی پندرہویں تاریخ سیف خان صوبہ داری گجرات کے عہدۂ جلیلہ پر سرفراز کیا گیا۔ لیکن بد انتظامی کے باعث اسی سال علیحدہ بھی کردیا گیا۔ مگر یہ صوبہ دار اپنے عہدے سے معزول ہو جانے کے بعد احمد آباد ہی میں رہا۔ یہانتک کہ ۱۰۵۰ھ میں اس نے یہیں انتقال[۱] بھی کیا۔ اور حضرت شاہ عالم کے جوار مزار مبارک میں مدفون ہوا۔ چنانچہ سیف خان مردہ اسکی تاریخ وفات ہے۔ حضرت شاہ عالم کی خانقاہ میں جو ایک بڑی عمارت ہے۔ (جس کا نام جماعت خانہ ہے)۔ اسی کی بنوائی ہوئی ہے۔ اور قبّہ کے اندر کے رُخ پر سونا بھی اسی نے چڑھوایا تھا۔

شاہجہاں کا ہمزلف اور جہانگیر کا خاص مورد عنایت و محبّت تھا جب خان جہاں صوبہ دار گجرات ہوکر ۱۰۳۳ھ میں احمد آباد آیا تو اوسکی ضیافت بڑے تکلّف سے کی۔ یہانتک کہ خوان و لنگر سونے چاندی کے تھے۔ اسکی سخاوت اور فیاضی تاریخ میں مشہور ہے۔

---

[۱] ماثر الامرا میں لکھا ہے کہ سیف خان نے بنگالہ میں انتقال کیا۔ مگر ہمارے نزدیک صاحب مراۃ احمدی کا بیان زیادہ معتبر اور مستند ہے۔ اس لئے ہم نے اسی کو متن میں درج کیا ہے۔ ۱۲

اعظم خان (دیوانی رعایت خان میر صابر)

اعظم خان
سنہ ۱۰۴۵ھ – ۱۰۵۲

سیف خان کے عہد صوبہ داری میں مقام چنوال کے کولی مسمی کانھجی نے سوداگروں کا مال و متاع لوٹ لیا۔ اور علاوہ کانھجی کے اور مفسدوں اور سرکشوں نے بھی سر اُٹھایا۔ جب ان تمام سرکشوں کی خبر حضور بادشاہ شاہجہاں تک پہنچی۔ تو ۱۰۴۵ھ کے ذی الحجہ میں اعظم خان کو صوبہ دار گجرات مقرر کیا۔ اسکا اصلی نام میر محمد باقر عرف ارادت خان ہے۔ جسوقت اعظم خان مقام سدھپور سرکار پٹن میں پہونچا۔ تو وہ سب سوداگر جن کا مال و متاع لوٹ لیا گیا تھا۔ اسکے پاس فریادی آئے۔ لہذا اس نے احمد آباد پہونچنے کے پہلے ہی کانھجی کی گوشمالی کی۔ اور تنبیہ مناسب جان کر کانھجی کیطرف توجہ کی۔ کانھجی اسکی افواج قاہرہ کا کیا مقابلہ کر سکتا تھا۔ مجبور ہو کر رات کے وقت اعظم خان کیخدمت میں حاضر ہوا۔ اور جس قدر مال و اسباب تاجروں کا لوٹ لیگیا تھا۔ سب کا سب اعظم خان کے روبرو لاکر حاضر کیا۔ اور نیز آئندہ کیلئے سرکشی اور تمرد نہ کرنے کی ضمانت دی۔ اور اس سب کے علاوہ دس ہزار روپیہ سالانہ پیشکش دینا قبول کر کے اپنی جان اور آبرو بچائی۔

غرض اعظم خان نے اون سب کاٹھیوں اور کولیوں کی قرار واقعی سرکوبی کی۔ جنہوں نے چوری اور رہزنی سے تمام صوبۂ گجرات میں ہنگامۂ بدامنی برپا کر رکھا تھا۔ اور نیز پرگنہ بھیل میں جو شہر احمد آباد کے متصل ہی واقع ہے دو مستحکم قلعے تعمیر کرا کے ایک کا نام اعظم آباد اور دوسرے کا نام خلیل آباد رکھا۔ علاوہ ان دونوں قلعوں کے اور بھی بہت سے قلعہ جات تعمیر کرا کے تھانہ جات مقرر کیے

اور مفسد علاقہ جات کے گنجان درخت اور جنگل کٹوا کر صاف میدان کر دیئے تاکہ لوٹیروں کو قلب مقامات میں بھاگ کر مخفی رہنے کا موقعہ نہ ملے۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام صوبہ میں پورا پورا امن ہو گیا۔ چوری اور ڈکیتی کا نام بھی باقی نہ رہا۔ عام مسافر اور سوداگر لوگ مخدوش مقامات میں بھی نہایت راحت اور اطمینان کے ساتھ سفر کرنے لگے۔ اور نیز قلعہ بھدر کے متصل ایک عالیشان[1] عمارت تعمیر کرائی۔ جسمیں سلطنت مغلیہ کے عہد حکومت تک ایک مدت تک مدرسہ رہا۔ اعظم خان کی بیٹی کا عقد نکاح شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے ہوا تھا۔ جس کے بطن سے سلطان زین العابدین پیدا ہوا۔ باقی جو واقعات اس صوبہ دار کے عہد کے کاٹھیاواڑ میں واقع ہوئے ہیں۔ ان سب کا بیان مرات مصطفےٰ آباد میں کیا گیا ہے۔ عمال پر حساب کی بابت یہ بڑی سختی کرتا تھا۔ آخر کار گجرات سے اسلام آباد عرف متھرا کی صوبہ داری تفویض ہوئی۔ اوصاف حسنہ کیساتھ متصف تھا۔ "اعظم اولیا" (۱۰۶۰ھ) تاریخ وفات ہے۔ اصلی وطن ملک عراق قصبہ سادہ ہے۔

۲۵

میرزا عیسیٰ ترخان (دیوانی میر صابر و مغز الملک)

میرزا عیسیٰ ترخان
۱۰۵۲ھ
۱۰۵۴

۱۰۵۲ھ کے ماہ محرم میں میرزا عیسیٰ ترخان جو میرزا جانی حاکم سندھ کا بھتیجا تھا اور سورٹھ کا فوجدار تھا ملک گجرات کا صوبہ دار ہوا۔ اور اعظم خان صوبہ دار سابق

---

[1] چنانچہ یہ عمارت اس زمانہ تک بھی باقی ہے۔ اور ۱۸۱۲ء سے ۱۸۹۷ء تک اس عمارت میں جیلخانہ سرکار انگلشیہ قرار دیا گیا تھا۔

حضور میں طلب کر لیا گیا۔

میرزا عیسٰے ترخان نے بھی انتظام صوبہ نہایت عمدہ کیا۔ اور بھاگ بٹائی کی رسم کو رواج دیا جسکے صلہ میں اسکو حضور بادشاہ سے علم اور ایک ہاتھی مرحمت ہوا۔ ۱۰۵۳ھ میں بجائے میر صابر کے معز الملک دیوان صوبہ مقرر ہوا۔ اور میرزا دستکام ولد معتمد خان کو بخشی گیری صوبہ گجرات کا خلعت مرحمت ہوا۔ اور اسکے ساتھ بادشاہ نے خلعت و اسپ صوبہ دار عیسٰی ترخان کیلئے بھیجا۔

اثنائے دورہ بمقام سانبھر مرزا عیسٰی ترخان نے وفات پائی۔ ایک سو برس سے زیادہ عمر پائی۔ اخیر تک قوٰی اچھے رہے عیش دولت۔ شیفتہ مسکرات دلدادہ راگ ورنگ تھا۔ اولاد بہت ہوئی۔

۲۶

شاہزادہ محمد اورنگ زیب بہادر (دیوانی معز الملک)

شاہزادہ محمد اورنگ زیب بہادر
۱۰۵۴ھ
۱۰۵۶

۱۰۵۴ھ کے ذی الحجہ کی انتیسویں ۲۹ تاریخ شاہزادہ اورنگ زیب حضور شاہی سے صوبہ دار مقرر ہوکر گجرات روانہ ہوا۔ اور ۱۰۵۵ھ کے ربیع الاول کی پہلی تاریخ احمد آباد میں داخل ہوگیا۔ چونکہ اس شاہزادے نے سرکشوں کی تادیب اور تنبیہ کے کے واسطے بہ نسبت اور صوبہ داروں کے جو گجرات کے صوبہ دار ہوئے تھے زیادہ فوج نوکر رکھی تھی۔ لہذا حضور شاہی سے منصب کا اضافہ ہوا۔

۱۰۵۵ھ میں قاضی طاہر آصف خانی گجرات کا بخشی اور واقعہ نویس مقرر ہوا۔

سنہ ۱۰۵۶ھ میں فیلدار خان نے جو بادشاہ کے حکم کے موافق اورنگ زیب کے ہمراہ گجرات آیا تھا قصبہ وودھا اور چاپانیر میں تھتہر ہاتھی پکڑے۔

شاہزادہ کے عہد صوبہ داری میں واقعہ قتال فرقۂ مہدویہ وقوع پذیر ہوا۔ تفصیل اس واقعہ کی یہ ہی کہ اس فرقہ کا سرگروہ سید راجو مع چندر رفقاء احمد آباد میں آکر اورنگ زیب کا ملازم ہوا۔ یہ شخص باعتبار مذہب کے حنفی المذہب تھا۔ لیکن حضرت امام مہدی کی نسبت اسکا عقیدہ بالکل خلاف مذہب حنفیہ تھا جب اورنگ زیب کو اس عقیدہ کی اطلاع ہوئی تو علمائے وقت سے فتوے لیکر اسکو اور اسکے ہمراہیوں کو جو رستم باغ میں جمع تھے۔ اس عقیدۂ باطلہ سے تائب ہونے کا حکم دیا۔ مگر اُنہوں نے توبہ سے انکار کیا۔ اور شاہزادہ کی فوج کے آدمیوں کے ساتھ مقابلہ اور مقاتلہ سے پیش آئے۔ اور ایک ایک کرکے راجو اور اس کے ہمراہی لڑکر مر گئے۔

چونکہ شاہزادہ اورنگ زیب کے گجرات کے حُسن انتظام سے بادشاہ بہت خوش ہوا اِسلئے حضور میں طلب کرکے منصب میں اضافہ کرکے فوراً بلخ اور بدخشاں کا صوبہ دار مقرر کیا۔

۲۷
شائستہ خان امیر الامراُ (دیوانی معز الملک حافظ ناصر)

شائستہ خان

سنہ ۱۰۵۶ھ – ۱۰۵۸

شاہزادہ اورنگ زیب کے بعد اوسکا ماموں میرزا ابو طالب مخاطب بہ شائستہ خان امیر الامرا صوبہ دار ہوکر سنہ ۱۰۵۶ھ کے ماہ شوال میں احمد آباد داخل ہوا۔ لیکن اس صوبہ دار سے کولیوں اور دیگر سرکشوں کا پورا پورا بندوبست نہ ہوسکا اس سبب سے صوبہ داری گجرات شاہزادہ دارا شکوہ

کو مرحمت ہوئی۔ اور شائستہ خان صوبہ مالوہ کا صوبہ دار ہوا۔ اور منصب دیوانی پر بجائے معز الملک حافظ محمد ناصر مقرر کیا گیا۔ اور متصدی گیری بندر سورت اور بندر کھمبایت کی معز الملک کے سپرد ہوئی۔

۲۷ شاہزادہ محمد داراشکوہ بہادر (دیوانی حافظ محمد ناہر اور میر یحییٰ)

(نیابت غیرت خان)

شاہزادہ محمد داراشکوہ نیابت غیرت خان
سنہ ۱۰۵۸ھ
۱۰۶۲

سنہ ۱۰۵۸ھ کے جمادی الثانی میں شاہزادہ محمد داراشکوہ صوبہ دار گجرات ہوا اور بہادر خان باقی بیگ جو شاہزادہ موصوف کی طرف سے صوبہ بہار میں کام کر رہا تھا۔ نائب صوبہ دار گجرات مقرر ہو کر خطاب غیرت خان سے سرفراز ہوا۔ الغرض جب غیرت خان (نائب صوبہ) سرحد صوبۂ گجرات پر پہونچا۔ زمیندار سردہی نے ایک سو اشرفی اور پندرہ ہزار روپیہ بطور پیشکش نذر دیا۔ بعد اوس کے آٹھویں رمضان شریف سنہ مذکور الصدر کو عین دسہرہ کے روز غیرت خان احمد آباد میں داخل ہوا۔ اور چند مدت میں سرکشی مٹا کر عمدہ انتظام کیا۔

سنہ ۱۰۶۱ھ میں محمد خان غازی سلطان روم کا ایلچی سید محی الدین سلطان موصوف کا نامہ لے کر بندر سورت میں وارد ہوا جب حضور بادشاہ میں اس ایلچی کے آنے کی خبر پہنچی تو حضور سے معرفت گرز بردار ایلچی کے لئے خلعت اور فرمان ارسال کیا گیا۔ اور متصدی بندر سورت کو حکم ہوا کہ ایلچی کو دس ہزار روپیہ بطور مدد خرچ سفر دیکر حضور میں روانہ کرے۔

سنہ ۱۰۶۱ھ میں بجائے حافظ محمد ناصر میر یحیٰی دیوان صوبہ مقرر ہوا۔

اس نائب (غیرت خان) نے ابتدائے نیابت سے انتہا تک تین مرتبہ اضافۂ منصب کا اعزاز حاصل کیا۔ ایک اوائل تقرر سنہ ۱۰۵۹ھ میں اور دوبارہ سنہ ۱۰۶۱ھ میں۔ اسکا نام باقر بیگ ہے۔ شروع میں وہ دارا شکوہ کا نوکر تھا۔ اور وہ اسپر بہت مہربان تھا۔ اور ہمیشہ اوسکی خدمات سے خوش رہا۔ جب گجرات کا صوبہ دار ہوا تو غیرت خان اور بعد میں بہادر خان کا خطاب ملا۔ دارا شکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ کیساتھ اخیر تک رفاقت کی۔ سری نگر سے جدا ہوکر کوہستان کشمیر میں چلا گیا۔ اور وہیں مر گیا۔

شائستہ خان بار دوم (دیوانی میر یحیٰی) [۲۹]

شائستہ خان بار دوم
سنہ ۱۰۶۲ھ
۱۰۶۴

چونکہ شاہزادہ محمد دارا شکوہ مہم قندھار پر مامور کیا گیا تھا۔ اسلئے صوبہ گجرات دوبارہ شائستہ خان کے سپرد ہوا۔ جو اس زمانہ میں صوبہ دکن کے انتظامات کر رہا تھا۔ الغرض اواخر سنہ ۱۰۶۲ھ میں شائستہ خان احمد آباد پہونچکر انتظام صوبہ میں سرگرم ہوا۔

سنہ ۱۰۶۳ھ میں اِس صوبہ دار نے حضور شاہی میں اس مضمون کی درخواست کی کہ حصار احمد آباد مرمت طلب ہے۔ بیس ہزار روپیہ اسکی مرمت میں صرف ہوگا۔ اس درخواست پر دیوان صوبہ کے نام حکم ہوا کہ رقم مطلوبہ صوبہ دار کے حوالہ کیجائے۔

اس صوبہ دار کے عہد میں پرگنہ چنوال کے کولیوں کی پھر شورش بڑھ گئی اور پرگنہ ہائے احمد آباد ودھولقہ وکڑی وجھالاواڑ میں لوٹ مار کرنے لگے تھے۔ اس لحاظ سے صوبہ دار کو ان کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اور سرکشوں کے سرغنہ

کا بجھی کو خارج کر گئے وہاں کی زمینداری قصبہ سانند پرگنہ دھولقہ کے گراسیہ جگمال کے نام قرار دی۔

شائستہ خان شاہجہاں کا سالا ہوتا ہے۔ پنجہزاری اور پنجہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ کا منصب رکھتا تھا۔ پانچ لاکھ روپیہ سالانہ خزانہ عامرہ سے بطور سبندی ملتا تھا۔ شاہجہاں کے زمانہ علالت میں جس قدر خانہ جنگیاں ہوئیں ان میں ہمیشہ اورنگ زیب کا طرفدار رہا۔ اورنگ زیب بھی اسکا بہت احترام کرتا تھا صنعت وحرفت کے فروغ دینے میں اسکو خاص دلچسپی تھی۔ نہایت عاقل۔ معاملہ فہم۔ حلیم اور مدبر اور خلیق اور متواضع تھا۔ سراؤں۔ مسجدوں اور پلوں وغیرہ رفاہ عام کے کاموں میں لکھوکہا روپیہ خرچ کیا۔

۳۰ شاہزادہ محمد مراد بخش بہادر (دیوانی رحمت خان)

شاہزادہ محمد مراد بخش بہادر

۱۰۶۴ سنہ ھ ۱۰۶۸

شاہزادہ محمد مراد بخش نے بکم ربیع الثانی سنہ ۱۰۶۴ھ میں صوبہ مالوہ سے واپس آکر ایک ہزار اشرفی حضور شاہی میں نذر کی۔ اور حضور سے خلعت خاصہ اور گجرات کا صوبہ بدستور شاہزادہ موصوف کو مرحمت کیا گیا۔ اور شائستہ خان پھر مالوہ کو تبدیل کیا گیا۔ شاہزادہ گجرات روانہ ہو کر جب علاقہ جھالوہ پہونچا۔ تو وہاں کے زمیندار سبد شیخن نے فوجدار سادرہ کے ذریعہ سے سات گھوڑے اور پندرہ ہزار روپیہ شاہزادہ کے نذر کیا۔ اور شاہزادہ کے ہمرکاب احمد آباد آکر چھ مہینہ تک شہر میں مقیم رہا۔ بعد اوسکے قطب الدین خان کی سفارش سے زمیندار مذکور کو ایک ہاتھی اور دس اونٹ شاہزادہ نے انعام دئیے۔ اور رخصت بھی عطا کی۔

اور زمیندار چنوال کانجھی نے عدم تمرد کی ضمانت دی۔ اور دسہزار روپیہ سالانہ پیشکش دینا قبول کیا جس کے بعد کانجھی کو اسکے مسکن اصلی میں آباد رہنے کی اجازت ملی۔ اس شاہزادہ کے اس مرتبہ کی صوبہ داری میں میر یحییٰ دیوان کی جگہہ رحمت خان دیوان صوبہ ہوا۔

جگناتھ[۱] زمیندار ایڈر سے بعض آثار سرکشی ظاہر ہوئے اس باعث سے شاہزادے نے اسکے ملک پر چڑھائی کی۔ اور نتیجہ اس فوجکشی کا یہ ہوا کہ جگناتھ شکست کھاکر فرار ہوگیا۔ اور اسکی اولاد ایک مدت دراز تک تباہ رہی۔

سنہ ۱۰۶۷ھ میں شاہجہاں کو ایک سخت مرض لاحق ہوا۔ اور اوسکی خبر تمام ممالک محروسہ میں شایع ہوگئی اس موقعہ پر شاہزادہ دارا شکوہ سے یہ فروگذاشت ہوئی کہ اِس نے خط وکتابت یکقلم بند کردی تاکہ یہ خبر اسکے بھائیوں کو ظاہر ہو۔ اور دار الخلافت میں جو لوگ اُنکے وکیل تھے۔ اِن سب کو مقید کیا۔ ادہر شاہزادہ محمد مراد بخش نے تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ اور اپنا لقب مروج الدین قرار دیکر اپنے نام کا سکہ اور خطبہ بھی جاری کرادیا۔ اور بندر سورت پر ایک فوج روانہ کرکے وہاں کے قلعہ اور خزانے پر بھی قبضہ وتصرف کیا۔ بعد اُسکے رعایائے

[۱] جگناتھ کے بعد تیسرا زمیندار گوپی ناتھ ہوا۔ اِس نے ایڈر پر قبضہ کرلیا۔ لیکن جب شاہی فوج سے ساتھ مقابلہ کیا تو شکست کھاکر فرار ہوگیا۔ اور رکلناتھ کے مندر میں جاکر پناہ لی۔ اِس مندر میں اِسکے پاس افیون نہیں رہی اور چونکہ یہ زمیندار افیون کھانے کا سخت عادی تھا۔ یہانتک کہ سوا سیر افیون روزمرہ کھایا کرتا تھا۔ اس مجبوری سے اس نے مندر کے پجاری کو اپنا ایک طلائی بازو بند اُتار کردیا تاکہ اسکو فروخت کرکے افیون خرید لائے۔ اور دوسرا بازو بند افیون لادینے کے صلہ میں اِس پجاری کو دیدیا۔ لیکن پجاری دونوں بازو بند لیکر روپوش ہوگیا۔ اور یہاں گوپی ناتھ

احمد آباد سے جبراً قہراً پچاس لاکھ روپیہ وصول کر کے تیاری سامان جنگ میں مصروف ہوا۔ بنگالہ میں شاہزادہ محمد شجاع نے بھی خود مختارانہ کارروائی اختیار کی۔

دکن میں شاہزادہ اورنگ زیب جو نہایت درجہ متین شاہزادہ تھا اس نے یہ کارروائی کی کہ بیماری کی خبر سنتے ہی اپنی منتخب فوج کو ہمراہ لیکر باپ کی عیادت کیلئے دکن سے دارالخلافت کی طرف کوچ کیا۔ اور شاہزادہ مراد بخش کو لکھ بھیجا کہ دریائے نربدا سے عبور کر کے مجھ سے آملے۔ الغرض شاہزادہ مراد بخش حسب تحریر اورنگ زیب گجرات میں معتمد خان خواجہ سرا کو اپنا نائب کر کے روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں دونوں شاہزادے باہم ملاقی ہوئے۔ جب اوجین پہنچے تو مہاراجہ جسونت سنگھ اور قاسم خان سے مقابلہ ہوا۔ کیونکہ بادشاہ نے شاہزادہ مراد بخش کی نسبت صوبہ برار تبدیل ہو کر جانے کا فرمان نافذ کرنے کے بعد قاسم خان کو صوبہ دار گجرات مقرر کر کے گجرات روانہ کیا تھا۔ اور یہ ہدایت کردی تھی کہ اگر شاہزادہ نے تعمیل فرمان کی۔ فہوالمراد۔ ورنہ جسونت سنگھ کی مدد سے شاہزادہ موصوف کو نظر بند کر کے حضور میں روانہ کرے۔ شاہزادہ اورنگ زیب کی مقابلہ کرنے کی مرضی نہ تھی۔ جسونت سنگھ کو بہت کچھ کہا۔ مگر اس نے نہ مانا۔ آخر مقابلہ میں خود جسونت سنگھ مع شیر خان شکست کھا کر فرار ہو گیا۔ اور خاتمہ ان واقعات کا یہ ہوا کہ شاہزادہ اورنگ زیب عالمگیر شہنشاہ ہندوستان ہو گیا۔ اور اس نے رحمت خان کو دیوانی صوبہ گجرات پر بدستور بحال رکھ کر میرزا شاہ نواز صفوی کو صوبہ دار گجرات کیا۔

بقیہ حاشیہ۔ افیون کے انتظار میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ ۱۲۔

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر

۱۳۱ میرزا شاہنواز خان صفوی (دیوانی رحمت خان)

میرزا شاہنواز خان صفوی
۱۰۶۹ھ

۱۰۶۹ھ میں ربیع الاول کی سترہویں تاریخ میرزا شاہ نواز خان صفوی گجرات کا صوبہ دار مقرر ہو کر احمد آباد داخل ہوا۔

اور چند روز کے بعد محمد دارا شکوہ ٹھٹھ کی راہ سے علاقہ کچھ[۱] کے دشوار گذار ریگستان کو طے کر کے قریب احمد آباد پہونچا۔ چونکہ میرزا شاہنواز تازہ وارد تھا۔ اور اس وجہ سے اسکے پاس کافی سامان جنگ مقابلہ کا نہیں تھا۔ ناچار اس نے رحمت خان دیوان وغیرہ اُمرا صوبہ کو ہمراہ لیجا کر دارا شکوہ کا استقبال کیا۔ اور دارا شکوہ بخلاف اُمید بہایت آسانی کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔ اور شاہزادہ مراد بخش[۲] کے سامان اور نقدیات پر جو دس لاکھ روپیہ کے قریب ہوگا۔ قابض ہو کر داد و دہش کرنے لگا۔ اور خطابات اور منصب دینے شروع کئے۔ اور لشکر کی فراہمی میں مصروف ہوا۔ اور امینا گجراتی کو بھیج کر سورت کے زرخیز بندر پر بھی قبضہ کر لیا۔ الغرض دارا شکوہ نے احمد آباد میں پانچ ہفتہ قیام کر کے بائیس ہزار فوج اور توپ خانہ وغیرہ سامان جنگ فراہم کر لیا۔ بعد اسکے یکم جمادی الآخر ۱۰۶۹ھ

---

[۱] زمیندار کچھ نے دارا شکوہ کی بہت مدارات کی۔ بلکہ اپنی بیٹی دارا شکوہ کے بیٹے سے منسوب کر دی ۱۲

[۲] مراد کی بیوی شاہ نواز کی بیٹی تھی۔ وہ اس سے ملنے آئی تو اوس نے مشورہ دیا کہ دارا شکوہ کی مدد کرنا چاہیئے۔ کیونکہ صرف اسی تدبیر سے مراد کی رہائی ممکن ہے۔ ۱۲ از تاریخ گجرات مولفہ مسٹر واٹسن صفحہ (۷۷) ۱۲

کو شہر احمد آباد سے بعزم مقابلہ اورنگ زیب اجمیر شریف کی جانب روانہ ہوا۔ اور سید احمد بخاری کو اپنی طرف سے صوبہ دار گجرات کر کے احمد آباد میں چھوڑ گیا۔ اور میرزا شاہ نواز خان صوبہ دار کو مع اس کے ہمراہی سرداروں کے ہمراہ رکاب لیگیا۔

چھبیسویں جمادی الاول سنہ ۱۰۶۹ھ کو دارا شکوہ نے بمقام اجمیر اورنگ زیب کے مقابلہ میں شکست فاش کھائی۔ اور ساتویں روز تباہی زدہ گجرات واپس پہنچا اور شاہنواز خان صفوی لڑائی میں مقتول ہوا۔ الغرض احمد آباد میں پہونچ کر دارا شکوہ نے اور ہی کچھ معاملہ دیکھا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ دارا شکوہ کی شکست سنتے ہی مراد خان نے امراء گجرات سے متفق ہو کر سید احمد بخاری (دارا شکوہ کا مقرر کیا ہوا صوبہ دار گجرات) کو قید کر کے شہر اور قلعہ شہر کا پورا پورا استحکام و بند و بست کر لیا تھا۔ لہذا دارا شکوہ ناچار مایوس ہو کر کڑہی کو راہی ہوا۔ اور یہاں پہونچکر کانجی (کولیوں کا سرگروہ) سے مدد لی۔ جس نے دارا شکوہ کو کچھ[1] تک پہنچا دیا۔ ادھر سردار خان نے دارا شکوہ کے کڑی کو کوچ کر جانے کے بعد تمام واقعہ حضور اورنگ زیب میں لکھ بھیجا۔ اور اسی عرضداشت میں سردار خاں نے یہ بھی لکھا کہ شیر بابی اور عابد بابی اپنے محال جاگیر سے سرکار عالی کی تقدیم خدمت کیلئے احمد آباد آئے۔ چنانچہ جو فرمان اورنگ زیب عالمگیر نے سردار خان کے نام اس عرضداشت کے جواب میں تحریر کیا ہے اس فرمان میں اس مضمون کی اطلاع بابی کا بھی ایک فقرہ[2] لکھا ہے۔ اور سردار خان کو ہدایت کی ہے کہ راجہ جسونت سنگھ

[1] اس مرتبہ زمیندار کچھ نے بھی کچھ توجہ نہ کی۔ مایوس ہو کر سندھ چلا گیا۔ اور وہاں کے زمیندار نے قید کر کے اورنگ زیب کے پاس بھیج دیا۔ ۱۲

[2] تاریخ مرات احمدی فارسی جلد اوّل کا صفحہ (۲۵۹) جس میں خود اورنگ زیب کے لکھے ہوئے

جسکو ہم نے صوبۂ گجرات کے انتظام کرنے کا حکم دیا ہے اُسی کی رفاقت میں رہ کر سرکار عالی کیخدمات بجالاتا رہے۔

اسکا نام میرزا بدیع الزمان ہے۔ اورنگ زیب اور مراد کا خسر تھا۔ اکثر معرکوں میں نمایاں کام کئے۔ تدابیر ملکی میں کامل تھا۔ شکار اور راگ و رنگ کا شائق تھا۔

۳۲
راجہ جسونت سنگھ (دیوانی رحمت خان اور مکرمت خان)

راجہ جسونت سنگھ

۱۰۶۹ سنہ ھ ۱۰۷۲

داراشکوہ جب لڑائی میں شکست فاش کھاکر اجمیر شریف سے فرار ہوا ہے۔ اس لڑائی کے پیشتر ہی ۱۰۶۹ سنہ ھ میں رجب المرجب کی پہلی تاریخ راجہ جسونت سنگھ صوبہ دار گجرات مقرر ہوچکا تھا۔ بعد جنگ داراشکوہ رحمت خان دیوان صوبۂ گجرات اور محمد بیگ ترکمان وغیرہ جو صوبہ گجرات کے ملکی افسروں میں تھے۔ اور جن کو داراشکوہ بزبردستی جنگ اجمیر میں ہمراہ لیگیا تھا یہ سب افسر بھی حضور اورنگ زیب میں گئے۔ چنانچہ بعد دریافت حال اونکی خطائیں معاف ہوئیں اور بدستور سابق اپنے اپنے عہدوں پر گجرات کو رخصت کئے گئے۔

الحاصل ۱۰۶۹ سنہ ھ کی رجب کی سترہویں تاریخ راجہ جسونت سنگھ احمد آباد پہنچکر صوبہ کے انتظام میں مصروف ہوا۔

بقیہ حاشیہ - فرمان بنام سردار خان کا خلاصہ ہے۔ اور اوس خلاصہ میں یہ فقرہ ہے کہ حقیقت آمدن شیر بابی دعا بد بابی از محال جاگیر خود با حمد آباد بجہت تقدیم خدمت سرکار عالی رتبت بوضوع پیوست۔ ۱۲

اسی سنہ ۱۰۶۹ھ میں رمضان المبارک کی پہلی تاریخ حضور عالمگیر سے رحمت خان دیوان صوبہ گجرات کے نام ایک حکم نافذ کیا گیا کہ کل ممالک محروسہ صوبہ میں بھنگ کے بونے کی قطعی ممانعت کردے۔ اور جو کوئی اس حکم کی تعمیل میں تساہل کرے۔ اسکی تنبیہ قرار واقعی کیجائے۔

اسی سال رحمت خان دیوان سرکار روشن آرا بیگم کا دیوان ہوا۔ اور اس کی جگہ مکرمت خان دیوان مقرر ہوا۔ اسی سال کے ۱ ذی الحجہ میں صوبہ گجرات کے تمام غلہ جات[۱] اور تمام پھلوں اور کل کھانے پینے کی اشیاء کا معمولی محصول جو محالات خالصہ بادشاہی میں لیا جاتا تھا۔ اور نیز کل وجوہ راہداری اس سب رقوم کی نسبت حضور عالمگیر سے قطعی معافی کا حکم نافذ کیا گیا۔ اسی سال صوبہ گجرات کے تمام امراء اور جاگیرداروں اور کل منصدیوں اور اہلکاروں کے نام اس مضمون کا فرمان صادر ہوا کہ تمام قلمرو خالصہ میں ہر ایک نشہ والی چیز مثل شراب اور بھنگ وغیرہ اور بوزہ۔ اسی طرح افعال بد چنانچہ قمار بازی و زنا وغیرہ کی قطعی ممانعت کریں۔ اور جو شخص اس حکم کی تعمیل میں کوتاہی کرے اوسکو کامل سزا دیں۔

سنہ ۱۰۷۰ھ میں راجہ جسونت سنگھ کے نام حکم صادر ہوا کہ اپنی تمام فوج

---

[۱] جن فرامین کا ذکر اس صفحہ میں ہے وہ فرمان صوبہ گجرات ہی کے لئے مخصوص نہ تھے بلکہ ہر ایک فرمان تمام ممالک محروسہ کے ہر صوبہ کے واسطے عام تھا۔ اور ترک مسکرات وغیرہ میں یہاں تک اہتمام ہوا کہ تمام ممالک محروسہ میں ان افعال قبیحہ کے دور کرنے کی غرض سے ایک محتسب ملا عوض وجیہہ مقرر کیا گیا۔ جو علماء توران سے تھا۔ اور ہر ہر قصبہ اور قریہ کیلئے احکام شاہی شائع کرنے اور ان افعال شنیعہ کے دفع اور منع کیواسطے کثیر تعداد کے عمال مقرر کر کے ملا عوض وجیہہ کے ماتحت کئے گئے چنانچہ ان فرمانوں کے مضامین بالتفصیل مرآت احمدی میں درج ہے۔ ۱۲

ہمراہ لے کر شاہزادہ محمد معظم کی کمک کیلئے جو سیواجی مرہٹہ کی تنبیہ کی غرض سے دکن بھیجا گیا تھا۔ کہ فوراً روانہ ہو جائے اور تا وقتیکہ صوبہ گجرات کے لئے حضور سے کوئی دوسرا صوبہ دار تجویز کیا جائے۔ اپنی صوبیداری کا چارج قطب الدین خان فوجدار سورٹھ کو دیجائے۔ الغرض ۱۰۷۲ھ کے محرم میں راجہ مذکور دکن روانہ ہو گیا اور قطب الدین خان سورٹھ سے احمد آباد آکر کاروبار صوبہ داری انجام دینے لگا۔

۳۳
میرزا الہراسپ مخاطب بہ مہابت خاں (دیوانی مکرمت خاں و حاجی شفیع خان)

مہابت خان
سنہ ۱۰۷۲ — ۱۰۷۷ھ

۱۰۷۲ھ میں ذی الحجہ کی سولہویں تاریخ بعد تغیر جسونت سنگھ مہابت خان صوبہ دار گجرات مقرر ہوا۔ اور ۱۰۷۳ھ کے ماہ ربیع الاول کی سترہویں تاریخ شہر احمد آباد میں داخل ہو کر اپنے عہدہ کا کام انجام دینے لگا۔ چونکہ ایڈر میں فساد اور طرح طرح کی بدنظمیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ اس لحاظ سے مہابت خاں نے سردار خان کو خدمت فوجداری بھروچ سے بدلکر فوجدار ایڈر مقرر کیا۔ اور حکم ناطق دیا کہ اس پرگنہ کے سرکش لوگوں سے جو سر اٹھائے اور شورش برپا کرے اسکو اسکے جرم کی حیثیت کے مطابق سزا دے اور شور و فساد کا نام سرزمین ایڈر میں باقی نہ رکھے۔

۱۰۷۳ھ کے اواخر میں میر بزرگ نے عہدۂ صدارت صوبۂ احمد آباد سے سربلندی حاصل کی۔

مہابت خان کے عہد صوبہ داری کا مشہور واقعہ یہ ہے کہ بلوچ قوم کے ایک شخص نے بیرم گاؤں اور چنوال کے نواح میں دارا شکوہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور بہت سے فتنہ جو اوباش بھی آکر اس جھوٹے مدعی سے ملگئے۔ اور گرد و نواح میں فتنہ و فساد برپا کرنے لگے۔ خصوصاً کولیان بغاوت سرشت کا فرقہ

بھی اس سے متفق اور موافق ہوگیا۔ جس سے اسکی شورش کو بہت کچھ ترقی ہوگئی۔ مگر مہابت خاں نے اپنے دلیری اور حسن تدبیر سے اسکی جمعیت کو پراگندہ کر کے باغی کولیوں کو قرار واقعی سزا دی۔ اور جعلی داراشکوہ آوارۂ دشت گمنامی ہو کر واللہ اعلم کہاں چلدیا۔ اور اس سورش کا خاتمہ ہوگیا۔

لہ انھیں ایام میں حضور شاہی سے مہابت خان کے نام اس مضمون کا فرمان صادر ہوا کہ دودا کولی کی تنبیہ کے لئے جو ایک بہادر اور مشہور رہ زن تھا شیر بابی کو اس کے تعاقب میں پانچ سو سوار کی جمعیت سے مقرر کیا۔ یہ کارروائی نہایت مناسب ہوئی۔ براہ احتیاط اور ایک سو سوار کمکی بھی شیر بابی کی ہمراہی میں متعین کردو۔ اسوقت شیر خان بابی جو اعلیٰ درجہ کا بہادر تھا۔ لوسکو چنوال جیسا سرکش حصّہ صوبہ سپرد ہوا۔ مگر یہاں کی سرکشی کو بہت ہی کم مدت میں بہت کچھ مٹا دیا۔

لہ۔ اسی زمانہ میں سیواجی مرہٹہ کا بندر سورت کو نہایت بیرحمی سے لوٹنا صاحب مرآۃ احمدی نے لکھا ہے۔ اور چونکہ اس وقت اس بندر میں شہر پناہ نہیں تھی اس سبب سے مرہٹوں کو لوٹ مار کا خوب موقع ملا۔ اس تاراج گری میں تجار ہی نہیں۔ بلکہ عام رعایا کو بھی بہت نقصان پہونچا۔ غرض سیواجی اور اوس کے ہمراہی سورت اور اسکے گرد نواح کے علاقجات کو تاراج کرتے ہوئے واپس بھاگ گئے۔ یہ سنتے ہی مہابت خان نے سیوا پر فوجکشی کی جسمیں بعض بعض فوجدار اپنے اپنے زمینداروں کی جمعیت کو ہمراہ لئے ہوئے اسکے ساتھ بجا آوری خدمات کے لئے موجود تھے۔ چنانچہ تفصیل ہمراہیوں کی یہ ہے۔ فوجدار دھولقہ مع جگمال جاگیردار سانند جس جاگیردار کے ساتھ دو سو سوار تھے۔ اور زمیندار ڈونگرپور جسکے ہمراہ ایک ہزار سوار تھے۔ سید حسن فوجدار مع شادی مل زمیندار ایدر جس زمیندار کے ساتھ دو سو سوار تھے۔ محمد عابد مع

جلوس عالمگیر کے ساتویں سال جو ۱۰۷۴ھ کے مطابق تھا۔ حضور شاہی سے تمام ممالک محروسہ کے لئے عموماً یہ حکم نافذ ہوا کہ تمام صوبہ جات میں مدارس قائم کئے جائیں۔ اور کیا مبتدی کیا منتہی ہر درجہ کے طلبہ صرف مدرسوں کی تصدیق پر وظیفہ (مقررہ درماہہ) پایا کریں۔ چنانچہ اس حکم کی رو سے احمد آباد پیران پٹن اور سورت وغیرہ میں مدرس مقرر کئے گئے۔ اور اکثر طالب علموں کے لئے وظیفوں کی منظوری ہوئی۔

اسی ۱۰۷۴ھ میں مہابت خان صوبہ دار نے اطراف و جوانب سے بہت کچھ تانبا منگوا کر اور آہنی سکہ کی عوض پیسے کا مسی سکہ ضرب و لوا کر اوسکو جاری کیا۔ اس کارروائی کی ضرورت اسوجہ سے پیش آئی تھی کہ تانبے کی کمی کے باعث چند مدت سے احمد آباد میں پیسے کا سکہ لوہے پر ضرب ہوکر رائج کیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے تجار اور پیشہ وروں کے داد و ستد میں بہت بڑا فتور واقع تھا۔ مگر اس صوبہ دار کے حسن تدبیر سے اس فتور کی اصلاح ہو گئی۔ اور بدستور مسی سکہ رائج ہوا۔

۱۰۷۶ھ میں مکرمت خان دیوان صوبہ نے وفات پائی۔ اور حاجی شفیع خان

بقیہ حاشیہ۔ دو سو سوار۔ سبل سنگھ وغیرہ زمینداران ڈھوان مع پانسو سوار۔ زمیندار مانڈولال کلیان مع دو سو سوار۔ زمیندار ایلول معمولہ پرگنہ احمد نگر مع پچاس سوار۔ زمیندار لوناواڑہ مع پانسو سوار۔ زمیندار بیلیپار مع تین سو سوار۔ الغرض مہابت خان خاص اپنی فوج اور یہ تمام فوج جسکی تفصیل بیان ہوئی ہمراہ لیکر لواح بندر سورت میں پہنچا۔ مگر مرہٹے بھاگ نکلے تھے۔ مہابت خان نے تین ماہ تک قیام کیا۔ اور قریب تین لاکھ روپیہ کے پیشکش وصول کرتا ہوا احمد آباد واپس آیا۔ بعد متصدی بندر سورت نے حصار شہر تعمیر کرایا۔ ۱۲

صوبہ گجرات کا دیوان مقرر ہوا۔

سنہ ۱۰۷۷ھ کے ماہ شوال میں مہابت خان حسب طلب حضور عالمگیر میں روانہ ہوا۔

۳۴

سیّد خان جہان بہادر ظفر جنگ کوکلتاش (دیوانی حاجی شفیع خان و خواجہ محمد ہاشم)

سید خانجہان بہادر ظفر جنگ کوکلتاش

سنہ ۱۰۷۸ - ۱۰۸۱ھ

سنہ ۱۰۷۸ھ کے ماہ ربیع الثانی میں بہادر خان عرف خان جہان کوکہ جو الہ آباد کی صوبہ داری کا کام انجام دیتا تھا۔ گجرات کا صوبہ دار ہوا۔ اور فرمان نافذ کیا گیا کہ الہ وردی خان کو صوبہ داری الہ آباد کا چارج دیکر صوبہ گجرات میں احمد آباد روانہ ہو جائے۔ چنانچہ صوبہ دار مذکور اسی سنہ کے شوال کی گیارہویں تاریخ احمد آباد پہونچکر صوبہ کے انتظام میں سرگرم ہوا۔

سنہ ۱۰۷۹ھ میں حاجی شفیع خان دیوان کی جگہہ خواجہ محمد ہاشم دیوان ہوا۔

اس کا اصلی نام میر ملک حسین ہے۔ اسکا باپ میر ابو المعالی خوانی تھا۔ جو بہت درویش اور متقی تھا۔ میر ملک حسین اورنگ زیب کا دودھ بھائی تھا شروع سے اوسکا طرفدار رہا۔ پنجہزاری اور پنج ہزار سوار کے منصب اور گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا۔ اور بڑی قابلیت کے ساتھ صوبہ کا انتظام کیا۔ جس کے صلہ میں منصب ششش ہزاری اور شش ہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ مع خلعت خاصہ دجمدھر مرصع و ماہی مراتب حاصل کر کے دکن کا صوبہ دار ہوا۔

بیماری کی حالت میں بادشاہ عیادت کو بہ نفس نفیس تشریف لے گئے خان جہان نے عرض کیا کہ اگر معرکۂ جنگ میں کام آتا تو آرزو پوری ہوتی۔

بادشاہ نے فرمایا کہ تم نے تمام عمر نہایت اخلاص کے ساتھ جاں نثاری میں گذاری جو نہایت قابل عزت ہے۔ خلیق۔ عقیل۔ کم گو۔ صاحبِ سیف و قلم تھا۔ حق بات کہنے میں بیباک تھا۔

۳۵ راجہ جسونت سنگھ بار دوم (دیوانی شیخ نظام الدین)

راجہ جسونت سنگھ
۱۰۸۱ھ - ۱۰۸۳ھ

سنہ ۱۰۸۱ھ میں راجہ جسونت سنگھ دکن سے واپس آکر برہان پور میں مقیم تھا کہ حضور شاہی سے دوبارہ صوبہ داری گجرات کا منصب جلیلہ اس کے نامزد ہوا اور اسی سال کے ربیع الثانی میں احمد آباد آکر نہایت سرگرمی سے اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ اور جاگیر میں اسکو پرگنہ ٹیلاد اور دھندوقہ مرحمت کئے گئے۔ اور چونکہ اسکے ذمہ ایک کثیر تعداد کی رقم کا سرکاری مطالبہ تھا اس سبب سے یہ حکم ہوا کہ دو لاکھ روپیہ سالانہ خزانہ عامرہ میں داخل کرتا رہے۔ مگر جسونت سنگھ کے وکیل نے جو حضور شاہی میں حاضر رہا کرتا تھا۔ عرض کی کہ ان پرگنہ جات کی آمدنی کم ہے۔ اور انتظام صوبۂ گجرات کے واسطے پانچ ہزار فوج رکھنا ضروری امر ہے بدیں وجہ اس قدر کثیر رقم سالانہ ادا نہ ہو سکیگی۔ اس عرضداشت پر حکم ہوا کہ سال حال میں صرف پچاس ہزار روپیہ ادا کرے۔ اور اوس کے بعد جیسا حکم ہو اس حکم کے موافق ادا کرنا ہوگا۔

سنہ ۱۰۸۲ھ میں تماجی زمیندار ہالار (جس کو قطب الدین خان نے نکالکر نوانگر پر قبضہ کر لیا تھا۔) کو اسلام نگر (نوانگر) پھر مرحمت ہوا۔ چنانچہ اسکا مفصل بیان مرات مصطفےٰ آباد میں کیا جائے گا۔

اسی سال کے جمادی الاول میں شیخ نظام الدین احمد دیوان صوبۂ گجرات

مقرر ہوا۔

۱۰۸۳ھ میں جو محصول بیوپاریوں اور تاجروں سے فی گاڑی اور فی اونٹ اور فی بیل اثنار راہ میں جاگیردار لیا کرتے تھے اسکی شاہنشاہ عالمگیر کیطرف سے ممانعت ہوئی۔ اور محصول ماہی گیری جو ماہی گیروں سے لیا جاتا تھا اور وہ محصول جو ترکاری اور گھاس اور لکڑی وغیرہ پر (جو جنگل سے لاکر فروخت کیجاتی تھیں) لیا جاتا تھا سب کا سب معاف کردیا گیا۔ اور محصولات جاترا جو قدیم سے ہندوؤں کے زمانہ سے ہندوؤں کو دینے پڑتے تھے سب شاہی حکم سے معاف کئے گئے۔

جسونت سنگھ جودھپور راجہ گجسنگھ کا بیٹا ہے۔ عہد شاہجہانی میں اول راجہ اور پھر مہاراجہ کا خطاب عطا ہوا۔ ہنگامہ خانہ جنگی میں اورنگ زیب سے لڑا۔ اور بعد میں اوسکا طرفدار ہوکر شجاع کے مقابلہ کے لئے بھیجا گیا۔ لیکن دغا کی۔ مگر اورنگ زیب نے بے قصور معاف کردیا۔ ہفت ہزاری اور ہفت ہزار سوار اور پنج ہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ کا منصب حاصل کرکے گجرات کا صوبہ دار ہوا۔ چالاک اور فیاض سردار تھا۔

۳۶
عمدۃ الملک حافظ محمد امین خان (دیوانی شیخ نظام الدین احمد محمد شریف عبداللطیف)

عمدۃ الملک حافظ محمد امین خان
۱۰۸۳ھ
۱۰۹۳

عمدۃ الملک محمد امین خان جب کابل سے پشاور واپس آیا تو گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا گیا۔ اور راجہ جسونت سنگھ کو حکم ہوا کہ محمد امین خان کو چارج دیکر حاضر حضور ہو۔ چنانچہ محمد امین خان ۱۰۸۳ھ کے جمادی الثانی کی بارھویں تاریخ موضع کالی میں جو احمد آباد سے تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جسونت سنگھ سے ملاقات

کر کے احمد آباد داخل ہوا۔ اور اسی اثنار میں سرکار ٹپن اور بیرم گاؤں کے لئے بھی اکثر عمال اور فوجدار مقرر کئے گئے۔ منجملہ اون سب لوگوں کے محمد مظفر بابی منصب چار صدی ذات و چار صد سوار بلا شرط شر وط پر فوجدار پرگنہ کڑی مقرر ہوا۔ اور محمد مبارز بابی تھانہ دار الوریہ محمولہ پرگنہ کڑی کیا گیا۔

کمال خان جالوری فوجدار پالن پور جو معزول کر دیا گیا تھا۔ بدستور اپنے عہدہ پر بحال ہوا۔

۱۰۸۷ھ میں چھتر ہزار تین سو روپیہ کی لاگت سے موضع دودھ کی مسجد اور سرائے کی تعمیر ختم ہوی۔ اور حصار احمد آباد اور بعض عمارات قلعہ بھدر کی مرمت کی گئی۔ اسی سال شیخ نظام الدین دیوان صوبۂ گجرات صوبہ مالوہ کو تبدیل کیا گیا اور اوسکی جگہ محمد شریف دیوانی گجرات پر مقرر کیا گیا۔

محمد امین خان بند وبست صوبہ اور کاٹھیاواڑ علاقہ سرکار ٹپن کے سرکشوں سے پیشکش وصول کرنے کیلئے روانہ ہوا اور کامل چار مہینہ تک ان سرکشوں کی تنبیہ اور تادیب میں مصروف رہا۔

حضور شاہی میں یہ شکایت پہنچی کہ چودھری اور مقدم لوگ خود ہی دیہات اجارہ سے لیتے ہیں۔ اور رعایا پر طرح طرح کے ظلم و تعدی کرتے ہیں۔ اسلئے دیوان صوبۂ گجرات کے نام حکم نافذ کیا گیا کہ صوبہ کے جاگیرداروں میں کوئی شخص اجارہ داری نہ کرے۔ اور رعایا سے زیادہ ستانی بالکل نہ کیجائے۔

۱۰۸۸ھ میں شاہ اورنگ زیب عالمگیر راجپوتوں کے استیصال کی غرض سے اجمیر شریف میں رونق افروز تھا۔ کہ اسی اثنار میں محمد امین خان کے نام فرمان طلب نافذ کیا گیا۔ اور ایک دوسرا حکم دیوان صوبہ گجرات کے نام اس مضمون کا جاری کیا گیا کہ ایک سو سنتالیس اشرفی اور پانچ لاکھ روپیہ نقد جو بیدرہ تاریخ

محرّم سنہ ۱۰۸۹ھ تک موجودات خزانہ تھے محمدؐ امین خان کے ہمراہ حضور میں روانہ کردے۔ اس حکم کے بعد محمدؐ امین خان اپنی فوج آراستہ کرکے روانہ ہوا اور کوچ در کوچ گیارہویں روز اجمیر شریف پہنچ کر دولت آستانبوسی حاصل کی اور نوازش خلعت بادشاہی سے سرفراز ہوکر بعد حصول رخصت واپس آیا[1]

سیف خان کے بنائے ہوئے مدرسہ۔ مسجد اور حمام اور دارالشفاء کی نسبت مرمت کئے جانے کی منظوری ہوئی۔

اسی زمانہ میں جب لشکر عالمگیری نے راجپوتوں کی جمعیت کا شیرازہ توڑ کر اون کو متفرق کردیا تو رانا اودے پور کا چھوٹا بیٹا بھیم سنگھ راجپوتوں کی معقول جمعیّت کے ساتھ پہاڑوں کے دشوار گذار راستوں کو طے کرکے گجرات

---

[1] تاریخ گجرات وائسن میں لکھا ہے کہ عمدۃ الملک محمدؐ امین خان سنہ ۱۶۷۲ء میں گجرات کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ اور سنہ ۱۶۸۰ء میں شاہی حکم سے اجمیر بلایا گیا۔ اور اوسکی جگہ اوسی نام کا دوسرا صوبہ دار مقرر ہوا۔ جو سنہ ۱۶۸۳ء تک رہا۔ اور ماثر عالمگیری سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۲ صفر سنہ ۱۰۸۳ھ میں محمدؐ امین خان صوبہ دار احمد آباد ہوا۔ اور شوال سنہ ۱۰۹۰ھ میں اودے پور کی مہم میں شریک ہونے کے لئے حافظ محمدؐ امین خان صوبہ دار احمد آباد اجمیر بلایا گیا۔ اور صفر سنہ ۱۰۹۱ھ میں واپسی کی اجازت ہوئی۔ اور سنہ ۱۰۹۳ھ تک احمد آباد میں صوبہ داری کا کام انجام دیتا رہا۔ کتاب مذکور میں تقرر کے وقت صرف محمدؐ امین خان اور دیگر مقامات میں حافظ محمدؐ امین خان لکھا ہے۔ اور نیز مرات احمدی میں بعض جگہ عمدۃ الملک محمدؐ امین خان اور بعض جگہ صرف محمدؐ امین خان لکھا۔ شاید اسی اختلاف سے مورّخ موصوف نے قیاس کیا ہو کہ محمدؐ امین دو ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ محمدؐ امین خان ایک شخص ہے جو سنہ ۱۰۸۳ھ سے سنہ ۱۰۹۳ھ تک گجرات کا صوبہ دار رہا۔ اور چونکہ گجرات میں پہونچ کر اِس نے قرآن شریف حفظ کیا تھا اِس لئے شاہنشاہ عالمگیر اوس کو

آپہونچا۔ اور نہایت بے باکانہ قصبۂ بڑنگر اور بیل نگرا ور چند دیہات کو تاراج کرکے چل دیا۔ ایک جانب زمیندار ایڈر نے جو آوارہ گردی میں مبتلا تھا۔ موقع پاکر اور راجپوتوں کی ایک جماعت فراہم کرکے ایڈر پر قبضہ کرلیا۔ محمد امین خان نے اس زمیندار کی سرکوبی کیلئے بہلول شیرانی کو بھیجا۔ بہلول نے جاکر ایسی بہادری اور دانشمندی کے ساتھ قلعہ پر حملہ کیا کہ راجہ کو سراسیمہ ہوکر قلعہ سے بھاگ جانا پڑا۔ اکثر راجپوتوں کو قتل اور قید کیا۔ بقیۃ السیف نے بھاگ کر جان بچائی۔ اور خود راجہ بھاگ کر پہاڑ کی کسی ایسی گھاٹی میں جا چھپا کہ ہر چند بہلول نے ڈھونڈا لیکن کچھ پتہ نہ ملا۔ آخر کار راجہ مذکور افیون نہ ملنے کے سبب سے ہلاک ہوگیا۔ اور ایک خاکروب اوسکا سر کاٹ کر بہلول کے پاس لے آیا۔ اور بہلول نے اس سر کو قیدیوں کے شمول میں محمد امین خان کی طرف روانہ کردیا۔ اور محمد امین خان نے بہلول کی بہت تعریف کرکے اسکی حسن کارگزاری کی عرضداشت حضور شاہی میں مرسل کی۔ اور نیز خبرنویسوں کی تحریر سے حضور شاہی میں بہلول کی دلاوری کی خبریں پہونچ کر ملاحظہ سے گذریں اسلئے حضور سے بہلول کا اضافہ منصب ہوا۔ اور فوجداری ایڈر سے سرفراز کیا گیا۔

سنہ ۱۰۹۳ھ کے جمادی الثانی کی دوسری تاریخ آدھی رات کے وقت محمد امین خان نے وفات پائی۔ اور قلعہ ارک میں دفن کیا گیا۔ اور قبر پر گنبد اور گنبد کے متصل ہی ایک مسجد بھی تعمیر کرادی گئی۔

محمد امین خان نے صوبۂ گجرات کا بندوبست اس درجہ خوش انتظامی

بقیہ حاشیہ۔ حافظ محمد امین کہنے لگا۔ اور اسلئے مآثر عالمگیری میں تقرر کے موقع پر اسکو محمد امین خان اور دیگر مقامات میں حافظ محمد امین خان لکھا ہے۔ ۱۲۔

در ایسے حسن تدبیر کے ساتھ کیا کہ خود شاہ اورنگ زیب عالمگیر گاہ بہ گاہ اوسکے خوش انتظامی کی تعریف کیا کرتا تھا۔ اور ان الفاظ سے تعریف کرتا تھا کہ محمد امین خان جیسا عمدہ انتظام گجرات میں کبھی ناظم نے نہیں کیا۔

الغرض اسکے انتقال کے بعد عارضی طور سے حکم شاہی کے رو سے شاہ وردی خان صوبہ داری گجرات کا کام انجام دینے لگا۔

ابتدا سے اورنگ زیب کا طرفدار رہا۔ بڑے بڑے مناصب عالیہ پر سرفراز ہوا۔ نہایت عالی اور متعصب شیعہ تھا۔ چونکہ لاولد تھا۔ اسلئے اوسکا ترکہ یعنی ۵۷ لاکھ نقد اور ایک لاکھ پینتیس ہزار اشرفی و ابراہیمی اور ۷۶ ہاتھی اور دیگر اجناس وسامان داخل خزانہ بیت المال ہوا۔ بڑی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ اِس لئے اورنگ زیب اوسکو حافظ محمد امین خان لکھتا تھا۔ کوئی ہندو اوسکے مکان میں نہیں جا سکتا تھا۔ اگر کبھی راجہ جاتا تھا تو مکان دُھلتا تھا۔ اور لباس اور فرش بدلے جاتے تھے۔

۳۷

مختار خان (دیوانی محمد لطیف و محمد طاہر مخاطب بامانت خان)

مختار خان
۱۰۹۳ سنہ ھ ۱۰۹۶

عمدۃ الملک محمد امین خان کے بعد چند روز تک عارضی طور پر شاہ وردی خان صوبہ گجرات کی نگرانی کرتا رہا یہاں تک کہ اسی ۱۰۹۳ سنہ ھ میں مختار خان صوبہ دار مالوہ صوبۂ گجرات مقرر ہوکر رمضان شریف کی چوتھی تاریخ بلدۂ احمد آباد میں داخل ہوا۔ اِس صوبہ دار نے سب انتظاموں کے پیشتر یہ کارروائی کی کہ صوبہ کے تمام مفسدوں اور سرکشوں سے پیشکش وصول کرنے اور سبب سے عدم تمرد اور سرکشی کی ضمانتیں لینے کی غرض سے دورہ کرکے دونوں کارروائیوں

سکا تکملہ کیا۔

اس صوبہ دار کے عہد میں وقائع نگار صوبہ کی تحریر سے بادشاہ کو یہ خبر پہنچی کہ مسمی مونگیا وغیرہ چار گراسیہ (جاگیردار) موقع جلواسن پرگنہ کڑی کے جن چاروں کو محمد مظفر بابی نے مفسدہ پردازی اور سرکشی کے جرائم میں گرفتار کر کے محمد امین خان صوبہ دار سابق کے پاس بھیجدیا تھا اور خان موصوف نے ان سب کو کوتوالی چبوترہ میں مقید کردیا تھا۔ اسوقت وہ سب گراسیہ قید سے رہا کردئے گئے ہیں۔ اور علاوہ ان چاروں کے اور بھی اکثر مفسد اور متمرد جنکو محمد امین خان نے قید کر رکھا تھا رہا کئے جاتے ہیں۔ جو قید سے رہائی پاکر وہی فتنہ وفساد برپا کرنے کا معمولی پیشہ اختیار کرتے ہیں۔ اسلئے دیوان صوبہ گجرات سے اس بارے میں جواب طلب کیا گیا۔ اور تاکید کیگئی کہ آیندہ کوئی مفسد رہا نہ کیا جائے۔ ورنہ اس کی بازپرس دیوان سے کیجائے گی۔

اسی سنہ ۱۰۹۳ھ کے آخر میں عہدۂ دیوانی صوبہ محمد طاہر کو مرحمت کیا گیا۔ جو آیندہ بخطاب امانت خان اور اسکے بعد بخطاب اعتماد خان سرفراز ہوا۔

اسی سال میں بعض باشندگان احمدآباد حضور شاہی میں حاضر ہوکر فریادی ہوئے کہ بعد انتقال محمد امین خان صوبہ دار یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ فیلبان اور شتربان میوہ دار درخت کاٹ ڈالتے ہیں اور جب اون کو منع کیا جاتا ہے تو گالی گلوچ سے پیش آتے ہیں۔ اسپر حکم ہوا کہ فیلبانوں اور شتربانوں سے مچلکہ لیا جائے کہ آیندہ کبھی اس امر کے مرتکب نہ ہونگے۔ اور جس قدر درخت کاٹے گئے ہیں اُن کی واجبی قیمت دلائی جائے۔

سنہ ۱۰۹۶ھ میں گجرات میں قحط پڑا جسمیں گرانی کیوجہ سے رعایا بہت

پریشان تھی۔ آخر شیخ الاسلام قاضی القضاۃ کے استدعا پر ایک سال کے لئے غلہ کا محصول معاف ہوا۔ اور اس کے علاوہ بھی بہت رعایتیں کی گئیں۔

سلخ جمادی الاولیٰ ۱۰۹۶؁ھ میں مختار خان نے احمد آباد میں وفات پائی اور شاہ علی جی گام دھنی کے مقبرہ میں امانتہً دفن کیا گیا۔ اور چند روز کے بعد دوسری جگھہ لیجا کر دفن کیا گیا۔

نہایت مُدبر اور فیاض اور نام آور تھا۔ اصلی نام میر شمس الدین تھا۔ سبزوار کا رہنے والا اور قبیلہ بنی مختار سے تھا۔ اسکی پوتی کی شادی شاہزادہ بیدار بخت سے ہوئی تھی۔ اوسکا بیٹا قمر الدین مختار خان گجرات کے تعیناتیوں میں تھا۔

۳۸ شاہزادہ محمد اعظم شاہ (نیابت کار طلب خان مخاطب بہ شجاعت خان)

(دیوانی محمد طاہر و محمد حسن و خواجہ عبد الحمید)

شاہزادہ محمد اعظم شاہ
۱۰۹۶؁ھ
۱۰۹۹

جب مختار خان کے انتقال کی خبر حضور شاہی میں پہنچی۔ گجرات کی صوبہ داری کا عہدہ اسی ۱۰۹۶؁ھ میں شاہزادہ محمد اعظم کے نامزد کیا گیا۔ اور کار طلب خان متصدی[۱] بندر سورت نائب شاہزادہ موصوف مقرر کیا گیا۔ چنانچہ نائب مذکور اسی سال کے

[۱] مسٹر واٹسن اپنی تاریخ گجرات کے صفحہ ۸۱ میں گورنر سورٹھ لکھتا ہے لیکن شاید تصحیف ہے ۱۲۔

رجب المرجب کی دوسری تاریخ کو داخل شہر احمد آباد ہو کر اور قمر الدین خان (مختار خان کا بیٹا) کو فرمان شاہی دکھا کر اپنے مفوضہ عہدہ پر قایم ہو گیا۔ کارطلب خان نے احمد آباد آتے ہی بندوبست کی پختگی اور شاہراہوں کی حفاظت کی غرض سے جابجا تھانہ جات پر اپنے آدمی متعین کر دیئے۔

سنہ ۱۰۹۷ھ میں چونکہ قحط کی حالت سال گذشتہ کی مانند تھی اسلئے بحسب استدعائے دیوان صوبہ محکمہ سائر کے عمال کے نام حکم نافذ ہوا کہ تاارزانی محصول غلہ جات ہرگز نہ لیا جائے۔

سنہ ۱۰۹۸ھ میں محمد طاہر کو اضافہ منصب اور امانت خان کا خطاب مرحمت ہوا۔

اسی سال دیوان صوبہ کو حکم ہوا کہ سات ہزار روپیہ خزانہ شاہی سے لیکر غربا احمد آباد کو اپنے ہاتھ سے تقسیم کر دے۔ اور اسی خزانہ سے دو ہزار روپیہ لے کر سید محمد سجادہ نشین حضرت شاہ عالم قدس سرہٗ کے حوالہ کر دے۔

سنہ ۱۰۹۹ھ میں جودھپور کے فوجدار عنایت خان نے وفات پائی۔ اِس سبب سے بہ حکم شاہی کارطلب خان جودھپور پہنچ کر بجائے عنایت خان انتظام میں مصروف ہوا۔ اور نیابت صوبہ گجرات کی نسبت تجویز در پیش ہنوز یہ عہدہ کسی کے نامزد نہیں ہوا تھا کہ کارطلب خان کے جودھپور جانے اور بجائے عنایت خان انتظام کرنے کی خبر جودھپور و احمد آباد میں شائع ہو گئی۔ چونکہ کارطلب خان کی تمام فوج اور ہمراہی باشندۂ احمد آباد تھے اسلئے اس خبر کو سُن کر بہت پریشان ہوئے۔ اور نوکری چھوڑ چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے۔ کارطاب خان نے یہ معاملہ دیکھ کر صورت حال حضور میں عرض کی۔

کارطلب خان (شجاعت خان) دیوانی امانت خان (معتمد خان) ۳۹

کارطلب خان مخاطب بہ شجاعت خان سنہ ۱۰۹۹ھ ۱۱۱۳

چونکہ کارطلب خان نے اپنی نیابت صوبہ گجرات کے زمانہ میں اپنے حسن انتظام اور اپنی دلاوری کے سبب سے اپنی کارگذاری اور شجاعت کا سکہ جما دیا تھا اس لحاظ سے جب اس نے حالات مذکورہ بالا کی مفصل عرضداشت حضور شاہی میں عرض کی تو صوبہ داری گجرات سنہ ۱۰۹۹ھ میں اصالتاً کارطلب خان کو عنایت ہوئی۔ اور علاوہ اضافہ کے جودھپور کی فوجداری جو صوبہ اجمیر اور پٹن کے مضافات میں تھا اور ایک کروڑ دام انعام اور شجاعت خان خطاب مع علم و نقارہ اور ایک زنجیر فیل بھی مرحمت ہوا۔ کارطلب خان جب مستقل صوبہ دار ہولیا تو اوس نے کاظم بیگ کو جو بڑا دلاور اور بہت جری آدمی تھا۔ جودھپور میں اپنا نائب کیا۔ کیونکہ درگا داس راٹھور اور راجہ جسونت سنگھ کے بیٹے اجیت سنگھ کی سرکشی کے سبب سے جودھپور میں ایک بڑے زبردست اور بہادر آدمی کی ضرورت تھی۔

اسی سال امانت خان دیوان صوبہ گجرات کی مالی امور میں حسن خدمات کا اعتراف کیا گیا۔ اور اوسکو معتمد خان کا خطاب اور ضمیمہ دیوانی صوبہ احمد آباد عطا ہوا۔ اور بندر سورت کی متصدیگری بھی اسی کو مرحمت کی گئی۔ جو اس سے پیشتر مختار خان کے سپرد تھی۔ اور سید محمد حسن ادریس خان کا بھتیجا نیابت دیوانی کے عہدہ سے سرفراز کیا گیا۔

سنہ ۱۱۰۱ھ میں شجاعت خان مارواڑ گیا۔ اور یہ قاعدہ قرار دیا کہ چھ مہینہ

احمد آباد اور چھ مہینے مارواڑ رہا کرتا تھا۔ اور اوسکی عدم موجودگی کے زمانہ میں دیوان بہار یداس دیوان خانگی اور قاضی وغیرہ متصدیان بادشاہی کے مشورے سے شجاعت خان کا کام انجام دیا کرتے تھے۔

جب شجاعت خان دوبارہ کاٹھیاواڑ آیا ہے تو صفدر خان بابی کو اس نے نائب فوجدار پٹن مقرر کیا۔ اس صوبہ دار کے عہد میں بندوبست نہایت عمدہ رہا۔ اور تمام مقامات میں ہر قسم کا امن قائم ہوگیا۔

سنہ ۱۱۰۱ھ میں اس نے قلعہ اعظم آباد کی مرمت کی۔ اور سنہ ۱۱۰۲ھ میں اسکی عرضداشت پر سنتالیس ہزار روپیہ مساجد شہر احمد آباد کی مرمت کے لئے منظور ہوکر اس مضمون کا حکم نافذ ہوا کہ بعد منظوری دیوان صوبہ مرمت کیجائے۔

سنہ ۱۱۰۴ھ میں شجاعت خان نے پٹن سے دوسو گاڑی سنگ مرمر مسجد اور مقبرہ کی تعمیر کیلئے منگایا۔ اور صفدر خان بابی حاکم پٹن نے سانپرہ وغیرہ قلعوں کی مرمت کرائی۔ محمد مبارز خان بابی کو ٹرنگر کا نائب فوجدار کیا۔ اور پھر صفدر خان بابی کی جگھہ نائب فوجدار پٹن کیا گیا۔ اور صفدر خان بابی استعفا دے کر مالوہ کو روانہ ہوا۔ بعد اسکے جب محمد مبارز خان بابی موضع سانپرہ محمولہ پٹن میں زخم تیر سے ہلاک ہوگیا۔ اُسوقت شجاعت خان نے صفدر خان بابی کو اسکی جگھہ مقرر کیا۔ اور محمد اعظم وغیرہ فرزندوں کے لئے مناسب عہدے تجویز کئے۔

سنہ ۱۱۱۳ھ میں شجاعت خان نے تیرہویں صفر کو چہار شنبہ کے روز بمقام احمد آباد وفات پائی۔ اور جو مقبرہ خود اس صوبہ دار نے اپنے مکان کے مقابلہ میں تعمیر کرایا تھا۔ اُسمیں مدفون ہوا۔ جب اورنگ زیب کو اس کے انتقال کی خبر پہنچی تو بہت افسوس کیا اور دوسرا صوبہ دار پہنچنے تک نگرانی صوبہ خواجہ

عبد الحمید خان دیوان صوبہ کے سپرد کیگئی۔

شجاعت خان صوبہ دار بڑا بہادر اور عمدہ منتظم تھا۔ درگاداس راٹھور نے بذریعہ شجاعت خان عفو تقصیرات کی التجا کی۔ اور شاہزادہ محمد اکبر کے بچوں کو واپس بھیج دیا۔ اس لئے اسکی جاگیر میرٹھ اوسکو پھر عطا کی گئی۔ راجہ جسونت سنگھ کا بیٹا اجیت سنگھ جس نے بغاوت کی تھی اوس کا قصور بھی معاف کردیا گیا۔

اس صوبہ دار کا اصلی نام محمد بیگ ترکمان ہے۔ سلطان مراد بخش کے زمانہ میں گجرات کا کلکی مقرر ہوا تھا۔ گجرات میں بڑے بڑے نمایاں کام کئے اور قزلباش خان۔ کارطلب خان اور شجاعت خان کے خطابات حاصل کئے۔ خوش خلق۔ بامروت۔ منتظم اور بہادر تھا۔ اورنگ زیب اس کو بہت چاہتا تھا۔ اور بہت قدر کرتا تھا۔

۴۰ شاہزادہ محمد اعظم شاہ (دیوانی خواجہ عبد الحمید خان)

شاہزادہ محمد اعظم شاہ بہادر

۱۱۱۳ھ — ۱۱۱۶ھ

شجاعت خان کے انتقال کے بعد شاہزادہ محمد اعظم شاہ جو اسوقت مالوہ میں تھا ۱۱۱۳ھ میں صوبہ دار گجرات کیا گیا۔ اور بعد تقرر جھالوہ کی راہ سے عازم صوبہ گجرات ہوا جسوقت جھالوہ پہونچا وہاں کے زمیندار نے سولہ ہزار روپیہ برسم پیشکش نذر دئے۔ اور اوس کے مقابلہ میں شاہزادہ موصوف کی طرف سے عطیہ اسپ و خلعت پایا۔ اور اپنی سرحد تک ہمراہ رکاب حاضر رہ کر رخصت ہوگیا۔ اور شاہزادہ اثنائے سفر میں علاقہ جات بند و بست کرتا ہوا جا بجا زمینداروں سے پیشکش

لیتا ہوا جمادی الثانی کی ۲۳۔ تاریخ احمد آباد میں داخل ہوا۔ اور چونکہ قلعہ بھدر کی عمارتیں پسند نہ آئیں دریائے سابرمتی کے کنارہ رستم باغ اور گلاب باغ کی اراضی میں شاہزادہ کے حکم کے موافق ایک عالیشان عمارت کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور اس عمارت کے تکملہ تک خیموں اور ڈیروں ہی میں قیام کیا۔

اس شاہزادہ نے اپنی صوبہ داری میں صفدر خان بابی کو بیجاپور^ل^ کا فوجدار کیا اور درگاداس راٹھور کو پٹن کی فوجداری پر منصوب فرمایا۔ اس تعین کے بعد حضور شاہی سے شاہزادے کے نام اس مضمون کا فرمان صادر ہوا کہ درگاداس کو حضور میں روانہ کرو۔ تاکہ اجیت سنگھ ابن مہاراجہ جسونت سنگھ وغیرہ کو اغوا نہ کرے مگر درگاداس کو اس بات کی خبر لگ گئی۔ تو فوراً فرار ہوگیا۔ صفدر خان بابی وغیرہ نے تعاقب کیا۔ مگر درگاداس ہاتھ نہ آیا۔ اوسکا پوتا شاہی فوج سے مقابلہ کر کے محمد صلابت خان بن صفدر خان بابی کی تلوار سے مارا گیا۔

چونکہ ملک گجرات کی آب و ہوا شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو موافق نہیں تھی۔ باپ کی اجازت سے حضور میں چلے جانا قرار پایا۔ شاہزادہ موصوف خواجہ عبد الحمید خان (دیوان صوبہ) کو نائب صوبہ مقرر کر کے ۱۹۔ شعبان ۱۱۱۶ھ کو حضور میں روانہ ہوگیا۔

۱۴۲ شاہزادہ محمد بیدار بخت (دیوانی خواجہ عبد الحمید خان)

شاہزادہ محمد بیدار بخت ۱۱۱۸ھ	ابراہیم خان مستقل صوبہ دار گجرات کے پہونچنے تک صوبہ کا انتظام شاہزادہ محمد بیدار بخت

ل۔ یہ پرگنہ احمد آباد کے شمال میں گائیکواڑ کا ماتحت ہے ۱۲

کو جو اسوقت مالوہ میں تھا حکم ہوا کہ براہ جھابوہ گجرات پہونچ کر صوبہ کا انتظام کرے۔ الغرض اِس حکم کے بعد شاہزادہ موصوف سلخ ربیع الثانی ۱۱۱۸ھ کو شہر احمد آباد میں داخل ہوا۔ تھانہ جات میں اپنے آدمی مقرر کر کے قلعہ جات پر جہاں ضرورت جانی فوجدار روانہ کئے۔ امانت خان کو بندر سورت کا متصدی کیا۔ اجیت سنگھ ولد راجہ جسونت سنگھ اور پرسیال زمیندار راج پیپلہ جو آمادۂ فساد تھے۔ بموجب حکم شاہی اُنکی فسادات کی اصلاح و انسداد کیا۔

وَلَندیز (ڈچ) لوگوں نے دریا کی راہ میں فساد برپا کر رکھا۔ جہازوں کو گرفتار کر کے مال و اسباب لوٹ لیا کرتے تھے۔ برطبق حکم بادشاہی ولندیزوں کی تجارت ممالک محروسہ میں موقوف کر دی گئی۔ اور دریا کے فساد رفع ہوئے جہازات اطمینان سے آمدورفت کرنے لگے۔

۴۲

ابراہیم خان (دیوانی عبدالحمید خان)

ابراہیم خان
۱۱۱۸ھ
۱۱۱۹

ابراہیم خان صوبہ دار مستقل نے کشمیر سے ۱۶ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ کو شاہزادہ محمد بیدار بخت کی خدمت میں پہونچ کر صوبہ داری گجرات کا چارج لیا۔ اب شاہزادہ حضور میں روانہ ہوا۔ اور ابراہیم خان نے صوبہ کا انتظام شروع کیا۔

ابو النصر قطب الدین محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ

عہد بہادر شاہ
۱۱۱۸ھ
۱۱۲۳

۲۸۔ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ (۲۰۔ فروری ۱۷۰۷ء) کو اورنگ زیب عالمگیر نے وفات پائی۔ اور

شاہزادہ محمد معظم بہادر شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔

چونکہ ابراہیم خان صوبہ داری وغیرہ خدمات سے کنارہ کش ہو جانے کا عزم کر چکا تھا۔ اس لحاظ سے اس نے استعفا دے کر دوسرے صوبہ دار کے گجرات پہنچ جانے تک محمد بیگ خان کو نیابتہً بطور خود اپنا کام سپرد کیا۔ اور نویں رجب المرجب سنہ ۱۱۱۹ھ کو دہلی کیجانب روانہ ہو گیا۔

ابراہیم خان علی مردانخان امیر الامرا کا بیٹا ہے۔ اوّل داراشکوہ کا طرفدار تھا۔ پھر مراد کا طرفدار ہوا۔ اور مراد کے قید ہو جانے کے بعد اورنگ زیب کی اطاعت قبول کی۔ کشمیر۔ لاہور۔ اور بنگالہ میں اچھی خدمتیں کیں۔ پنج ہزاری منصب کی ترقی پائی۔ آغاز عہد خلد منزل میں گجرات سے تبدیل ہوا۔ علوم رسمی سے باخبر تھا۔

۴۳۔ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ (دیوانی عبد الحمید خان در شریعت خان)

غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ

سنہ ۱۱۲۰ھ – ۱۱۲۲

ابراہیم خان کے مستعفی ہو جانے کے بعد غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ جو اس سے پیشتر برہانپور کا ناظم تھا۔ صوبہ دار گجرات کیا گیا۔ اور حکم ہوا کہ حضور میں بغیر حاضر ہوئے بالا بالا صوبۂ مفوضہ میں پہونچکر محمد بیگ سے چارج لے۔ چنانچہ ابراہیم خان کے دہلی روانہ ہونے کے پورے ایک برس بعد نویں رجب المرجب سنہ ۱۱۲۰ھ کو خان موصوف احمد آباد پہونچ کر بندوبست صوبہ میں مصروف ہوا۔ اور اکثر عہدہ داران سابق کا عزل ونصب و تغیر و تبدل مناصب صوبہ مثل فوجداری و تھانہ داری و متصدیگری وغیرہ اپنی مصلحت

کے مطابق شروع کردیا۔ چنانچہ زمینداران صوبہ سے مقررہ پیشکشوں کے وصول کرنے کی خدمت پر عوض خان کو معین کیا۔

سنہ ۱۱۲۱ھ میں خواجہ عبدالحمید خان جو اس سے پیشتر دیوان تھا۔ قاضی القضاۃ کے عہدۂ جلیلہ سے سرفراز کیا گیا۔ اور اوسکا بھائی شریعت خان اسکی اگلی جگھہ پر دیوان صوبۂ گجرات ہوا۔

سنہ ۱۱۲۲ھ میں اکثر باغات اور تعمیرات وغیرہ کی مرمت کرائی گئی۔ اسی سال کے شوال کی سترہویں تاریخ عارضۂ استسقا میں غازی الدین خان بہادر نے انتقال کیا۔ اور شاہ وجیہ الدین قدس سرہٗ کے جوار مزار میں امانتہً دفن کیا گیا بدیں غرض کہ بعد کو اسکی نعش شاہجہان آباد لیجاکر اجمیری دروازہ کے نزدیک اسکے تعمیر کئے ہوئے مقبرہ میں دفن کردیجائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

غازی الدین کا نام میر شہاب الدین ہے۔ اورنگ زیب کے عہد سلطنت میں توران سے آکر شاہی ملازمت میں منسلک ہوا۔ سیصدی ہفتاد سوار کا منصب پایا۔ اودیپور میں اور پھر دکن میں بادشاہ کے ساتھ شائستہ خدمات انجام دیں۔ اور غازی الدین خان کا خطاب پایا۔ اور پھر مرہٹوں کی خوب سرکوبی کی۔ اوسکے صلہ میں فیروز جنگ کا خطاب حاصل کیا۔ نہایت بہادر اور فن حرب کا ماہر تھا۔ اوسکی فوج کے شان و شکوہ اور ساز و سامانِ کسی امیر کو نصیب نہیں ہوا۔

۴۴ نائب صوبیدار امانت خان شہامت خان

شہامت خان نائب صوبہ سنہ ۱۱۲۲ھ ۱۱۲۴	الغرض غازی الدین خان کے انتقال کے بعد دیوان صوبہ وغیرہ نے محمد بیگ خان

کو جو اسوقت فوجداری پٹن پر مامور تھا۔ صوبہ کی حفاظت کیلئے بلایا۔ چنانچہ خان موصوف نے فوراً احمد آباد پہونچکر صورت حال کی عرضداشت حضور میں مرسل کی۔ اور شاہی حکم کے مطابق امانت خان جو متصدی بندر سورت تھا۔ نائب صوبہ دار کیا گیا۔ جو بعد کو بخطاب شہامت خان سرفراز ہوا۔

شہامتخان نے حضور میں عرضداشت کی کہ مرہٹے لوٹ مار کی لالچ سے گجرات پر چڑھ آتے ہیں۔ امیدوار ہوں کہ لشکر اور سامان توپ خانہ کیلئے جس قدر روپیہ کی ضرورت ہوا کرے اوسکے ملجانے کی نسبت استمراری حکم صادر فرمایا جائے۔ کہ ملجایا کرے۔ اس عرضداشت پر حکم ہوا کہ ہنگام ضرورت ایک لاکھ روپیہ ماہوار اس فساد کے رفع ہونے کے زمانہ تک دیوان صوبہ وغیرہ کے اتفاق رائے سے لیا کرے۔ چنانچہ اس حکم کے صادر ہونے کے بعد شہامت خان نے تین لاکھ چھپن ہزار آٹھ سو سولہ روپیہ تین مہینہ سترہ روز کی بابت خزانہ شاہی سے وصول کر لیا۔

۱۱۲۳ھ میں شہامت خان نائب صوبہ دار اور محمد بیگ خان سے باہم سخت خانہ جنگی واقع ہوئی۔ جسمیں جانبین کے بعض ہوا خواہ کام آئے۔ مگر آخر کار محمد صفدر خان بابی نے جو سلطنت کا دلی خیر خواہ تھا فساد دونوں کو سمجھا کر صلح کرادی۔

اسی سال شہامت خان بعض سرکشوں کی تنبیہ اور نیز مقررہ پیشکش وصول کرنے کی غرض سے پرگنہ کڑی اور بیجاپور وغیرہ کی جانب گیا ہوا تھا۔ چنانچہ اکثر سرکشوں کی تراز واقعی تنبیہ کر کے عدم تمرد کی ضمانتیں بھی لے چکا تھا کہ اسی اثنا میں خبر پہونچی کہ مرہٹے بابا پیارہ کے گھاٹ کے قریب آپہونچے ہیں چار ناچار جس کام میں مصروف تھا اسکو ویسا ہی چھوڑ کر احمد آباد واپس آیا۔

اور کافی سامان جنگ اور سید گیلانی فوجدار سورٹھ وغیرہ کو ہمراہ لیکر بڑودہ پہونچا اور یہاں سے لشکر کو مرتب کرکے کوچ در کوچ نہایت تیزی کے ساتھ آگے روانہ ہوا۔ لیکن مرہٹے اسکے آمد آمد کی خبر سُنکر دریا پیارہ کا گھاٹ اُترکر ایک منزل پیچھے ہٹ گئے۔ دوسرے روز جب شہامت خان اور آگے بڑھا تو وہ اور ایک منزل پیچھے ہٹے۔ اور اسی طرح اوکلیسر تک برابر پسپا ہوتے گئے لیکن جب اوکلیسر سے کوچ ہوا تو اوکلیسر کے قریب ایک مقابلہ کا اتفاق پیش آیا جس میں مرہٹوں نے فاش شکست کھائی۔ اور ایک دم بھاگ کھڑے ہوئے۔ شہامت خان نے بندر سورت تک تعاقب کیا۔ بعد اوس کے سورت میں چند روز مقام کرکے احمد آباد واپس آیا۔

عہد جہاندار شاہ

۱۱۲۴ھ میں بہادر شاہ نے وفات پائی۔ اور بہت کچھ خانہ جنگی کے بعد اِسکی جگہ پر معزالدین جہاندار شاہ تخت نشین ہوا۔

معزُالدین جہاندارشاہ

۴۵ آصف الدولہ اسد خان

نیابت محمد بیگ خان اور سربلند خان (دیوانی شریعت خان)

آصف الدولہ اسد خان
۱۱۲۴ھ
۱۱۲۵

غازی الدین خان کے زمانہ وفات سے اسوقت تک گجرات میں کوئی مستقل صوبہ دار مقرر نہیں ہوا۔ معزالدین جہاندار شاہ کی تخت نشینی کے بعد اوائل ۱۱۲۴ھ میں آصف الدولہ اسد خان گجرات کا مستقل صوبہ دار کیا گیا۔ اب شہامت خان

مالوہ بدل دیا گیا۔ اور محمد بیگ خان آصف الدولہ کی نیابت میں صوبہ داری گجرات کا کام انجام دینے لگا۔ لیکن تین ہی مہینہ کے بعد ان عہد دن میں یوں تغیر و تبدل ہوا کہ محمد بیگ خان متصدی بندر سورت ہوا اور صوبہ کی نیابت کا کام سربلند خان کے سپرد کیا گیا۔ چنانچہ یہ نائب شوال ۱۱۲۴ھ کو احمد آباد پہونچا۔ اس نائب نے مفسدوں کی تنبیہ اور اصلاح کی غرض سے چند سرداروں کو فوج اور توپ خانہ دے کر چنوال (رنٹر) کی طرف روانہ کیا۔ جو سرکش کولیوں کا مسکن تھا۔ ان سرداروں نے سرکشوں کو قرار واقعی تنبیہ دے کر ہر طرح کا امن قائم کیا۔ علاوہ اسکے ان مرہٹوں کی یورش کے مقامات اور اُن کے آنے کے ناکوں کو لشکر اور توپخانو سے خوب مضبوط اور مستحکم کر دیا۔

اسی اثنا میں دار الخلافت سے خبر آئی کہ سخت خانہ جنگی کے بعد فرخ سیر نے اپنے چچا معز الدین جہاندار شاہ کو قتل کیا۔ اور خود تخت نشین ہو گیا۔ یہ خبر پہنچتے ہی سربلند خان نے فوراً سید عقیل خان کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود سترھویں صفر ۱۱۲۵ھ کو دار الخلافت روانہ ہوا۔

سید عقیل خان نے اپنی نیابت میں محمد صلابت خان بابی کو سانولی کا فوجدار کیا۔ اور محمد یحییٰ برادر زادہ محمد صفدر خان بابی فوجدار گرہ د (اگر دا گر دا احمد آباد) ہوا۔

محمد فرخ سیر

۴۶
شہامت خان (دیوانی شریعت خان)

عہد محمد فرخ سیر	محمد فرخ سیر بادشاہ نے تخت نشین ہو کر ۱۱۲۵ھ
شہامت خان ۱۱۲۵ھ	میں شہامت خان کو جو مالوہ کا صوبہ دار تھا گجرات

کا صوبہ دار کیا۔ اسی سال کی بیسویں جمادی الاول کو خان موصوف احمد آباد پہونچکر سرگرم انتظام ہوا۔ لیکن بعض ملکی مصلحتوں کیوجہ سے اسی سال علیحدہ کرکے اسکے بعد داؤد خان پنی صوبہ دار مقرر کیا گیا۔

شجاعت خان کا نام خواجہ محمدؐ ہے۔ زمانہ صغر سنی میں اپنے والد کے ساتھ بلخ سے ہندوستان آیا تھا۔ ادنٰے درجہ سے ترقی کرکے اعلیٰ مرتبہ کو پہونچا۔ خلد منزل کے زمانہ میں سورت کا متصدی اور فوجدار ہوا۔ جب فیروز جنگ صوبہ دار گجرات کا انتقال ہوا۔ تو اوس نے فوراً احمد آباد پہونچکر اُسکے خزانہ اور کارخانہ جات کو ضبط کیا۔ اور ملک کی پوری حفاظت اور حراست کی۔ اوسکے صلہ میں سربلند کا خطاب اور گجرات کی مستقل صوبہ داری عطا ہوئی۔ گجرات سے بجائے نظام الملک آصف جاہ دکن کو تبدیل ہوا۔ منصب ہفت ہزاری وہفت ہزار سوار اور عماد الملک کا خطاب پایا۔ منتظم۔ اوالوالعزم باہمت۔ نوکر پرور۔ رفیق نواز۔ اور معاملہ فہم تھا۔ عیش پرست بالکل نہ تھا۔ ۱۱۳۷ھ میں لڑائی میں قتل ہوا۔

۴۷

داؤد خان پنی (دیوانی شریعت خان)

داؤد خان پنی ۱۱۲۵ سنہ ھ ۱۱۲۷

شجاعت خان کے بعد عبد الحمید خان بطور نیابت صوبہ کا انتظام کرتا رہا۔ یہاں تک کہ پہلی شوال ۱۱۲۵ سنہ ھ کو داؤد خان پنی نے جو دکن میں تھا احمد آباد پہنچکر عبد الحمید خان نائب سے مستقل صوبہ داری کا چارج لیا۔

اسی سنہ ۱۱۲۵ھ میں ہولی کے موقع پر ہندو مسلمانوں میں باہم سخت فساد ہوا۔

بنائے فساد یہ ہوئی کہ ہندوؤں نے ایک مسلمان پر رنگ اور خاک ڈال دی۔ اسپر باہم سخت لڑائی ہوئی۔ داؤد خان اِسوقت صوبہ کے دورہ میں سرگرم تھا۔ جب اسکو اس ہنگامہ کی خبر پہونچی۔ تو اس نے ایک حصّہ فوج کا روانہ کیا۔ جس نے اس فساد کو دور کیا۔

اِسی ۱۱۲۵ھ کو دریائے سابرمتی میں ایک بہت بڑی طغیانی ہوئی۔

اسی کے عہد صوبہ داری میں مومن خان شاہی حکم سے بندر سورت کا متصدی ہوا۔ اور بڑودہ اور بھروچ اور دھولقہ اور پٹھلاد اور نڑیاد بھی اس کی سپردگی میں رہے۔ چنانچہ اس نے اور تمام مقامات میں نائب مقرر کردیے۔ اور خود سورت کے انتظام میں مصروف ہوا۔

داؤد خان اگرچہ سپاہی آدمی تھا۔ اور اسکی فوج اس قدر قابو میں تھی کہ ہنگام جنگ و مقابلہ کسی سپاہی کی یہ مجال نہ تھی کہ کسی کے کھیت کا ایک خوشہ توڑ لیتا۔ یا ایک گٹھ گھاس کا اسکے مالک کی رضامندی کے بغیر لے سکتا۔ مگر بھنگ نوشی کا ایسا سخت خوگر تھا کہ ہر وقت بھنگ پی کر سیر تماشے اور وحوش و طیور کے شکار میں مشغول رہا کرتا تھا۔ اور تمام ملکی اور مالی کاروبار دکھنی پنڈتوں کے سپرد کردیے تھے۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ اپنے اختیار سے جسطرح چاہتے تھے تمام معاملات کو اسی طرح انجام دیا کرتے تھے۔ غرض اس لحاظ سے اسکے عہد میں انتظام صوبہ قرار واقعی نہ ہوسکا۔ کولی اور دیگر سرکش قومیں ڈکیتی کرنے لگیں۔ علاوہ بریں ان دکھنی پنڈتوں نے سادات کی جاگیروں پر بعض نئے غیر معمولی محصولات اضافہ کیے۔ جب ان تمام خرابیوں کی خبریں حضور شاہی میں موصول ہوئیں تو داؤد خان صوبہ دار ملک دکن کو بدل

دیا گیا۔ اور یہ امر قرار پایا کہ مستقل صوبہ دار کے گجرات پہونچنے تک غزنین خان جالوری فوجدار پالن پور نائب صوبہ داری کا کام انجام دے۔ اس کے بعد داؤد خان ۱۱۲۷ھ میں شعبان المعظم کی پہلی تاریخ دکن روانہ ہوگیا۔

داؤد خان خضر خان پنی کا بیٹا ہے۔ جو تجارت کرتا تھا۔ اور پھر حاکم بیجا پور کے یہاں نوکر ہوا۔ اور ایک سازش میں جو شیخ منہاج نامی سردار کے مارنے کی اوس نے کی تھی خود قتل ہوا۔ داؤد خان اورنگ زیب کی ملازمت میں داخل ہوا۔ اور بتدریج ترقی کر کے گجرات اور دکن کی صوبہ داری تک پہونچا۔ باوجود قلیل جمعیت کے امیر الامرا سید حسین علیخان کی فوج کا مقابلہ بڑی دلیری سے کیا اور عین معرکہ جنگ میں توپ کے گولہ سے مارا گیا۔

اجیت سنگھ[۴۸]

(دیوانی محترم خان و حیدر قلی خان)

اجیت سنگھ
۱۱۲۷ھ
۱۱۲۹

داؤد خان پنی کے بعد اجیت سنگھ راجہ جودھپور بادشاہ کو بیٹی دینے کے بعد اور بعد معافی تقصیرات سابقہ ۱۱۲۷ھ میں صوبہ دار گجرات کیا گیا۔ اس نے اوّل نبے راج نامی بھنڈاری کو اپنا نائب مقرر کر کے احمد آباد بھیجا۔ اور اوس کے تھوڑے ہی زمانہ بعد خود بھی جودھپور سے ایک فوج قاہرہ کے ساتھ ۱۱۲۸ھ میں ربیع الاول کی دسویں تاریخ احمد آباد داخل ہوا۔ اور آتے ہی تمام علاقہ جات گجرات میں فوجدار اور قلعہ دار مقرر کئے۔ چنانچہ صلابت محمد خان بابی کو مقام بالا سنور کا اور جوانمرد خان (محمد بشیر) کو رادھن پور کا فوجدار اور محمد بابی کو کھیڑہ کا تھانہ دار کیا۔ اور حیدر قلی خان بندر سورت اور کھمبایت کا متصدی مطابق حکم شاہی

مقرر کیا گیا۔ نادوت اور بڑودہ وغیرہ بھی اسکے ماتحت رہے۔ چنانچہ متصدی مذکور بعد تقرر کے بندوبست کرنے کی غرض سے بندر سورت گیا۔ اور محمد صفدر خان بابی کو بھی اپنے ساتھ ہی لے گیا۔

زمیندار مونجھ پور نے چونکہ معمولی خراج دینے سے انکار کیا اس لئے حیدر قلی خان نے بمعیت کاظم بیگ فوجدار بڑودہ اِس زمیندار پر فوجکشی کرکے اِسکو شکست دی۔

اجیت سنگھ پیشکشوں کے وصول کرنے کی غرض سے صوبہ کا دورہ کر رہا تھا کہ اسی اثنا دورہ میں دوارکا (جگت) کے پوجا کرنے کو روانہ ہوگیا۔ اِسکا اُدھر جانا تھا کہ ادھر اسکی فوج نے میدان خالی پاکر شہر میں طرح طرح کے ظلموں کا ہنگامہ برپا کردیا۔ رفتہ رفتہ اِن کے اکثر معاملات کی نالش حضور شاہی تک پہنچی۔ اس لئے حضور سے اِس صوبہ دار کی تبدیلی کا حکم نافذ ہوگیا۔ اور اوس کی جگھہ پر خان دوران خان صمصام الدولہ بہادر صوبہ داری گجرات کے لئے تجویز ہوا۔

۴۹ صمصام الدولہ خان دوران خان بہادر (بنیابت خواجہ عبد الحمید خان اور حیدر قلی خان)

صمصام الدولہ خان دوران خان بہادر ۱۱۲۹ھ ۱۱۳۱	سنہ ۱۱۲۹ھ میں چوتھی جمادی الثانی کو حضور شاہی سے حکم صادر ہوا جسکے رو سے صمصام الدولہ خان دوران خان بہادر صوبہ دار اور خواجہ عبد الحمید

خان نائب صوبہ دار گجرات ہوئے۔ عبد الحمید خان نے دو تین روز کے اندر اپنی تمام

فوج فراہم کرکے سب کو یہ حکم سُنا دیا اور اجیت سنگھ کے تمام آدمیوں کو طوعاً و کرہاً اپنی اپنی جگھوں سے بیدخل ہوکر نکلجانا پڑا۔

آجیت سنگھ دوارکا سے واپس آرہا تھا کہ اثنائے راہ میں اس تمام عزل ونصب کی خبر پائی۔ موضع سرکھیج سے چلکر اس نے شاہی باغ میں مقام کیا۔ اور چند روز تک بارادۂ پرخاش اسی مقام میں مقیم رہا۔ لیکن چونکہ عبدالحمید خان اسکی طرف سے مطمئن نہ تھا۔ اس لحاظ سے اس نے شہر کے دروازوں پر بھروسہ کے آدمی بٹھادئیے۔ اور باوجود آدمیوں کے توپیں بھی لگادیں۔ اجیت سنگھ کو جب کوئی موقع کامیابی کا نظر نہ آیا تو ناچار جودھپور روانہ ہوگیا۔

سنہ ۱۱۳۰ھ میں صمصام الدولہ نے بجائے عبدالحمید خان حیدر قلیخان کو نائب مقرر کیا۔ اور عبدالحمید بحسب منشاء صمصام الدولہ سردست شیخ اسلام خان کو چارج سپرد کرکے دارالخلافت کو روانہ ہوگیا۔

حیدر قلیخان بعد تقرر کے اسی سال کی چوتھی ربیع الاول کو سورت سے احمد آباد روانہ ہوا۔ اور ادھر سے مہر علیخان اور محمد صفدر خان بابی اور محمد صلابت خان بابی اور جواں مرد خان اور محفوظ خان وغیرہ منصب دار لوگ اسکے استقبال کے لئے روانہ ہوئے۔ اور مختلف مقامات پر ان سب نے حیدر قلیخان سے ملاقات کی۔ بعد اس کے مقام بٹھلاد میں محصولات اراضی وصول کرنے کی غرض سے چند مقام ہوئے۔ یہاں ایک ایسا شگوفہ کھلا کہ جسکی وجہ سے محمد صفدر خان بابی اور حیدر قلیخان میں باہم سخت خانہ جنگی ہوئی۔ اور وہ یہ تھا کہ دونوں کے سپاہیوں میں باہم ایک کنوئیں پر پانی بھرتے وقت تکرار ہوئی۔ اور آخر یہاں تک بڑھی کہ صفدر خان کا تمام اسباب

لُٹ گیا۔ حیدر قلیخان کو جب اطلاع ہوئی تو اس نے سب اسباب اپنے آدمیوں سے
واپس کرادیا۔ اور صفدر خان کو بلاکر بہت کچھ خوشامد کی۔ اور اظہار ندامت کرکے
عذر خواہ ہوا۔ لیکن اسکا دل صاف نہ پایا۔ اسلیئے صفدر خان نے احمد آباد پہنچتے
ہی فوراً اپنے عزیز و اقارب کو جمع کیا۔ اور اطراف کے کولیوں کو بھی نوکر رکھ کر
مع چار یا پنج ہزار سوار و پیادہ چند ضرب توپ مقابلہ کو روانہ ہوا۔ حیدر قلیخان
نے پھر راتوں رات مہر علیخان کو اسکے پاس بغرض رفع شر بھیجا۔ مگر اس نے
کچھ سماعت نہ کی۔ ناچار حیدر قلیخان نے بھی توپ خانہ آگے بھیج کر مورچہ قائم
کرائے صبح ہوتے ہی موضع ٹھوہ کے قریب لڑائی شروع ہوگئی۔ اور ہر چند صفدر خان
اور صلابت محمد خان اور جواں مرد خان اور اسد خان غوری نے نہایت بہادری
اور جوانمردی کے ساتھ سخت حملہ کیا۔ اور حیدر قلیخان کے ہاتھی تک جا پہونچے
مگر آخر کار ناچار صفدر خان بابی کو کولیوں وغیرہ کے بھاگ جانے سے اپنے لڑکوں
اور عزیزوں سمیت رادھن پور چلا جانا پڑا۔ اسکے چند ہی روز بعد محمد فیروز خان
جالوری فوجدار پالن پور کی تحریک سے باہم مصالحہ ہوگیا۔ اور حیدر قلیخان
نے خود بھیج کر صفدر خان کو احمد آباد میں بلوالیا اور بڑی عزت کی۔

اس لڑائی کی تاریخ فتح حیدر قلیخان نے خوب لکھی ہے۔ اور وہ یہ ہے
کہ ؎ چور ایات حیدر نمودار شد ✤ علمہائے افغان نگونسار شد ✤ مادہ تاریخ
صرف افغان ہے جسمیں سے بحسب قاعدہ تخرجہ دونوں الف نکالتے ہیں۔ ۱۱۳۰ھ

الغرض حیدر قلیخان موضع عیسن پور اور وہاں سے شاہی باغ میں آکر
اور ایک مہینہ قیام کرکے قلعہ بھدر میں داخل ہوا۔

اسی سال سخت قحط پڑ گیا۔ جس کو گجرات والے پنچوترہ کہتے ہیں۔ اس کے
ساتھ ہی وبا بھی پھیل گئی۔ مگر باوجود ان سب بلاؤں کے صوبہ دار نے اپنی

قابلیت سے کوئی بدامنی اور فساد نہیں ہونے دیا۔ بیرونجات سے جنس وغلہ آتا دیوان صوبہ کے مکان کے سامنے فروخت کیا جاتا۔ اور امیر غریب سبکو حصّہ رسد ملتا۔ کوئی امیر کسی کم مایہ پر زور اجبر وظلم نہ کرسکتا۔

بعد اسکے حیدر قلیخان ضلع دریائے مہی کے بند وبست اور پرگنہ بڑودہ اور اسکے اطراف کے کولیوں اور سرکشوں کو تنبیہ وتادیب کی غرض سے اپنے بیٹے کاظم خان اور رگھنا تھ داس دیوان کو نائب مقرر کرکے خود روانہ ہوا۔ اور چند روز تک مقامات مذکورہ بالا میں ضروری امور انجام دیتا رہا۔

بعد اسکے کاظم خان نے خبر پائی کہ صوبہ گجرات حیدر قلیخان صمصام الدولہ کی ماتحتی سے نکال کر کسی دوسرے کو حضور شاہی سے مرحمت کیا گیا۔ اسلئے کاظم خان احمد آباد میں محمد فیروز خان جالوری فوجدار پالن پور کو اپنی مفوضہ خدمات کا چارج دے کر حیدر قلیخان کے پاس بڑودہ روانہ ہوگیا۔

سلطنت رفیع الدرجات اور رفیع الدولہ

۱۱۳۱ھ میں قطب الملک یمین الدولہ سید عبد اللہ خان بہادر ظفر جنگ وزیر اعظم اور اوس کے بھائی سید حسین علی یار باوفا[۱] نے جو سلاطین مغلیہ کی تاریخ میں بادشاہ گر شمار کئے جاتے ہیں فرخ سیر بادشاہ کو بڑی بیرحمی کے ساتھ قتل کرکے رفیع الدرجات اور رفیع الدولہ یکے بعد دیگرے دو بادشاہ تخت نشین کرائے جنکی حکومت چند ماہ رہی۔ بعد میں ۱۱۳۱ھ میں محمد شاہ تخت نشین

۱۔ باوفا کا خطاب فرخ نے اسکو عطا کیا تھا۔ جسکو اسنے آخر کار قتل کرڈالا۔ ۱۲۔

کیا گیا۔

خانؔ دورانخان کا اصلی نام خواجہ عاصم ہے۔ بدخشاں کا رہنے والا تھا۔ ہفت ہزاری اور ہفت ہزار سوار معہ علم و نقارہ کا منصب اور صمصام الدولہ خاندورانخان بہادر منصور جنگ کا خطاب حاصل کیا۔ علم دوست۔ صاحب سیف و قلم۔ خوش وضع۔ خوش گفتار اور خوش کردار تھا۔ ادنے آدمیوں کے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آتا۔ راست باز آدمی تھا۔ میر بخشی سے امیرالامرا کے رتبہ تک پہونچا۔

ابوالمظفر ناصرالدین محمد شاہ

نائب (دیوانی ناہر خان)

اجیت سنگھ

(بنیابت مہر علی خان اور انوپ سنگھ بھنڈاری)

عہد محمد شاہ

اجیت سنگھ بار دوم

۱۱۳۱ھ

۱۱۳۳

چونکہ سلطنت کے اس تغیر و تبدل میں جبکا ذکر اوپر گذر چکا۔ راجپوتوں کے مشہور سردار مہاراجہ اجیت سنگھ خسر فرخ سیر کو گجرات کی صوبہ داری عطا کرنے کا وعدہ کرکے قتل داماد میں مددگار بنایا گیا تھا۔ اسلئے جب اس عزل و نصب میں کامیابی ہوئی تو مہاراجہ مذکور بحسب وعدہ صوبہ دار گجرات مقرر کیا گیا۔ اور اوسکی طرف سے مستقل نائب کے گجرات کے پہونچنے تک مہر علیخان صوبہ کی نیابت کا کاروبار انجام دینے لگا۔ اور ناہر خان کو جو مہاراجہ اور قطب الملک کے درمیان میں یہ معاملات

ـلے پانے کے لئے واسطہ گفت و شنود تھا دیوان صوبہ کیا گیا۔

ان دنوں نمیوں کی شرارت سے گجرات میں روز بروز غلہ گراں ہونا شروع ہوا تھا۔ لیکن صوبہ کے ناظم نے فوراً غلہ فروشوں کے دو چودھریوں کو سخت سزائیں دیکر اسکا تدارک کر دیا۔ لہذا نرخ غلہ کا اعتدال پر آگیا۔

نائب صوبہ دار نے اپنے بیٹے اشرف علی خان کو بندولبست اور پیشکشیوں کے وصول کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اور معصوم قلی خان اور کاظم بیگ کو ایک رسالہ دے کر ساتھ کیا۔ جو ضلع دریائے سابر سے پیشکش وصول کر کے واپس آئے۔

مرہٹوں کے سردار پیلاجی گائکوار نے بندر سورت کے اطراف میں سر اٹھایا اور بہت سے قصبات اور دیہات تاراج اور پامال کر ڈالے۔ شیخ اسلام خان نائب متصدی نے محمد پناہ کو فوج دے کر اسکے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ مگر کئی معرکوں کے بعد محمد پناہ زخمی ہو کر مرہٹوں کے قابو میں آگیا۔ اور ایک رقم جسکی تعداد معلوم نہیں ہوئی۔ بطور فدیہ دینے کے بعد رہا ہوا۔ اس زمانہ سے پیلاجی ہر سال متواتر حملہ آور ہو ہو کر موضع سونگڈھ (سونیرہ) علاقہ بندر سورت پر قابض ہو بیٹھا۔ یہاں تک کہ اسی موضع کو اس نے اپنی سکونت قرار دیا۔ اور اسی زمانہ سے گجرات میں سلطنت مغلیہ کا زوال شروع ہونے لگا۔ اس تنزل کے کئی سبب ہوئے۔ مگر سب سے بڑا سبب یہ ہوا کہ اجیت سنگھ کو مسلمانوں سے سخت دلی عداوت ہوگئی تھی۔ اور اسی لئے در پردہ مرہٹوں کا شریک تھا۔ علاوہ بریں انوپ سنگھ بھنڈاری بعد میں جو نائب ہو کر آیا۔ سخت ظالم تھا۔ جس نے کیور چند کو جو احمد آباد کا سر برآوردہ تھا۔ قتل کرا ڈالا۔ ادھر دارالخلافت میں سادات کے جھگڑے اور فسادات برپا ہو رہے تھے۔ جسکی وجہ سے ملک گجرات

میں جو کچھ ابتری پیدا ہوئی تھی اسکا تدارک بھی غیر ممکن تھا۔ بس انہیں وجوہ سے روز بروز یہاں کی بدنظمی اور تنزل کو ترقی ہی ہوتی گئی۔

نیز اسی سال میں یہ واقعہ پیش آیا کہ چند گاڑیاں ابریشم کی بندر سورت سے احمد آباد جارہی تھیں۔ ان گاڑیوں کو دریائے مہی کے گھاٹ پر کولیوں نے لوٹ لیا۔ مگر مہر علیخان نائب صوبہ دار کو جب معلوم ہوا تو اس نے ان سرکش کولیوں پر فوجکشی کرکے لوٹا ہوا مال جو کچھ دستیاب ہوسکا مالکان مال کو واپس دلادیا اور لوٹیروں سے آئندہ کے لئے لوٹ مار نہ کرنے اور نیز ہر قسم کے تمرد نہ کرنے کی ضمانتیں لیکر واپس آیا۔

۱۱۳۲ھ میں اجیت سنگھ صوبہ دار کی طرف سے انوپ سنگھ بھنڈاری نائب مقرر ہوکر احمد آباد داخل ہوا۔

اجیت سنگھ مہاراجہ جسونت سنگھ جودھپور کا بیٹا ہے۔ باپ اسکی پیدائش سے پہلے مرچکا تھا جب یہ جوان ہوا تو جودھپور کے فوجدار کو نکال کر خود ملک پر قابض ہو بیٹھا۔ یہ قصور معاف ہوا۔ لیکن پھر سرکشی کی۔ فرخ سیر کے زمانہ میں سید حسین علی نے پوری سزا دی مجبور ہوکر پیشکش کا اقرار کیا۔ اور بادشاہ کو اپنی بیٹی دی۔ اور گجرات کا صوبہ دار ہوا حسب الطلب حضور میں گیا۔ وہاں مہاراجہ کا خطاب پایا۔ پھر بادشاہ کو قید اور قتل کرنے میں سیدوں کا شریک ہوکر بدنام ہوا۔ محمد شاہ کے اوائل عہد میں معزول ہوا۔ مگر سخت سرکشی کی شاہی فوج نے چڑھائی کی۔ مگر صلح کرلی اور اوس کا بیٹا ابھی سنگھ حضور میں رہنے لگا۔ اوس نے اپنے بھائی بخت سنگھ کو لکھکر اپنے باپ اجیت سنگھ کو مروا ڈالا۔

حیدر قلیخان معزالدولہ بہادر ظفر جنگ (دیوانی جعفر قلیخان ولد حیدر قلیخان)

حیدر قلیخان

سنہ ۱۱۳۳ھ
۱۱۳۵

چونکہ اجیت سنگھ سیدوں کا متوسل تھا اسلئے سید حسین علی کے قتل اور سید عبداللہ کے گرفتار ہونے کے تھوڑے ہی زمانہ بعد صوبہ داری گجرات سے علیحدہ کردیا گیا۔ اور معزالدولہ حیدر قلیخان بہادر ظفر جنگ جو سید بھائیوں کی تباہی اور بربادی میں محمد امین خان کا شریک اور قوت بازو تھا۔ سنہ ۱۱۳۳ھ کے ماہ رجب میں صوبہ دار گجرات مقرر کیا گیا۔

سنہ ۱۱۳۴ھ میں جب یہ صوبہ دار حضور سے اجازت لیکر چلا ہے تو پرگنہ کڑی اور چنوال (رنڈ) اور محمد نگر (ہلوذ) کی فوجداری بھی اسی سے متعلق ہوئی۔ اور تہرادا اور ارجن پورا اور بھام نارلی اور پیٹھا پور کھیرالو جو بخت سنگھ ولد اجیت سنگھ کی جاگیر میں تھے۔ معزالدولہ کو بطور جاگیر مرحمت کئے گئے اور معزالدولہ کا بیٹا جعفر قلیخان دیوانی گجرات کے جلیل القدر منصب سے سرفراز کیا گیا۔ اور شجاعت خان نائب صوبہ دار گجرات ہوا۔

سید بھائیوں کی تباہی کچھ صرف ان کے خاندان کے قرابت داروں ہی تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ ان کی تباہی کا اثر ان کے متوسلین تک بھی پہونچا۔ چنانچہ معزالدولہ کی طرف سے شجاعت خان نائب کے نام اس مضمون کا حکم صادر ہوا کہ انوپ سنگھ بھنڈاری اور ناہر خان دیوان صوبہ کو گرفتار کرکے اِن کا تمام مال اور اسباب ضبط کرلیا جائے۔ اس پر انوپ سنگھ تو شجاعت خان کے احمد آباد پہونچنے کے پیشتر ہی کھسک

گیا۔ اور ناہر خان نے لڑبھڑ کر بہایت مشکل کے ساتھ ایک لاکھ روپیہ اور اپنے ایک عزیز کو بطور اول دے کر قید کی تکلیف سے اپنی جان کو بچایا۔ اور فوراً روانہ ہوگیا۔ اس صلح کا ذریعہ بھی صفدر خان بابی ہے۔ شیخ اسلام خان متصدی بندر سورت پہلے سید حسین علی خان کا نائب تھا۔ وہ اس آفت سے نہ بچ سکا۔ رگھناتھ داس دیوان معزالدولہ نیابت بندر سورت پر مقرر ہوا۔ اور حکم دیا گیا کہ شیخ اسلام خان سے حساب فہمی کرے۔ چنانچہ بہایت سخت گیری کے ساتھ اس سے حساب فہمی کیگئی۔ اور بعد حساب فہمی کے آٹھ لاکھ روپیہ نامبردہ کے نام باقی نکلا۔ جو فوراً وصول کیا گیا۔ محمد صفدر خان بابی جو اسوقت فوجدار گودرہ تھا اوسکی اور اُن نیز بابیوں کی تمام جاگیریں ضبط کرلیگئیں۔ اسلئے صلابت محمد خان بابی حیدر قلیخان کے پاس دہلی گیا۔ وہ اسکے آنے سے بہت خوش ہوا۔ اور بہایت درجہ کی مدارات کی۔ اور عزت سے پیش آیا۔ اور باسلوب شائستہ اِسکو حضور تک پہونچایا۔ اور حضور شاہی سے آخر کار اِسکے منصب کا اضافہ ہوا۔ اور تمام جاگیریں بھی جو ضبط تھیں بحال کیگئیں۔ بعد اسکے حیدر قلیخان نے اسکو اپنے پاس بدیں غرض ٹھہرالیا کہ دونوں ایک ساتھ احمدآباد روانہ ہونگے۔ زمینداران ضلع سابر کا بندوبست کرتا ہوا پیشکش وصول کرنے کو سورٹھ روانہ ہوا۔ اور ہنگام واپسی کچھ پر فوجکشی کا عازم ہوا تھا کہ وہاں کے زمیندار نے چھ لاکھ پچھتر ہزار محمودی (دو لاکھ پچیس ہزار روپیہ) پیشکش دینا قبول کیا۔ اسلئے یہ عزم ملتوی رہا۔

الغرض ۱۱۳۴ھ میں معزالدولہ حیدر قلیخان پیشگاہ خلافت سے اجازت لے کر عازم گجرات ہوا۔ اور اثناء راہ میں تحصیل اور تشخیص کرتا ہوا نواح احمدآباد میں داخل ہوا۔ اور وہاں کے سرکش لوگوں کا قرار واقعی بندوبست کرکے

رستم علیخان کو اس پرگنہ کا فوجدار مقرر کیا۔ اور محمدؐ بہادر بابی ولد صلابت محمدؐ خان بابی کو شیر خان خطاب دیکر پرگنہ سادرہ اور ہیرپور کا فوجدار کردیا۔ بعد اسکے ڈونگرپور اور لوناواڑہ پر فوجکشی کی۔ جسمیں زمیندار ڈونگرپور تو فرار ہوگیا اور لوناواڑہ کے زمیندار نے اسی ہزار روپیہ پیشکش دینے کا اقرار کیا۔ اس کے بعد صوبہ دار نے بیجاپور کو کوچ کیا۔ جو احمد آباد کے شمال میں واقع ہے۔ اور یہاں پہونچکر اسکو یہ معلوم ہوا کہ جاگیرات ضبط کرنے کی وجہ سے بادشاہ ناخوش ہیں۔ اسلئے وہاں سے احمد آباد آکر جاگیرات ضبط شدہ جن جن کی تھیں واپس دیں اب اسکا اعتبار حضور شاہی میں گھٹتا چلا۔ جس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اثنا صوبہ داری میں ایک وقت معزالدولہ حیدر قلیخان نے خودسری پر کمر باندھی تھی۔ اس لئے صوبہ گجرات اس سے نکالکر نظام الملک کو مرحمت کیا گیا۔

حیدر قلیخان کا نام محمدؐ رضا اسفرائینی ہے۔ حیدر قلیخان کے خطاب سے دکن کی دیوانی سے تبدیل ہوکر گجرات کا دیوان اور بندر سورت کا متصدی ہوا۔ فرخ سیر کے ابتدائے زمانہ میں بندر اور محال خالصہ کا اچھا انتظام کیا۔ اور آمدنی میں ترقی دی۔ سید حسین علی کے مارے جانے کے بعد جب اوس کے آدمیوں نے بادشاہ (محمدؐ شاہ) کے خاص دولت خانہ پر یورش کی تو حیدر قلیخان نے نہایت دلیری کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ بادشاہ نے خوش ہوکر شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب اور نامر جنگ کا خطاب عطا فرمایا۔ اسکے بعد جب سید حسین علی کے بھائی سید عبداللہ کے ساتھ جنگ کر گئے اور اوسکو زندہ گرفتار کرکے حضور شاہی میں پیش کیا۔ تو اس کے صلہ میں ہفت ہزاری منصب اور معزالدولہ کا خطاب پایا۔ جب گجرات کی صوبہ داری نظام الملک آصف جاہ کے سپرد ہوئی تو یہ حضور

میں چلا گیا۔ ۱۱۳۷ھ میں اسکے گھر میں آگ لگی اور جلکر مر گیا۔ نہایت بہادر اور کاردان تند خو اور سخت مزاج تھا۔

نظام الملک بہادر فتح جنگ [۵۲]

(دیوانی فدویخان)

نیابت حامد خان

نظامُ الملک بہادُر فتح جنگ

۱۱۳۵ھ
۱۱۳۶

چونکہ معز الدولہ کی بے اعتدالیوں اور خودسری کی خبریں حضور شاہی میں پہنچ چکی تھیں اسوجہ سے ۱۱۳۵ھ میں نظام الملک بہادر جو محمد امین خان کے انتقال کے بعد وزارت کے عہدہ پر سرفراز ہوا تھا۔ صوبہ دار گجرات مقرر کیا گیا۔ اور ملک کے انتظام کی درستی کے لحاظ سے نہایت جرار فوج اور سنگین توپ خانہ لیکر عازم گجرات ہوا۔ اور خط خطوط[۱] بھیج کر اکثر سرداروں کو معز الدولہ سے منحرف اور اپنی طرف مائل کر لیا۔ معز الدولہ یہ حالت دیکھ کر بہت گھبرایا۔ اور چونکہ اپنے آپ میں تاب مقاومت نہ دیکھی ناچار روانہ دار الخلافت ہوا۔ نظام الملک نے صفدر خاں بابی کو حکم بھیجا کہ منتقل نائب مقرر ہونے تک صوبہ کی نیابت تمہارے سپرد کیجاتی ہے۔

الغرض جب[۲] نظام الملک احمد آباد میں آیا تو اوس نے بڑے بڑے منصبوں پر اپنے معتبر اشخاص کو منصوب کیا۔ اور مومن خان متصدی بندر

۱۔ تاریخ سیر المتاخرین جلد دوسری صفحہ نمبر ۸۰

۲ " " " " ۸۱

سورت ہوا۔ اور ضروری انتظام سے فراعت کرنے کے بعد نظام الملک نے اپنے چچا حامد خان کو اپنا نائب مقرر کرکے ۱۱۳۵ھ میں بندوبست کرنے کی غرض سے مالوہ کیطرف کوچ کیا۔

نظام الملک کے مالوہ جانے کے بعد حامد خان نائب صوبہ میں پیشکشوں کے وصول کرنے کے ارادہ سے دورہ کو نکلا۔ اضلاع دریائی واترک اور مونڈہ کے پیشکش کا وصول کرنا چونکہ رستم علیخان اپنے ذمہ کر چکا تھا۔ اسلیئے اس نے بھی اپنے بھائی ابراہیم قلیخان کو ایک فوج دے کر اسطرف روانہ کیا۔ چنانچہ حامد خان جسوقت نڑیاد پہونچا اسوقت ابراہیم قلی خان دریائی واترک کے قریب خیمہ زن تھا۔ اس موقعہ پر فتنہ پردازوں نے موقع پاکر حامد خان کو بہکا کر ابراہیم قلیخان سے آمادۂ پرخاش کرا دیا۔ ادھر ابراہیم قلیخان بھی مستعد ہو گیا۔ رستم علیخان کو احمد آباد میں جب ان واقعات کی خبر پہونچی فوراً ہی فوج فراہم کرکے بھائی کی کمک کیلئے روانہ ہو گیا۔ حامد خان نے یہ ماجرا سُنکر اپنا ارادہ بدل دیا۔ اور باہم مصالحہ کرکے احمد آباد واپس چلا آیا۔ اور رستم علیخان وغیرہ اپنے علاقہ بڑودہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

شجاعت خان اور رستم علیخان نے شاہی حکم کے مطابق جودھپور پر لشکر کشی کی۔ اور اس کو فتح کر لینے کے بعد احمد آباد واپس چلے آئے۔

پیلاجی گائیکواڑ مرہٹہ جو بندر سورت پر متواتر حملہ آور ہو کر سونگڈھ پر قابض ہو چکا تھا۔ ۱۱۳۶ھ میں پھر ضلع سورت پر حملہ آور ہوا۔ اور اطراف سورت کو تاراج کرکے اس نے بہت لوگوں کو قتل بھی کیا۔ مومن خان متصدی بندر سورت نے اسکے دفعیہ کے لئے ایک فوج لبسر کردگی

غیرت خان مقرر کی۔ لیکن اس فوج نے بھی شکست کھائی۔ اور بہت لوگ اس فوج کے مقتول و مجروح ہوئے۔ اس لڑائی سے ضلع سورت میں مرہٹوں کا تسلط بڑھ گیا۔ اور موضع سونگڈھ کے گرد انہوں نے حصار تعمیر کرایا۔ اور پہاڑ پر ایک مختصر سا قلعہ بھی بنالیا۔ یہانتک کہ رفتہ رفتہ پیلاجی ضلع سورت کے دیگر پرگنات پر بھی قابض ہوگیا۔

جب نظام الملک اُمراء دربار کے برتاؤ سے کشیدہ خاطر ہوکر دکن چلا گیا۔ اور دکن کے تمام ملک پر قابض ہولیا۔ تو اس نے پیلاجی اور کھنتاجی سرداران مرہٹہ کو اپنے چچا حامد خان سے موافق کرا کے حامد خان کو آمادہ بغاوت کیا۔ چنانچہ حامد خان نے جاگیرداروں اور حضور کے گماشتوں کو برطرف اور معزول کرکے ملک پر قبضہ کرنا شروع کردیا۔

نواب نظام الملک کا نام میر قمر الدین ہے۔ یہ علامی سعداللہ خان وزیر اعظم صاحب قران ثانی کا نواسہ اور عابد خان کا پوتا ہے۔ جس کا باپ عالم شیخ سمرقند کا ایک ذی اقتدار سردار اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی اولاد میں تھا۔ عابد خان شاہجہان کے زمانہ میں ہندوستان میں آیا۔ اور سلسلۂ ملازمت میں منسلک ہوا۔ اورنگ زیب کے ساتھ بھائیوں کے مقابلہ میں قابل تحسین خدمات انجام دیں۔ پنج ہزاری منصب اور قلیچ خان کا خطاب پایا۔ گول کنڈہ کے محاصرہ میں توپ کے گولہ سے سخت مجروح ہوا۔ عابد خان کا بیٹا میر شہاب الدین جسکا خطاب غازی الدین خان تھا مراتب عالیہ کو پہونچا۔ میر شہاب الدین کا بیٹا میر قمر الدین اورنگ زیب کے عہد میں چار ہزاری منصب اور چین قلیچ خان کا خطاب حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ بہادر شاہ کے عہد میں پنجہزاری منصب اور خاندوران خا

کا خطاب پایا۔ فرّخ سیر کے زمانہ میں ہفت ہزاری منصب اور نظام الملک بہادر فتح جنگ کے خطاب سے سرفراز ہوا۔ ۱۱۳۲ھ میں دکن چلا گیا۔ امیر الامرا سید حسین علی خان نے ایک جرار لشکر بسرکردگی سید دلاور خان اوسکو مقابلہ کے لئے دکن بھیجا۔ سخت جنگ ہوئی جسمیں سیّد دلاور خان اور سیّدوں کے بڑے بڑے نامی افسر مارے گئے۔ سیّد بھائیوں کی تباہی کے بعد وزیر اعظم ہوا۔ اوس نے اورنگ زیب کے اصول حکمرانی جاری کرنی چاہی۔ مگر دربار کا رنگ ایسا بگڑا ہوا تھا کہ اصلاح ناممکن معلوم ہوئی۔ تو دکن چلا گیا۔ نہایت بہادر مدبّر۔ معاملہ فہم اور دور اندیش تھا۔

۵۳
مبارز الملک سربلند خان

نیابت شجاعت خان

مُبارز الملک سربلند خان بہادر
۱۱۳۶ھ
۱۱۴۲

جب حضور شاہی میں حامد خان کے نافرمانی پر کمر باندھ لینے کی خبریں پہونچیں صوبہ داری گجرات نظام الملک سے تغیر ہو کر ۱۱۳۶ھ[1] میں محمد رفیع مبارز الملک سربلند خان کو مرحمت ہوئی۔ اور خان مذکور کے گجرات پہونچنے تک شجاعت خان نائب صوبہ دار مقرر کیا گیا۔ شجاعت خان نے فرمان عطائے نیابت صادر ہوتے ہی حامد خان سے قلعہ بھدر خالی کرانے میں سرگرمی کی۔ اس نے موسم بارش کا عذر کیا۔ اسپر نوبت باینجا رسید کہ دونوں میں باہم جنگ شروع

۱؎۔ سیر المتاخرین میں اسکے تقرر کا ۱۱۳۷ھ لکھا ہے۔ ۱۲

ہوگئی۔ اور زمین شبانہ روز متواتر سخت لڑائی ہوئی۔ آخر کار صفدر خان اور صلابت محمد
خان اور جوان مرد خان بابی سرداروں نے بیچ بچاؤ کرکے باہم مصالحہ کرادیا۔
بعد اسکے حامد خان قلعہ خالی کرکے موسم بارش گذارنے کے حیلہ سے
مقام دوحد میں مقیم ہوا۔ اور ان تمام واقعات سے نظام الملک کو جو دکن
میں تھا مطلع کیا۔ نظام الملک نے اطلاع پاتے ہی دکن ہی میں بیٹھے
بیٹھے کھنتاجی مرہٹہ کو صوبہ گجرات کی چوتھ کا لالچ دے کر حامد خان
سے موافق کرادیا۔ اور حامد خان کو اس کارروائی سے مطلع کیا۔ اور ادھر
چوتھ کا وعدہ قرار پاتے ہی کھنتاجی ایک فوج قاہرہ ہمراہ لئے ہوئے
دوحد کے قریب آپہونچا۔ اور حامد خان سے بھی چوتھ کی پختگی کرکے دونوں
ملکر احمد آباد روانہ ہوئے۔

یہاں شجاعت خان اندنوں ابراہیم علیخان کو نائب مقرر کرکے پیشکش
وصول کرنے روانہ ہوچکا تھا۔ اسلئے جب حامد خان وغیرہ کے آنے کی اور
کھنتاجی کے ہمراہ لانے کی خبریں گرم ہوئیں تو ابراہیم علیخان نے شجاعتخان
کو واپس چلے آنے کی تاکیدی تحریر بھیجی۔ جس کے دیکھتے ہی شجاعت خان
کوچ در کوچ نہایت تیزی کے ساتھ واپس چلا اور شہر احمد آباد کے قریب
چار کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا۔ اور چونکہ کسی کو حامد خان وغیرہ کے
نزدیک تر پہونچ چکنے کی کچھ بھی اطلاع نہیں ہوئی تھی۔ اِس لئے شجاعتخان
کے اکثر سپاہی اپنے بال بچوں عزیز اقارب سے ملنے شہر چلے گئے
اور جس قدر فرودگاہ میں موجود تھے وہ سب بے ترتیب اور پراگندہ اور غافل
تھے۔ کہ اسی اثناء میں یکایک فوج مرہٹہ کے سوار نظر آئے۔ اب شجاعتخان
نے ہر چند موجودہ فوج کو مرتب کرنا چاہا لیکن کچھ بھی نہ کرسکا۔ آخر کار مجبور

ہوگیا۔ اور اپنے چند جان نثاروں کو ہمراہ لے کر ایک جانب چل کھڑا ہوا۔ مگر حامد خان نے پیچھا نہ چھوڑا۔ اور کسی نہ کسی تدبیر سے ایسے موقع پر جا پہونچا۔ کہ شجاعت خان کو چار و ناچار مقابلہ ہی کرنا پڑا۔ غرض دونوں سرداروں کے ہاتھی باہم اس قدر قریب ہوگئے کہ ایک نے دوسرے پر تیروں کا مینھ برسانا شروع کیا۔ اسمیں شجاعت نے کئی تیر ایسے کاری کھائے کہ وہیں قضا کی گو شجاعت خان کا بیٹا حسین قلیخان بھی جو تین ہزار جرّار سواروں کے ساتھ ہراول تھا۔ باپ کا معرکہ دیکھ کر چند سواروں کے ساتھ بغرض کمک جھپٹا تھا مگر اسکے پہونچنے سے پہلے ہی اسکا کام ہو چکا تھا۔ غرض اس معرکہ میں شجاعتخان کے بہت سے سپاہی قتل اور اکثر آدمی مرہٹوں کے مقید ہو گئے۔ اور حامد خان شجاعت خان کے لڑکوں حسین قلیخان اور مصطفےٰ قلیخان کو مقید کر کے فوج مرہٹہ کے ساتھ شاہی باغ میں آکر فروکش ہوا۔

واقعات مذکورہ بالا مشاہدہ کرنے کے بعد گجرات کے اکثر سردار جیسے صفدر خان بابی وغیرہ ابراہیم قلیخان کے پاس گئے۔ جو شجاعت خان کا بھائی اور نیز شجاعت خان کیطرف سے احمد آباد میں نائب تھا اور ہر چند فہمائش کی کہ وفادار لوگ جان نثاری کر چکے اور موجودہ لوگوں سے امید وفاداری نہیں مصلحت یہی ہے کہ شبا شب قبائل کو ساتھ لے کر کھمبایت چلیں۔ اور وہاں سے سورت پہونچکر رستم علیخان کی صوابدید کے موافق کاربند ہوں۔ مگر اس جواں مرد نے کہا کہ عزت کے ساتھ مرجانا بدنام جینے سے بہت بہتر ہے اور کچھ سماعت نہ کی۔

الغرض علی الصباح فوج مرہٹہ نے قصبات اور دیہات کو تاراج کرنا شروع کیا۔ اور خانہ بخانہ گھستے پھرتے تھے۔ دوسرے روز صفدر خان بابی وغیرہ نے ابراہیم قلیخان کو بہت کچھ سمجھا کر اور حامد خان کے

پاس لیجاکر ملاقات کرائی۔ حامد خان نے بحسیب مقتضائے وقت اسکو بہت کچھ دلاسا دیکر رخصت کیا۔

یکم ربیع الاول ۱۱۳۷ھ کو حامد خان بڑے تزک اور احتشام سے فوج مرہٹہ کے ساتھ بھدر میں داخل ہوا۔ اور حسب وعدہ کھنتاجی کی چوتھ اور سردیشمکی تمام محالات اور اُن پرگنہ جات کی جو دریائے مہی کے اسطرف واقع تھے قرار پائی۔ اور بعد اسکے کھنتاجی جا بجا اپنے گماشتوں کو دخیل کار کرکے کھنڈنی وصول کرنے بیرمگاؤں روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ ساڑھے تین لاکھ روپیہ اِس نے جبرًا اور قہرًا وصول کیا۔ اور یہ پہلا مستقل خراج ہی جو مرہٹوں نے لینا شروع کیا۔

اب حامد خان نے علی الاعلان بغاوت شروع کردی۔ بادشاہی متصدیوں اور تعلقہ داروں کو بیدخل کیا۔ اور تمام محالات اور پرگنہ جات ضبط کرکے اپنے آدمیوں کے سپرد کئے۔ اور صوبہ کے سررشتہ سے تمام حسابات کے رجسٹروں کو شاہی دفتر سے جو دیوان صوبہ کے سررشتہ اور نگرانی میں تھے دیوان سے منگواکر خالصہ اور پائباقی اور جاگیرات پر قابض ہو بیٹھا۔ اور جب ان کارروائیوں سے فارغ ہوچکا تو گجرات کے بعض نامی سرداروں کو بلواکر مقید کیا۔ اور ابراہیم قلیخان کے زک دینے کے بھی درپے ہوا۔ مگر ابراہیم قلیخان اس ارادہ سے مطلع ہوگیا۔ اور اپنے چند جان نثاروں کو ساتھ لیکر بارادۂ قتل حامد خان ملاقات کا حیلہ کرکے قلعہ میں جانے کی غرض سے چلا۔ باغ کے دروازہ پر چوبدار نے روکا۔ لیکن اسکو بھی زخمی کرکے دیوان خانہ میں جا پہونچا۔ اتفاقاً حامد خان اس وقت تک برآمد نہیں ہوا تھا۔ اس وجہ سے یہ حیلہ بھی نہ چلا۔ آخرکار راز ظاہر ہونے پر ابراہیم قلیخان مع رفقاء

وہیں قتل کیا گیا۔

رستم علیخان متصدی بندر سورت اسوقت پیلاجی کے تعاقب میں مشغول تھا۔ جب اسکو اپنے دونوں بھائیوں شجاعت خان اور ابراہیم قلیخان کے قتل کی خبر ملی۔ مرہٹوں کا تعاقب چھوڑ کر سورت آیا۔ اور مشیروں سے مشورہ کرکے پیلاجی سے باہم عہد وپیمان کے بعد متفق ہوگیا۔ اور بالمواجہہ گفتگو کے بعد ایک ہاتھی اور ایک لاکھ روپیہ پیلاجی کو دیا گیا۔ بعد اس کے رستم علیخان اور پیلاجی دریائے مہندری اُتر کر موضع واسن[1] علاقہ پٹھلاد میں پہونچے اور موضع سے کسی قدر فاصلہ پر جاکر اُترے۔

حامدخان اتفاقاً اُسی روز احمد آباد میں صفدرخان بابی کو اپنا نائب کرکے اور صلابت محمدخان بابی کو ہمراہ لیکر بغرض مقابلہ رستم علیخان روانہ ہوا تھا۔ غرض ادھر حامدخان بھی ان دونوں سے دوکوس کے فاصلہ پر آکر مقیم ہوا اور نظام الملک کی تحریریں پیلاجی کے پاس بھیجیں۔ جس سے پیلاجی نے رستم علی خان کے تمام عہد وپیمان کو توڑ کر حامدخان سے جاملا۔ رستم علیخان کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو یہ سمجھ کر کہ فتح وظفر کچھ کمی اور بیشی لشکر پر موقوف نہیں۔ ایسا جی توڑ کر لڑا کہ حامدخان نے شکست فاش کھائی۔ اور تمام فوج اسکی پراگندہ ہوکر بھاگ نکلی اور مال واسباب بھی لُٹ گیا۔ اور رستم علی خان نے خیمہ کے اندر جاکر اپنے دونوں بھتیجوں کو قید سے رہا کیا۔ اور چند گھنٹہ یہاں ٹھہر کر نقارۂ فتح بجاتا ہوا اپنی قیام گاہ کو واپس آیا۔ طرہ یہ ہوا کہ کھنتاجی نے جب میدان خالی دیکھا۔ دوستی کی حالت میں حامدخان کا بقیہ ساز وسامان

[1] اسوقت پرگنہ انند ضلع کھیرہ سے متعلق ہے ۱۲

جو رستم علیخان کی فوج سے بچ رہا تھا۔ لوٹ لیا۔ اِن مصائب سے کسی قدر سنبھلنے کے بعد حامد خان نے کھنتاجی کو بہت کچھ ملامت کی اور اُس نے اپنی حرکت کی تلافی کا وعدہ کیا۔ اور چونکہ رستم علیخان نے مرہٹوں کو کئی بار شکست دی تھی۔ اور مرہٹے اسکے جانی دشمن تھے۔ اِسلئے اسوقت تمام مرہٹے حامد خان سے متفق ہو گئے۔ اور علاوہ ان کے جو متفق تھے اور بھی ایک بڑی جماعت مرہٹوں کی آکر اس سے متفق ہو گئی۔ اور رستم علیخان کی جمعیت میں بڑا تفرقہ پڑ گیا۔ آخر کار مقام واسو میں ایک سخت جنگ ہوئی۔ جسمیں رستم علیخان نے شکست کھائی اور بعد شکست کے قتل کیا گیا۔ اور اسکے دونوں بھتیجے سپہر مقید کر لئے گئے۔

جب رستم علیخان کے قتل کی خبر احمد آباد پہونچی گھر گھر اسکا ماتم ہوا۔ رستم علیخان کی لاش ابراہیم قلیخان کے پہلو میں دفن کی گئی۔ محمدؐ صلابت نے اسکے وفات کی تاریخ نظم کی تھی۔ جس کا آخر شعر یہ ہے۔ ؎

بسالِ ہزار وصد وسی وہفت سرِ سر فرازان زدنیا برفت

جب حامد خان کو مرہٹوں کی مدد سے کامیابی ہوئی تو اس نے دریائے مھندری کے شمالی علاقہ کی چوتھ کنتھاجی کے نام اور اوسکے جنوبی علاقہ کی چوتھ جسمیں سورت اور بڑودہ بھی داخل تھا۔ پیلاجی کے نام مقرر کی۔ اور بعد اسکے حامد خان نے نہایت درجہ ظالمانہ کارروائیاں کر کے دولتمندوں سے بجبر روپیہ وصول کیا۔ اور شجاعت خان کے دونوں بیٹوں کو زہر دیکر مار ڈالا۔ صلابت محمد خان نے اسوقت شہر میں رہنا خلاف مصلحت سمجھا۔ اسلئے فوجداری بیرم گاؤں پر چلدیا۔ اور چندروز کے بعد اپنے بھتیجے کو وہاں چھوڑ کر خود گھلواڑ گیا۔

۱۱۳۷ھ میں عین عید الفطر کے روز محمد صفدر خان بابی نے یک بیک وفات پائی۔

جب مرہٹوں کی فتوحات اور شجاعت خان وغیرہ کے مقتول ہونے کی خبریں ترمبک راؤ کو پہونچیں جو کھانڈے راؤ سیناپتی کا بیٹا اور مرہٹوں کی تمام افواج کا افسر (سپہ سالار) تھا تو ترمبک راؤ ایک قاہرہ فوج ساتھ لیکر گجرات پہنچا اور نئی پرانی کل فوج کو فراہم کرنے کے بعد اس نے بندر کھمبایت کا محاصرہ کر لیا۔ قاسم خان جو حامد خان کیطرف سے قلعہ کھمبایت کا محافظ تھا قلعہ کی حفاظت اور اوسکی مدافعت میں سرگرم ہوا۔

ہنوز مذکورہ بالا یورش اور شورش کا خاتمہ نہ ہوا تھا کہ اتفاقاً مرہٹوں میں باہم نااتفاقی ہوکر جدال و قتال کی نوبت آئی۔ جسکے باعث سے مرہٹوں کی قومیں متفرق اور پراگندہ ہوکر اپنے وطن چلی گئیں۔

حامد خان کی شورش اور رستم علیخان وغیرہ کے مقتول ہونے کی خبریں جب حضور شاہی میں پہونچیں مبارز الملک سربلند خان کو روانگی صوبۂ گجرات کا حکم ہوا۔ تاکہ حامد خان شورش انگیز کو صوبہ سے خارج کرکے دکھنیوں (مرہٹوں) کی قرار واقعی سرکوبی کرے۔ اور نیز ایک کروڑ روپیہ اس مہم کی سرانجام دہی کیواسطے حضور شاہی سے منظور کیا گیا۔ چنانچہ منجملہ ایک کروڑ کے پانچ لاکھ نقد مبارز الملک کو دے دیا گیا۔ اور مابقی کی نسبت تین لاکھ روپیہ ماہوار دیئے جانے کا حکم نافذ ہوا۔ اور نیز برطبق حکم شاہی مہاراجہ ابھے سنگھ راجہ مارواڑ اور چھتر سنگھ راجہ نرور وغیرہ کمک کے لئے ہمراہی مبارز الملک میں متعین

لہ سینا بمعنی لشکر اور پتی بمعنی آقا ہے۔ مرہٹی زبان میں سیناپتی سپہ سالار کو کہتے ہیں

کئے گئے۔

مبارز الملک سر بلند خان بحسب حکم شاہی جبکا مفصل بیان اوپر گذر چکا۔ پانچ لاکھ روپیہ نقد وصول کرنے اور مذکورۂ بالا افسران کمکی متعین ہونے کے بعد پندرہ ہزار سواران جرار اور اسی قدر پیادہ فوج اور توپ خانہ وغیرہ سامان کے ساتھ ۱۱۳۲ھ میں گجرات روانہ ہوا۔ حامد خان کو جب اس کے اجمیر سے آگے بڑھنے کی خبر معلوم ہوئی اور روپ سنگھ اور سردار محمد خان غوری کو حراست احمد آباد پر متعین کرکے خود محمود آباد روانہ ہوگیا۔ ادھر مبارز الملک نے اجمیر سے آگے بڑھنے کے بعد شیخ الہ یار کو فوج دیگر اوّل ہی روانہ کردیا۔ اور یہاں چونکہ سردار محمد خان محافظ احمد آباد و حامد خان سے ناخوش تھا۔ اسی لیئے اس نے اپنے شریک عہدہ روپ سنگھ کو خوف دلاکر بھگا دیا۔ اب مبارز الملک سدھپور آپہونچا۔ ادہر جب حامد خان فوج مرہٹہ لیکر آیا۔ تو سردار محمد خان نے دروازے شہر کے بند کرلیئے۔ اب مبارز الملک نے قصبۂ مہسانہ پہونچکر یہ لحاظ کرکے کہ خاندان بابی کے اکثر سردار زبردست ہیں۔ اپنی طرفسے صلابت محمد خان بابی کو فوجدار بیرم گانو اور جوانمرد خان بابی کو فوجدار پٹن کردیا۔ اور ادھر حامد خان کا دیوان مُرلی دھر داس بھی حامد خان سے کنارہ کش ہوگیا۔ الغرض جب مبارز الملک احمد آباد آیا تو کھنتاجی اور حامد خان بھی ندمی کے کنارے پہونچے۔ جہاں پیلاجی بھی ملا۔ اور مرہٹہ سرداروں نے سمجھا کہ حامد خان کی مدد کرنا ہمارے لیئے سبب بہتری ہے۔ اسلیئے متفق ہوکر احمد آباد روانہ ہوئے۔

مبارز الملک جب احمد آباد پہونچا تو اس نے علی محمد خان کو دیوان مقرر کیا۔ اور مومن خان کو نجم الدولہ خطاب دیا اور اپنے بیٹے خانہ زاد خان کو

دس ہزار سوار اور اسی قدر پیادہ فوج اور سردار محمد خان کو تین ہزار سوار دے کر مرہٹوں کے اخراج پر متعین کیا۔ ان دونوں نے مرہٹہ فوج کو بمقام سوجترہ شکست دے کر مہی ندی تک تعاقب کیا۔ یہ دونوں تعاقب چھوڑ کر واپس آرہے تھے کہ اثنائے راہ میں خانہ زاد خان کو اسکا بھائی شاہنواز ملا۔ چنانچہ وہیں سے دونوں بھائی ملکر پھر مرہٹوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کپڑ بنج جاکر پھر مقابلہ کرکے پسپا کیا۔ اور علی موہن تک بھگا دیا۔ بعد اسکے خانہ زاد خان نے حسن الدین خان کو بڑودہ اور بھروچ وغیرہ کا فوجدار مقرر کیا۔

اسی اثناء میں انتاجی بھاسکر مرہٹوں کے سردار نے ایڈر کی طرف سے گجرات آکر بڈنگر کا محاصرہ کرلیا۔ یہاں کے ناگر لوگوں نے جو بہت دولت مند تھے۔ مبارز الملک کو مدد کیلئے طلب کیا۔ لیکن چونکہ صوبہ کی اکثر فوجیں خانہ زاد خان کی ماتحت جنوبی سمت میں مرہٹوں کا تعاقب کرتی پھرتی تھیں۔ اسلئے مبارز الملک کیجانب سے ناگروں کو وقت پر مدد نہ پہنچ سکی۔ جب ناگروں پر خوب سختی کی گئی تو انہوں نے انتاجی کو چار لاکھ روپیہ دے کر جان بچائی۔ بعد اس کے کنتھاجی نے بھی آکر بڈنگر کا محاصرہ کیا۔ تاکہ کچھ وصول کرے۔ لیکن اب ان بیچاروں کے پاس روپیہ کہاں رہا تھا۔ اس لحاظ سے۔ مجبوری شہر چھوڑ کر فرار ہوگئے۔ کنتھاجی نے جو کچھ مال و اسباب ملا لوٹ کر اور شہر میں آگ لگاکر قصبۂ ادمرٹ (واقع ضلع کھیڑہ) کیجانب کوچ کیا۔ اور یہاں پہونچکر اسکو بھی بڈنگر کی مانند تباہ اور خاک سیاہ کردیا۔

ادھر پیلاجی قریب بڑودہ خانہ زاد کے لشکر سے دوچار ہوگیا۔ مگر اس لحاظ سے کہ یہ مرہٹہ اپنی اور خان موصوف کی طاقت سے آگاہ تھا بغیر جنگ کے فرار ہوکر کھمبایت ہوتا ہوا سورٹھ پہونچ گیا۔

جب یہ تمام فتوحات مذکورہ بالا اور خانہ زاد خان کی سب کارروائیاں حضور شاہی میں معروض ہوئیں خانہ زاد خان کو غالب جنگ خطاب عطا کیا گیا اور صوبہ کے عہدہ داروں کی نسبت حضور شاہی سے اسوقت بہت کچھ تغیر و تبدل ہوا۔ منجملہ اوس کے میرزا علی محمد خان کی جگہہ محمد سعید اور اوس کے بعد سلیمان دیوان کیئے گئے۔ اور میرزا علی محمد خان فوجدار دھولقہ کیا گیا۔

اب مرہٹے چند مدت کے لئے گجرات سے دکن چلے گئے۔ اور چند ہی روز بعد وہاں سے پھر واپس آکر مبارز الملک سے اوس چوتھ کے دعویدار ہوئے۔ جو اگلے صوبدار نے منظور کی تھی۔ یہاں تک کہ مبارز الملک کو چوتھ ادا کرنے پر مجبور کیا۔ اور گو بادشاہ ان کو ایک حبہ بھی دینا نہیں چاہتا تھا لیکن مبارز الملک کو مصلحتاً قبول کرنا پڑا۔

پیلاجی گائیکواڑ کھانڈے راؤ دہاباری کی طرف سے جو پیشوا کا حریف مقابل تھا گجرات پر فوجکشی میں سرگرم تھا۔ اِسلئے پیشوا نے اپنے سردار اوداجی کو ایک لشکر دے کر روانہ کیا۔ جسنے پیلاجی کو شکست دی۔ بعد شکست کے وہ کنتھاجی سے مدد کا خواستگار ہوا۔ اور اس نے مدد کرنا مناسب جان کر اور پیلاجی سے اتفاق کر کے بڑودہ پر فوجکشی کی۔ مگر یہاں کا فوجدار صدر الدین چونکہ ایک بہادر سردار تھا۔ اسوجہ سے ان کو کچھ بھی کامیابی نہ ہوئی۔

اِس زمانہ میں باجی راؤ پیشوا نے مبارز الملک کو یہ پیغام دیا کہ اگر گجرات کی چوتھ اور سردیشمکی (۱/۲) دینا منظور کرو تو میں تم کو تمام مرہٹوں کی کشاکش سے چھڑا دوں۔ گو اس شرط کو اس نے نامنظور کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فوجدار بڑودہ کو لکھ بھیجا کہ بمقابلہ کنتھاجی اور پیلاجی۔ اوداجی کی مدد کرے جو پیشوا کی طرف سے تھا۔ مگر پیلاجی وغیرہ نے ایسی کارروائی کی کہ اوداجی

اور فوجدار بڑودہ باہم ملاقات نہ کر سکے۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اودا جی مالوہ روانہ ہوگیا۔ اور فوجدار ندکو بڑودہ اور ڈھبوئی کے قلعہ جات بہ مجبوری چھوڑنے پڑے اور پیلاجی ان قلعوں پر قابض ہو گیا۔

ادھر مبارز الملک بغرض وصول پیشکش ۱۱۳۹ھ میں سورٹھ گیا۔ جسکا مفصل بیان مرات مصطفےٰ آباد میں کیا گیا ہے۔

کنتھاجی کے متبنیٰ کرشناجی نے قلعہ چانپانیر پر حملہ کر کے اس کو فتح کرلیا۔ اور اس وقت سے اس کا حصہ چوتھ وصول کرنے کنتھاجی کا ایجنٹ یہاں رہنے لگا۔

جب مبارز الملک کو معلوم ہوا کہ پیلاجی و کنتھاجی ملک کی حفاظت نہیں کرتے۔ بلکہ تاراج و ویران کر رہے ہیں۔ تو اس نے پیشوا کی چوتھ اور سردیشمکھی (۱/۱۰) منظور کی۔ اور پیشوا نے اپنے بھائی جمناجی کو چوتھ وصول کرنے روانہ کیا۔ اور اس نے دھولقہ اور چانپانیر کے اطراف کا ملک لوٹا۔ مبارز الملک اس زمانہ میں واترک کے زمینداروں سے خراج وصول کرنے میں مصروف تھا کہ کنتھاجی بھی گجرات میں داخل ہوا۔ اور اپنے حصے کی چوتھ وصول کر کے سورٹھ راہی ہوا۔ اور جمناجی کچھ بھی فراہم نہ کرسکا۔

اسی سال دریائے تاپتی میں بہت بڑی طغیانی ہوئی۔ ملا محمد علی ملک التجار جو ایک بہت بڑا دولت مند تھا۔ اسکے دماغ میں سودائے حکومت پیدا ہوا۔ اول اس نے پیرم[۱] کی رعایا کو اپنی طرف مائل کر کے حاکم بننا چاہا اور وہاں اس نے ایک مستحکم قلعہ کی بنیاد بھی ڈالی۔ لیکن چونکہ جزیرہ پیرم

---

[۱] خلیج کھمبایت میں بندر گھوگھہ کے قریب پیرم نامی ایک چھوٹا سا جزیرہ واقع ہے۔ ۱۲

میں سانپ بکثرت تھے آباد نہ ہو سکا۔ بعد اسکے موضع اٹھوا[1] میں ایک قلعہ کی تعمیر شروع کی اور جب سہراب خان متصدی بندر سورت نے منع کیا تو ملک التجار نے قلعہ دار کو موافق کر کے سہراب خان پر توپیں لگا دیں اور یہ ظاہر کیا کہ میرا بھائی تیغ بیگخان[2] متصدی بندر سورت مقرر ہوا ہے۔ آخر کار اس پر فیصلہ ہوا کہ یہ معاملہ حضور شاہی میں عرض کیا جائے۔ اور وہاں سے جو حکم آئے اوسکے موافق عملدر آمد ہو۔

اسی سال عہدہ داروں میں بھی بہت کچھ تغیر و تبدل کیا گیا۔ جواں مرد خان بابی فوجدار پٹھلاد مقرر ہوا۔ ہمت دل خان فوجدار گرد کا مددگار کیا گیا۔ مرزا علی محمد خان کو امینی پرگنہ حویلی سپرد ہوئی۔ اور جب اوس نے استعفا دیا تو اسکی جگہ زنبیل خان منصوب کیا گیا۔ جوانمرد خان مقام بالور کے کولیوں کو زیر کرنے گیا اور وہیں کسی کولی کی بندوق سے زخمی ہوا۔ اور جب واپسی کیوقت پٹھلاد پہونچا تو پیمانۂ عمر لبریز ہوا اور وفات پائی۔ بعد اسکے بلدۂ احمد آباد میں عیدگاہ کے متصل اپنے آبا و اجداد کے مقبرہ میں مدفون ہوا۔ اور صلابت محمد خان بابی کے وسیلہ سے کمال الدینخان ولد جوانمرد خان سمی اور موبخپور کا فوجدار کیا گیا۔ اور جوانمرد خان خطاب عطا ہوا۔ اور دوسرا بیٹا جوانمرد خان کا محمد انور خان صفدر خان خطاب سے مخاطب ہو کر فوجدار رادھن پور مقرر کیا گیا۔

اِسی اثناء میں مبارز الملک نے نڑیاد جا کر جواں مرد خان کے ایجنٹ رائے کشن کو پٹھلاد اجارہ دیا اور یہاں سے

---

[1] دریائے تاپتی کے کنارہ سورت سے میل سوا میل کے فاصلہ پر ہے ۱۲۔

[2] واٹسن کی تاریخ گجرات میں تیغ بخت خان لکھا ہے۔ ۱۲

بہادر[1] کے وہ زمیندار سردار سنگھ سے پیشکش وصول کرنے بہادر گیا۔ زمیندار مذکور اول بجنگ پیش آیا بالآخر اس سے بیس ہزار روپیہ وصول ہوا۔ بعد اسکے احمد آباد آتے وقت اثنائے راہ میں زمیندار امیٹھ[2] سے بھی پیشکش وصول کرتا ہوا بلدہ احمد آباد روانہ ہوا۔

کنتھاجی سورٹھ سے پھر پھرا کر گجرات آیا اور سانند میں مقیم ہوا۔ یہاں مبارز الملک کے آدمی ہاتھی چرا رہے تھے۔ مرہٹوں نے ہاتھی پکڑ لئے اور جب مبارز الملک کے آدمی اون کے پیچھے گئے تو وہ بھاگ گئے۔

اِدھر ملا محمد علی اور سہراب خان کے مقدمہ میں شاہی حکم کا انتظار ہو رہا تھا مگر وہاں سے ہنوز کوئی فیصل حکم صادر نہ ہوا تھا اور تعمیر قلعۂ مذکور کا کام جاری رکھا گیا تھا۔ لیکن اب قلعہ دار مذکور کو جو ملا مذکور کا معاون تھا یہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ قلعہ تجارت سورت کے لئے نقصان کا باعث ہوگا۔ اس لحاظ سے قلعہ دار نے اسکی تعمیر کو روکنا چاہا۔ ناچار ملا مذکور نے اپنے پرانے شناسا سہراب خان کو بلطائف الحیل موافق کر لیا جس سے تعمیر جاری رہی۔ یہاں تک کہ قلعہ تیار ہو گیا۔ اور جیسا کہ خیال تھا اس قلعہ سے تجارت سورت کو بہت نقصان ہوا۔ اور سہراب خان کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑا۔ مگر اب اِس اعتراف سے کیا فائدہ ہو سکتا تھا۔

اِسی زمانہ میں یعنی سنہ ۱۱۴۲ھ میں مبارز الملک کاٹھیاواڑ گیا جسکا بیان مرات مصطفےٰ آباد میں کیا گیا ہے۔

---

[1] یہ مقام اسوقت ریوا کانٹھ ایجنسی میں داخل ہے۔ مہی ندی کے کنارہ واقع ہے۔ ۱۲

[2] ضلع کھیڑہ مقبوضہ سرکار انگلشیہ میں واقع ہے۔ ۱۲

جب مبارز الملک دورۂ کاٹھیاواڑ تمام کر کے کچھ کی جانب چلا یہاں کے زمیندار نے اس کے علاقۂ کچھ میں پہنچنے سے پہلے بذریعہ وکلاء عرض کرائی کہ دس لاکھ محمودی (تین لاکھ تیس ہزار روپیہ) پیشکش لیکر یہیں سے واپس جائے۔ لیکن مبارز الملک نے نامنظور کیا۔ اور دشوار گذار ریگستان طے کر کے بُجھ کا محاصرہ کر لیا۔ زمیندار نے اطراف کے قصبات و دیہات خود ہی تاراج کر کے آگ لگادی۔ اور اس کارروائی سے مبارز الملک کے لشکر کو دانہ چارہ کی سخت تکلیف ہوئی۔ ڈیڑھ مہینہ کے بعد معلوم ہوا کہ صوبہ داری گجرات پر کوئی دوسرا شخص مقرر کیا گیا ہے۔ اس سبب سے مبارز الملک محاصرۂ مذکور سے دست بردار ہو کر رادھن پور آیا۔ اور جوان مرد خان کے پاس خود جاکر اس کے مرحوم باپ کی رسم تعزیت ادا کی۔ اور بہت کچھ دلجوئی کر کے احمد آباد داخل ہوا۔ یہاں اسکی عدم موجودگی میں ایک فساد برپا ہو گیا تھا۔ مگر اس فساد کو مبارز الملک کے حکم سے مرزا علی محمد خان نے فرد کیا۔ چنانچہ اُس حسن خدمت کے صلہ میں مبارز الملک نے خان مذکور کو حسن محمد خان خطاب دیا۔

مبارز الملک کا باپ افضل خان ایران سے عہد عالمگیر میں ہندوستان آیا۔ اور بادشاہ نے اوسکو گوالیار کا دیوان مقرر کیا۔ مبارز الملک سلطان عظیم الشان کا جو فرخ سیر کا باپ تھا۔ ہمزلف تھا۔ گجرات سے دار الخلافہ میں جاکر خانہ نشین ہو گیا اور باقی عمر یاد الٰہی میں بسر کی۔

مہاراجہ ابھے سنگھ (نیابت رتن سنگھ بھنڈاری) ۱۴۲ھ

مہاراجہ ابھے سنگھ

۱۱۴۲ تا ۱۱۴۹ ھ

جب مہاراجہ ابھے سنگھ حضور شاہی سے صوبہ داری گجرات پر مامور ہولیا۔ بیس ہزار فوج اور اپنے بھائی بخت سنگھ کو ہمراہ لیکر گجرات روانہ ہوا۔ پالن پور پہنچکر اسکو یہ معلوم ہوا کہ مبارز الملک چارج بآسانی نہ دیگا۔ اس لحاظ سے اس نے سردار محمد خان غوری کو لکھا کہ شہر پر قبضہ کرلے۔ مگر اس نے ہر چند کوشش کی ناکامیاب رہا۔ کیونکہ یہ خدمت اسکی حیثیت سے بڑھی ہوئی تھی۔ الغرض جب مہاراجہ اور مبارز الملک دونوں کا لشکر موضع اڈالج میں باہم نزدیک ہوا جسمیں صفدر خان بابی اور جواں مرد خان بابی دونوں مہاراجہ کے مددگار سردار تھے تو مبارز الملک کے لشکر سے کئی لڑائیاں ہوئیں۔ لیکن ہر مرتبہ مہاراجہ ہی کو شکست فاش ہوئی۔ آخر کار مہاراجہ نے مومن[1] خان بخشی و وقائع نگار فوج و متصدی بندر کھمبایت اور مخلص خان جاگیردار محمد آباد کو مبارز الملک کے پاس بغرض مصالحہ بھیجا۔ اسپر مبارز الملک ایک لاکھ روپیہ مہاراجہ سے لیکر آگرہ روانہ ہوگیا۔

مہاراجہ نے رتن سنگھ بھنڈاری کو اپنی طرف سے نائب مقرر کیا۔ اور مومن خان کے چچازاد بھائی فدا الدین خان کو شہر کی کوتوالی کا عہدہ دیا۔ اور کریم داد خان جالوری فوجدار پالن پور جو مہاراجہ کے ہمراہ آیا تھا اسکا انتقال ہوگیا۔ شیر خان بابی نے جو اپنی جاگیر گوگد میں تھا۔ مہاراجہ کے پاس آکر تین ہاتھی[2] اور چند

---

[1] ۔ واٹسن نے تاریخ گجرات کے صفحہ ۱۰۷ میں مومن خان اور رام سنگھ لکھا ہے۔ ۱۲

[2] ۔ مسٹر واٹسن نے اپنی مولفہ تاریخ گجرات کے صفحہ ۱۰۷ میں ایک ہاتھی لکھا ہے۔ ۱۲

گھوڑے وغیرہ پیشکیش دئے۔ اور ایک ہاتھی اور کسی قدر نقد بطور پیشکش راجہ بخت سنگھ برادر مہاراجہ کو بھی دیا۔ اور اوسکے صلہ میں مہاراجہ نے اسکی آبائی جاگیر کی بحالی اور اضافہ منصب اور خطاب بہادر عطا ہونے کا تجویز نامہ حضور شاہی میں روانہ کیا۔ اور کچھ مدت کے بعد منظور ہو کر بھی آگیا۔ اسوقت مستفید خان متصدی بندر سورت مقرر ہوا۔ لیکن اِس علاقہ پر پیلاجی کا اس درجہ تسلط تھا کہ مستفید خان نے پیلاجی کو لکھ بھیجا کہ متصدی گری سورت پر قابض ہو کر تمہاری چوتھ (¼) برابر میں ادا کرتا رہوں گا۔ چنانچہ پیلاجی نے اِس تحریر کو قبول کیا۔ مگر سہراب خان متصدی بندر سورت نے مستفید خان کو سورت کا قبضہ دینے سے انکار کیا۔ مہاراجہ کا بھائی بخت سنگھ فوجدار پٹن ہوا مگر اس نے اپنی طرف سے وہاں نائب بھیجا۔ کریم داد خان مرحوم کا بیٹا محمد بہار خان اپنے باپ کی جگہ فوجداری پالن پور سے سرفراز کیا گیا۔ اور جوانمرد خان بابی بڈنگر بھیجا گیا۔

باجی راؤ پیشوا ایک بڑا لشکر لے کر گجرات آیا اور شاہی باغ میں اِس نے مہاراجہ سے ملاقات کی۔ اِس ملاقات میں یہ امر قرار پایا کہ پیشوا عظمت اللہ فوجدار بڑودہ کی مدد کرے۔ اور پیلاجی کو بڑودہ سے نکال کر عظمت اللہ کو قابض کرا دے۔ پیشوا نے یہ شرط منظور کی۔ اور بعد اس کے عظمت اللہ اور باجی راؤ دونوں نے جا کر بڑودہ کا محاصرہ کیا۔ اثنائے محاصرہ میں پیشوا کو جاسوسوں کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ دکن سے نظام الملک اسکے مقابلہ کو آرہا ہے۔ اور نیز مبکراؤ دہاباری بھی نظام الملک سے موافق ہے۔ یہ خبر پاتے ہی پیشوا محاصرہ بڑودہ سے دست بردار ہوا۔ نظام الملک نے گلہ کا مرنج میں دریائے تاپتی کے کنارہ مقام کیا۔ اور دہاباری کنتھاجی اور پیلاجی آگے بڑھ کر موضع

بھیلا[1] پور میں آئے۔ یہاں پیشوا سے ایک لڑائی ہوئی۔ جسمیں دہا باری اور اسکے مددگاروں نے شکست کھائی۔ کنتھاجی بھاگ گیا۔ اور پیلاجی کا ایک بیٹا اور دہاباری[2] مارے گئے۔ اور خود پیلاجی بھی زخمی ہوگیا۔ اب اس فتح کے بعد باجی راؤ دکن کی طرف بڑھا۔ باجی راؤ چاہتا تھا کہ نظام الملک سے نوبت جنگ آئے۔ اور بچ کر دکن نکل جائے۔ چنانچہ یہی ہوا کہ نوبت جنگ نہیں آئی۔ لیکن باجی راؤ کی نوج کا کچھ سامان جو سب لشکر کے پیچھے تھا۔ نظام الملک کے ہاتھ لگ گیا اور باجی راؤ دکن پہنچ گیا۔

عبد اللہ بیگ فوجدار بھڑوچ جسکو مبارز الملک نے مقرر کیا تھا مہاراجہ ابھے سنگھ کی صوبہ داری سے ناخوش تھا اس نے نظام الملک کو لکھا کہ آج سے آپ مجھکو اپنا نائب خیال کریں۔ چنانچہ نظام الملک نے اوسکی درخواست منظور کی۔ اور نیک عالم خطاب بھی دیا۔ باجی راؤ پیشوا نے بھڑوچ اور دھولقہ اور جموسر اور مقبول آباد نظام الملک کی جاگیر قرار دی۔ اور مومن خان نے پٹھلاد کا اجارہ لے لیا۔ اور کنتھاجی کا حصہ چوتھ بدستور سابق بحال رہا۔ اور ملا محمد علی کی مدد سے سہراب خان متصدی گری بندر سورت پر برقرار رہا۔ اور منتفید خان اس سے چارج نہ لے سکا۔

[1] ڈھبوئی اور بڑودہ کے بیچ میں ایک گاؤں ہے۔ ۱۲

[2] اس واقعہ کے چار ماہ بعد باجی راؤ ترمبک راؤ دہاباری کی پارٹی سے صلح کی اور اس کا کمسن لڑکا یشونت راؤ اسکا جانشین ہوا۔ گجرات کی چوتھ کا حصہ اسکا بدستور رہا بدیں شرط کہ اسکا نصف حصہ معرفت پیشوا راجہ ساہو کو پہونچے۔ اور پیلاجی نائب ترمبک راؤ بدستور نائب یشونت راؤ رہے اور نیز اس کو سینا خاص خیل کا خطاب دیا گیا۔ ۱۲

سینا خاص خیل پیلاجی جو دہاباری کا نائب تھا قلعہ سونگڈھ پر پہلے ہی سے قابض تھا۔ بھیل اور مفسد کولی لوگوں کا معاون بنکر قلعہ بڑودہ اور ڈھبوئی پر بھی قابض ہوگیا۔ ان وجوہ سے مہاراجہ کی آنکھوں میں کانٹے کی مانند کھٹکتا تھا بلکہ ابھے سنگھ اسکو اپنا ایک سخت دشمن جانتا تھا۔ اس لئے ۱۱۴۴ھ میں ایک مارواڑی سے براہ مکر و دغا پیلاجی کو بمقام ڈاکور قتل کرایا۔ اب مرہٹے بڑودہ خالی کرکے قلعہ ڈھبوئی میں پناہ گزیں ہوئے۔ بعد اسکے مہاراجہ اور شیر خان بابی نے مع فوج جاکر اور بڑودہ پر قبضہ کرکے قلعہ ڈھبوئی کا محاصرہ کیا۔ لیکن موسم برسات آجانے کے سبب سے اسکو محاصرہ چھوڑکر واپس آنا پڑا۔ اور بڑودہ کا قلعہ شیر خان بابی کے سپرد کیا۔ اسی سال گجرات میں سخت قحط پڑا۔

متصدی سورت سہراب خان نے محاصل کی بابت ملک التجار ملا محمد علی سے ایک لاکھ روپیہ کا مطالبہ کیا۔ اسپر ملا نے سہراب خان کو نکلوادیا۔ اور سہراب خان بناچاری بھاؤنگر چلا گیا۔ اور ملا کا بھائی تیغ بیگ خان متصدی بندر سورت ہوگیا۔

جب بادشاہ کو ان امور کی خبر ہوئی تو ملا کے گرفتار کرنے کا حکم تیغ بیگخان کے نام نافذ کیا چنانچہ تیغ بیگ خان نے بھائی کو گرفتار کیا۔ اور دو برس قید خانہ میں رکھا اور بعد دو برس کے زہر دے کر ہلاک کیا۔ اور اٹھوہ کا قلعہ بھی لے لیا۔ بعد اسکے مومن خان متصدی بندر کھمبایت کو سورت جانیکا حکم ہوا۔ اور تیغ بیگ خان کھمبایت بدل دیا گیا۔ مومن خان نے اپنی طرف سے سید نوراللہ کو سورت بھیجا۔ آخر کار وہاں سید صاحب اور تیغ بیگ خان میں لڑائی ہوئی جسمیں سید نوراللہ نے شکست کھائی۔ اس کے بعد تیغ بیگ خان

متصدی سورت اپنی جگہہ پر بحال رہا۔ اور طرہ یہ کہ بحالی کے علاوہ اس کو خطاب بہادری بھی عطا کیا گیا۔

جب کھانڈے راؤ کی بیوہ عورت اوما بائی کو پیلاجی گائیکواڑ کے قتل ہو جانے کی خبر ملی تو بیوہ مذکور کنتھاجی اور پیلاجی کے بیٹے داماجی کو ہمراہ لے کر ۱۱۴۵ھ میں گجرات میں احمد آباد آئی اور ایک راجپوت سردار جیوراج کو قتل کیا۔ مہاراجہ نے مجبور ہو کر چوتھ اور سردیشمکھی کا اسی ہزار روپیہ خزانہ احمد آباد سے دینا منظور کیا۔ اور رقم مقررہ کے ادا ہونے تک جوانمرد خان بابی کو اول دیا اور اسکے بعد خان موصوف کو فوجداری بیرم گاؤں عطا ہوئی۔

اسی سال خوشحال سیٹھ کو بادشاہ کی طرف سے نگر سیٹھ[ل] کا خطاب ملا۔ جب اوما بائی نے احمد آباد سے بڑودہ کوچ کیا تو شیر خان بابی مرہٹوں سے جنگ کے لئے مستعد ہوا۔ اوما بائی نے پیام دیا کہ مہاراجہ ابھے سنگھ صوبہ دار گجرات سے اور ہمسے باہم مصالحہ ہو گیا ہے۔ اسپر شیر خان نے اسکو جانے کی اجازت دی۔ بادشاہ ابھے سنگھ کی اس کارروائی سے خوش ہوا اور خلعت دیا۔ اور مومن خان کو بھی خلعت فاخرہ عطا کیا گیا۔ بعد اسکے مہاراجہ جودھپور ہو کر حضور شاہی میں گیا۔ اور اپنی طرف سے بھنڈاری کو نائب صوبہ اور مولف تاریخ مرات احمدی کو سوانح نگار مقرر کر گیا۔

چونکہ مرہٹوں کو وہ خراج جو ان کے واسطے مقرر ہوا تھا نہیں پہونچا اسوجہ سے اوما بائی کا متبنی جادوجی بیس ہزار سوار لے کر چڑھ آیا۔ مگر صلح کر کے

ل۔ ہنود میں بڑے تاجر کو نگر سیٹھ اور مسلمانوں میں بڑے تاجر کو ملک التجار یا عمدۃ التجار خطاب دیا جاتا تھا ۱۲

واپس چلا گیا۔ اسی زمانہ میں چنوال (ازڑ) اور کانکریج کے کولیوں نے بہت شورش برپا کی اور ایک راجپوت سردار کو مار ڈالا۔ رتن سنگھ بھنڈاری کو جو صوبہ کا نائب تھا مسمیٰ بھاؤ سنگھ پسر اودے کرن سے جو بیرم گانون کا دیسائی تھا سخت عداوت تھی اسلئے بھنڈاری نے جوان مرد خان بابی کو لکھا کہ بھاؤ سنگھ کو مقید کرکے احمد آباد روانہ کردے۔ اس حکم پر جوان مرد خان نے اسکو گرفتار کرلیا۔ لیکن احمد آباد نہ بھیج سکا بلکہ اس کے مددگاروں کے ہجوم کے باعث سے چھوڑ دینا پڑا۔

سنہ ۱۱۴۶ھ میں شیر خان بابی فوجدار بڑودہ اپنے چچا زاد بھائی سرباز خان کو بڑودہ کا چارج دے کر اپنی جاگیر پرگنہ بالاسنور کے بندوبست کو گیا۔ یہ موقعہ پاکر مہدجی برادر پیلاجی نے جو جمبوسر پر قابض تھا۔ اپنے بھتیجے داماجی کو سونگڈھ سے بلایا۔ اور ایک فوج قاہرہ لے کر بڑودہ پر فوجکشی کی۔ مگر سرباز خان نے بڑی جوانمردی کی اور شہر کو ان مرہٹوں سے بچایا۔ جب شیر خان کو اس واقعہ کی خبر پہونچی اس نے بھنڈاری کو مدد دہی کی درخواست لکھی۔ بھنڈاری نے فوراً مومن خان متصدی بندر کھمبایت کو فوج دے کر مرہٹوں کو نکال دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ اور ادھر شیر خان بابی خود بھی فوراً بڑودہ پہنچا اور نہایت درجہ بہادری کے ساتھ اُس نے مہدجی سے جنگ کی۔ لیکن چونکہ شیر خان کی فوج بہت کم تھی اس باعث سے قبل اس کے کہ مومن خان کمک لیکر پہونچے بابی موصوف نے ہزیمت پائی اور شہر والوں نے مجبور ہوکر بڑودہ خالی کردیا۔ اور مرہٹوں نے اسپر پورا پورا قبضہ کرلیا۔ چنانچہ اوسر وز سے آجتک بڑودہ پر انہیں مرہٹوں کے خاندان کا قبضہ برابر چلا آتا ہے۔

چونکہ جوان مرد خان نے بھاؤ سنگھ کو گرفتار کر لیا تھا اسوجہ سے جوان مرد خان بدنام ہوگیا تھا۔ لہذا جواں مرد خان کڑی اور بیجا پور کا فوجدار کیا گیا۔ اور بیرم گاؤں کے لوگ چونکہ صلابت محمد خان کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اسلئے فوجدار بیرم گاؤں بجائے جوانمرد خان شیر خان بابی مقرر ہوا۔ خوشحال چند نگر سیٹھ پر رتن سنگھ بھنڈاری نے کچھ رقم زیادہ کی اسوجہ سے اسکو شہر چھوڑ کر جانا پڑا۔

سُہراب خان جو سورٹھ میں خاص کام کیلئے مقرر ہوا تھا۔ برہان الملک جو دربار شاہی کا ذی رتبہ رکن تھا اوسکے توسط سے فوجدار بیرم گاؤں مقرر ہوگیا۔ لیکن رتن سنگھ نے یہ حکم منسوخ کر کے بیرم گاؤں کو ابھے سنگھ کی جاگیر قرار دیا اور بعد اسکے سُہراب خان نے یہ حکم برہان الملک کے پاس بھیجدیا۔ چنانچہ برہان الملک نے پھر کوشش کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سُہراب خان فوجدار مقرر کیا گیا۔ بعد اسکے چونکہ سُہراب خان جوناگڈھ میں صادق علیخان کو نائب کر کے بیرم گاؤں پر قابض ہوگیا۔ اِس باعث سے رتن سنگھ نے مع اپنے مددگار مومن خان کے بیرم گاؤں پر چڑھائی کی۔ اور جب مقام دھولی میں (جو دھندوقہ سے چھ میل ہے) دونوں لشکر ملاقی ہوئے۔ تو باہم صلح کی گفتگو ہوی۔ لیکن انجام کو لڑائی ہی کی ٹھہری۔ بھنڈاری نے رات کے وقت لشکر سُہراب خان پر شبخون مارا جسمیں پورا کامیاب ہوا اور سُہراب خان نے زخمی ہوکر وفات پائی۔ لڑائی فتح ہونے کے بعد ایک نامعلوم شخص گھوڑے پر سوار آیا اور عین میدان جنگ میں بھنڈاری کو فتح کی مبارکباد دے کر دو زخم ایک اوسکی پیشانی اور شانہ پر لگائی اسپر حاضرین نے اِس نامعلوم شخص کو قتل کر ڈالا۔ مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ شخص کس گروہ کا تھا۔ بعد اسکے بھنڈاری نے یہ خیال کیا کہ مومن خان سُہراب خان کی اندرونی طرفداری

میں سرگرم تھا۔ لہذا مومن خان کی خبر لینا چاہیئے۔ مگر مومن خان اسکے ارادے سے مطلع ہو کر کھمبایت چلا گیا۔ بھنڈاری نے مدت تمام ہونے کے بعد نڑیاد اور ماترا اور مونده وغیرہ پرگنہ جات جو مومن خان کے پاس اجارہ پر تھے صفدر خان بابی کو اجارہ دیدیئے۔ اور شیر خان بابی جو فوجدار بیرم گاؤں تھا اس کی جگہہ ایک کمینہ اور مکار شخص گلاب چند نامی کو مقرر کیا۔

۱۱۴۲ھ میں داماجی گائیکوار او بابائی کی طرف سے نائب گجرات مقرر ہوا اور اس نے اپنی طرف سے رنگوجی کو ایجنٹ کیا۔ کنتھاجی کو یہ کارروائی ناگوار ہوئی اور لشکر لیکر داماجی سے آنند موگری[۱] پر جنگ کی۔ جسمیں کنتھاجی کو شکست ہوئی۔ اور اوسکا بیٹا مارا گیا۔ آخرکار ان دونوں میں باہم اس شرط پر صلح قرار پائی کہ داماجی گائیکوار مہندری کے شمالی ممالک کی چوتھ وصول کرے۔ جس مقام پر یہ لڑائی ہوئی تھی۔ وہ مقام صفدر خان بابی کے اجارہ میں تھا۔ اسوجہ سے صفدر خان بابی کو بہت کچھ نقصان پہونچا۔ اور صفدر خان رادھن پور روانہ ہوگیا۔ اب رنگوجی اور داماجی دونوں ساتھ ملکر دھولقہ گئے۔ ادھر بھاؤ سنگھ دلیسائی کو بیرم گاؤں کے اوراڑی بہت تکلیف پہونچا رہے تھے۔ دلیسائی نے ان دونوں کو یوں لکھ بھیجا کہ تم آکر بیرم گاؤں لے لو۔ اس تحریر پر رنگوجی وغیرہ بیرمگاؤں پہونچے۔ دلیسائی نے ان کو شہر میں داخل کرادیا۔ اور گنی آدمیوں کو بیرمگاؤں سے خارج کیا۔ بعد اسکے داماجی نے رنگوجی کو بیرم گاؤں میں چھوڑکر خود سورٹھ کوچ کیا۔ رنگوجی نے دھولقہ کے اطراف کو تاخت اور تاراج کیا۔ اس تاخت و تاراج کرنے پر رتن سنگھ بھنڈاری اس کے مقابلہ کے لئے لشکر لے کر گیا۔

---

[۱] اب ضلع کھیڑہ خالصہ سرکار انگلشیہ میں ہے۔ ۱۲

ادہر جنیدر نگوجی بیرمگانوں کیطرف ہٹ گیا۔ لیکن بھنڈاری نے تعاقب کرکے اوسکو شکست دی۔ اور اسباب بھی لوٹا۔ اِسکے بعد مرہٹے قلعہ بیرمگانوں میں پناہ گزیں ہوئے۔ اور کچھ حصہ لشکر مرہٹہ کا جو مقام سرنال (تھاسرے) میں تھا۔ اس لشکر نے کولیوں سے مدد لیکر کپڑبنج پر قبضہ کرلیا۔

رتن سنگھ بھنڈاری نے خبر پائی کہ داماجی گائیکوار کا بھائی پرتاب راؤ اور بیواجی ٹاکپر دس ہزار فوج لئے ہوئے احمد آباد آرہے ہیں۔ لہذا بھنڈاری نے بیرم گانوں سے احمد آباد کی راہ لی۔ غرض پرتاب راؤ مھندری ندی سے عبور کرکے زمینداروں سے خراج لیتا ہوا داتر تک پہونچا اور یہاں سی ٹیپاپور ہوتا ہوا دھولقہ آیا۔ اور یہاں کے فوجدار محمد اسمٰعیل کی معرفت بھنڈاری سے چوتھ لینے کا پیام دیا اور دہولقہ میں دو ہزار سوار چھوڑکر خود وہندوقہ گیا۔

اسکے تھوڑے ہی مدت بعد کنتھاجی نے ملہار راؤ ہلکر سے ملکر ایدڑ پر چڑھائی کی۔ اثناء راہ میں مقام ڈانتا کو لوٹا۔ یہاں چند ناگر برہمن جو مرہٹوں کے ظلم کے باعث بڈنگر سے بھاگ کر آبسے تھے لوٹے گئے۔ اور اسکے بعد بڈنگر کو بھی جاکر لوٹ لیا۔ بڈنگر سے پالن پور پہونچے اور یہاں کے فوجدار پہاڑ خان جالوری سے ایک لاکھ روپیہ وصول کیا۔ اور روپیہ لیکر کنتھاجی اور ہلکر دونوں مالوہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ اور پرتاب اور رنگوجی کاٹھیاواڑ گئے۔ اور پہاڑ خان جالوری مہاراجہ کے بھائی بخت سنگھ کیطرف سے پٹن کا نائب فوجدار ہوا۔ شیر خان بابی جو اسوقت تک کیھڑہ میں تھا احمد آباد آیا۔ اور بھنڈاری نے اسکو نڑیاد اور پٹلاد اور ماتر سپرد کئے۔ لیکن بعد اس کے مومن خان کے کہنے سننے سے شیر خان کی جگہ سوبھاچند ملرواڑی مقرر ہوا۔ داماجی کا بھائی سورٹھ سے خراج لیکر دھولقہ آیا اور دھولقہ کے

قریب بمقام کانکر چیچک کے عارضہ میں مر گیا۔ مومن خان کو جب معلوم ہوا کہ شیر خان بابی کھیڑہ پہونچ گیا تو لڑنے کیلئے فوج اور توپخانہ فراہم کر کے کھمبایت سے پھلاد آیا۔ اور رنگوجی کو متفق کر لیا۔ اور شیر خان بمقام دہ گام اس غرض سے مقیم ہوا کہ رنگوجی چلا جائے تو مومن خان پر حملہ آور ہو۔ بھنڈاری یہ خبر سنکر شیر خان کی مدد کو جانے کے لئے رنگوجی کا انتظار کرنے لگا۔ مومن خان قلعہ پیٹلاد خوب مستحکم کرنے کے بعد معتبر آدمیوں کو سپرد کر کے کھمبایت چلا آیا۔

ابھے سنگھ اپنے باپ اجیت سنگھ کو قتل کرا دینے کے بعد مہاراجہ کے خطاب اور گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا۔ مرہٹوں سے دب کر ان کی چوتھ قبول کی اور جب مرہٹوں کا زور بہت بڑھ گیا تو گجرات کو مرہٹوں کے قبضہ میں چھوڑ کر اپنے وطن چلا گیا۔ اور ملک پر مرہٹوں کا مستقل قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد سلطنت کی طرف سے گجرات میں مرہٹوں کی قوت کو توڑنے کے متعلق جو جو کارروائیاں کی گئیں اون میں کوئی نمایاں کامیابی نہیں ہوئی۔

۵۵ مومن خان

مومن خان ۱۱۴۹ سنہ ھ ۱۱۵۶	چونکہ حضور شاہی میں مہاراجہ کے جبر و ظلم کی فریاد پہونچی اس سبب سے مہاراجہ معزول ہوا۔ اور اسکی جگہ مومن خان صوبہ دار گجرات مقرر کیا گیا۔ مومن خان نے اس حکم کو مخفی رکھا اور جوان مرد خان

بابی کو موافق کر کے خان موصوف کو فوجداری پٹن پر قبضہ دلانا چاہا۔[۱] پہاڑ خان

۱۔ یہ فوجدار پٹن طرفدار بھنڈاری تھا اس لئے اس نے جوان مرد خان کو پٹن کا چارج

جالوری نے جو مہاراجہ ابھے سنگھ کے بھائی بخت سنگھ کی طرف سے پٹن میں نائب تھا اوّل قبضہ دینے سے انکار کیا۔ لیکن آخر مجبور ہو کر اس کو پٹن خالی کرنا پڑا۔ جواں مرد خان نے پٹن پر قابض ہو کر مومن خان کو اطلاع دی اور مومن خان نے مطلع ہوتے ہی فوراً اپنے نام کے فرمان صوبہ داری کا اعلان کیا۔ اور تمام حاضرین کو مضمون فرمان سنا دیا۔ اور اس کے بعد فرمان کی چند نقلیں کرا کر اور ہر نقل پر قاضی کی مہر کر کے کھمبایت سے دیوان وغیرہ بڑے منصبداروں کے پاس بھیجیں۔ تاکہ بھنڈاری مضمون فرمان سے واقف ہو جائے۔ شیر خان بابی نے جب یہ واقعہ سنا تو بھنڈاری کے آدمیوں کو دہگام سے رخصت کیا۔ اور خود دونوں گردہوں سے علیحدہ ہو کر بالاسنور روانہ ہو گیا۔

۱۱۴۹ھ میں صفر کی پہلی تاریخ مومن خان نے رنگوجی کو طلب کیا۔ اور محمد زماں بیگ اپنے ہمزلف کو داروغہ توپ خانہ کر کے فوج بھرتی کرنے پر مامور کیا۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں سات توپیں جو مہاراجہ کے ایجنٹ نے بندر سورت سے خرید کر روانہ کی تھیں۔ ان توپوں کی کشتی کھمبایت میں داخل ہوئی۔ مومن خان نے اسکو فتوحات غیبی جان کر قبضہ کر لیا۔ اسی اثناء میں رنگوجی نے حسب طلب آکر مومن خان سے ملاقات کی۔ اور بعد گفت وشنو کے بجز شہر احمد آباد اور پرگنہ حویلی اور بندر کھمبایت کے تمام گجرات کی آمدنی کا نصف حصہ مرہٹوں کا حق قرار پایا۔ بشرطیکہ مرہٹے مومن خان کی رفاقت میں سرگرم رہیں۔ اور تمام مارواڑیوں کو گجرات سے نکال باہر کریں اور جانبین کے

بقیہ حاشیہ چارج نہ دیا۔ ۱۲ تاریخ گجرات مولفہ واٹسن صفحہ ۱۱۶۔ ۱۲

عہد وپیمان کے بعد اس معاہدہ کا تکملہ کر لیا گیا۔

بھنڈاری نے مومن خان کی تقرری کی اطلاع مہاراجہ کو دی اور چند مسلمان سرداروں کو مومن خان کے پاس یہ پیام دے کر بھیجا کہ جب تک حضور شاہی سے دوسرا حکم نہ آئے اسوقت تک کوئی جنگی کارروائی نہ کرے ادھر جب بھنڈاری کی اطلاع مہاراجہ کے پاس پہنچی۔ مہاراجہ نے بھنڈاری کو یہ لکھا کہ جہانتک ممکن ہو مومن خان کا مقابلہ کرے۔ اس حکم پر بھنڈاری نے حفاظت شہر کا انتظام کیا۔ اور ادہر مومن خان بھی مع فوج کھمبایت سے احمد آباد کیجانب چلا۔ اثناء راہ میں بمقام سوجرہ جواں مرد خان بھی مع فوج مومن خان سے آملا۔ بعد اسکے ان دونوں نے بالاتفاق یہاں سے کوچ کر کے کانکریہ تالاب پہونچ کر مقام کیا۔ اسی اثناء میں مومن خان کے پیشکار وجی رام نے جو داماجی کو بلانے سونگڈہ گیا تھا۔ واپس آکر بیان کیا کہ داماجی چند مدت بعد آئے گا۔ بعد اسکے مومن خان نے زور آور خان بابی کو بھی جو مرہٹوں کے پاس اول میں تھا۔ پرگنہ پرانتج دے کر چھڑا لیا۔ اب بھنڈاری نے مہاراجہ کو یہ لکھا کہ مومن خان احمد آباد پہونچ گیا۔ اور شہر پر قبضہ کیا چاہتا ہے۔ جب یہ اطلاع مہاراجہ کے پاس پہونچی۔ مہاراجہ حضور بادشاہ میں حاضر تھا۔ سنتے ہی نہایت برہم ہوا۔ یہانتک کہ بغیر اجازت حضور شاہ سے اٹھ کر چلا آیا۔ اور چونکہ مہاراجہ ایک بغاوت شعار اور سرکش شخص تھا اس لحاظ سے امراء دربار نے بادشاہ کے حضور میں یہ رائے پیش کی کہ مہاراجہ کی صوبہ داری بحال ہو جانا مناسب ہے چنانچہ اسکی صوبہ داری بحال کی گئی۔ بلکہ اس مضمون کا ایک فرمان بھی روانہ کیا گیا۔ مگر چونکہ بھنڈاری کے ظلم حد سے گذر چکے تھے اس لئے بھنڈاری نیابت سے برطرف کر دیا گیا۔ اور اسکی جگہہ ابھے کرن نامی ایک راجپوت سردار

نائب صوبہ مقرر ہوا اور مومن خان کی نسبت یوں حکم نافذ کیا گیا کہ کھمبایت واپس چلا جائے اور فدا الدین خان پانسو آدمی سے شہر کی حفاظت و حراست میں مصروف رہے۔

یہاں چونکہ مومن خان کے پاس سورت سے معتمد خان کا بیٹا فخر خان اور جوناگڈھ سے صادق علیخان مع اپنے بھتیجے کے اسکی مدد کو پہنچ چکے تھے۔ اور اس کے تھوڑے ہی مدت بعد دا ماجی بھی آکر اس سے ملگیا تھا لیکن مومن خان نے بھنڈاری کو یہ کہلوا دیا کہ اگر تم برطبق فرمان بادشاہی ان سے کرن کو اپنی نیابت کا چارج دو تو میں کھمبایت جانے کو تیار ہوں۔ مگر چونکہ بھنڈاری نے یہ کارروائی نہیں کی۔ اس لئے مومن خان نے بھی محاصرہ بحال و قایم رکھا۔

بعد اس کے بھنڈاری نے مرہٹوں کو یہ پیام دیا کہ مومن خان نے علاوہ شہر و پرگنہ حویلی دکھمبایت کی نصف آمدنی دینا منظور کی ہے۔ اگر تم میری مدد کرو تو میں بغیر اس استثنار کے تمام گجرات کی آدھی آمدنی دینا منظور کرتا ہوں۔ داماجی نے جب بھنڈاری کی تحریر مومن خان کو دکھائی تو مومن خان نے بھی اوسکو منظور کیا۔ صرف ایک کھمبایت کو مستثنیٰ کیا اور یہ بھی یوں مستثنے کیا کہ اسکے عوض مسلم پرگنہ بیرم گانوں حوالہ کر دیا۔ الغرض جب یہ کارروائی وقوع میں آئی مرہٹے بدستور مومن خان کی طرفداری میں ثابت قدم رہے۔ اسکے بعد رنگوجی اور داماجی نے شہر پر گولہ باری شروع کی جس سے شہر کا کچھ نقصان

لہ۔ موضع مین پور میں جو احمد آباد سے تین میل پر واقع ہے داماجی اور مومن خان کی ملاقات باہم بڑے تپاک سے ہوئی۔ اور پگڑی بدل بھائی کا رشتہ بھی باہمدگر قایم ہوا۔ ۱۲

ہوا اور مومن خان کو مرہٹوں سے مذکورۂ بالا معاہدہ کر لینے کا سخت افسوس ہوا۔
کیونکہ اسکو یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ اگر مرہٹے شہر کے اندر داخل ہونگے۔ شہر کو
نقصان عظیم پہونچائیں گے۔ اور پھر ان کا نکالنا بھی مشکل ہوگا۔ اس لحاظ سے اسنے
مولف مرات احمدی کو بھنڈاری کے پاس پیغام مصالحہ دے کر بھیجا۔ مگر بھنڈاری
نے منظور نہ کیا۔ اس کے بعد اہل اسلام کے زبردست سردار کاظم علیخان اور مرہٹوں
کے سردار باپوراؤ نے شہر پر ایک سخت حملہ کیا۔ لیکن نتیجہ اس حملہ کا ناکامی ہوئی۔
جس سے ان دونوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اور اس پسپا ہونے کی باعث سے اس
حملہ کے دوسرے روز بھنڈاری نے خود ہی پیام صلح بھیجا۔ مگر باوجود اقدام
پیام صلح بھی اسنے ضروری اخراجات کے لئے ایک رقم لے کر صلح کرلی۔ اور
شہر خالی کر کے چلا گیا۔ اور مومن خان شہر کے اندر داخل ہوا۔ اب بحسب قرارداد
باہمی آدھا شہر مرہٹوں کو دیدیا گیا۔ اور شہر کے دو حصے ہو کر ایک حصہ پر مغل
اور ایک حصہ پر مرہٹہ کی حکومت قایم ہوئی۔ اس حیثیت سے ایک شہر میں دو قوموں
کے حکمراں ہونے کی تاریخی نظیر غالباً ایک یہی ہوگی۔ الحاصل چونکہ شہر کے بارہ
دروازے تھے۔ اس لئے بحسب ذیل چند دروازے مرہٹوں کے حصہ میں آئے
رائے گھر۔ خانجہاں۔ جمال پور۔ بندھر۔ استوریہ۔ رائے پور۔ ان سب پر مرہٹوں
نے اپنے پہرے اور محافظ بٹھا دئے۔ مرہٹوں کے حصۂ شہر میں اکثر مسلمان
آباد تھے۔ مرہٹوں نے ان مسلمانوں پر جبر وظلم کرنا شروع کردیا۔ اسپر ان مسلمانوں
نے تنگ آکر ان کا مقابلہ کیا۔ اور ایک سخت جنگ کرنے کے بعد مرہٹوں کے
ایک بڑے حصہ کو شہر سے نکال باہر کیا۔ مومن خان نے بذریعہ فدا الدین خان
رنگوجی کے پاس یہ پیام بھیجا کہ بعض سپاہی پیشہ باشندگان شہر نے اپنے
اہل وعیال کی بیحرمتی کے خوف سے یہ فساد جو شہر میں وقوع پذیر ہوا۔ برپا

کیا تھا۔ ہمارا آپکا اس فساد سے کچھ تعلق نہیں۔ اپنے سپاہیوں سے کچھ ایسی تاکید کیجئے کہ کسی کو تکلیف اور نقصان نہ پہنچائیں۔ فی الجملہ واقعات مذکورۂ بالا وقوع پذیر ہونے کے باعث سے مرہٹوں کا جور وظلم اہلِ شہر پر بہ نسبت پیشتر کے کسی قدر کم ہو گیا۔ زور آور خان بابی کو پرانتیج کے عوض کھڑالوہ دیا گیا۔

مومن خان کی مذکورۂ بالا تمام کارگذاریوں کی خبریں جب حضور بادشاہ میں موصول ہوئیں تو مومن خان کو عطائے خلعت فاخرہ اور علم ونقارہ اور اضافۂ منصب اور خطاب بہادری سے سرفرازی بخشی گئی۔ اور نیز جھالردار پالکی پر سوار ہونے کا اختیار دیا گیا۔

جب مومن خان سابر کانٹھا کے زمینداروں سے پیشکش وصول کرنے گیا تو رنگوجی بھی اسکے ہمراہ روانہ ہوا۔ مقام اڈالج میں پہونچکر ان دونوں نے اپنی اپنی طرف سے فدا الدین خان اور داماجی کو شہر کی حفاظت کے لئے بھیجا۔ جواں مرد خان بابی اور شیر خان بابی بہادر بھی اثنائے راہ میں مومن خان سے ملاقات کر کے ساتھ ہو لئے۔ جواں مرد خان بابی اپنے بھائی صفدر خان کو اپنی جگہ (پٹن) میں حفاظت کیلئے چھوڑا۔ اور اسی مقام میں زمیندار پیٹھاپور نے بھی حاضر ہو کر اپنے پیشکش کا فیصلہ کر لیا۔ جب اڈالج سے کوچ کر کے موضع مانسا میں پہونچے زمیندار مانسا نے معمولی پیشکش ادا کیا۔ اور یہاں سے دورہ کرتے ہوئے جب بیجاپور آئے تو معلوم ہوا کہ بے جبر وظلم کے باعث سے رعایائے احمد آباد نے شورش پر کمر باندھی ناچار رنگوجی نے اپنے بھائی اکوجی کو مومن خان کے ہمراہ رکاب چھوڑا اور خود احمد آباد آیا۔ بعد اسکے احمد آباد سے بیرمگاؤں ہوتا ہوا سورٹھ روانہ ہوا

اور ادھر مومن خان دورہ کرتا ہوا ایڈر پہونچا۔

چونکہ مرہٹوں نے رسول آباد اور بٹوہ کی زمینیں سادات سے چھین لینے کا ارادہ کیا۔ اس باعث سے مسلمانوں نے برہم ہو کر مرہٹوں کا مقابلہ کیا جسمیں طرفین کے آدمی زخمی ہوئے۔ اب مومن خان ایڈر کے اطراف کے زمینداروں سے مقررہ پیشکش وصول کرتا ہوا پالن پور پہنچا۔ یہاں کا فوجدار پہاڑ خان جالوری چونکہ دوسرے گروہ (بھنڈاری) کا آدمی تھا بدیں وجہ شیر خان بابی کی معرفت مومن خان سے ملا۔ اور اس طرح طرفین سے کدورت دور ہوئی۔ بعد اسکے مومن خان واتر ک کانٹھا کے زمینداروں سے پیشکش وصول کرنے میں مصروف ہوا۔ اور اس کام سے فارغ ہونے کے بعد شہر احمد آباد میں واپس آیا۔ اور شیر خان بابی کو اپنی جاگیر گھوگھہ میں واپس جانے کی اجازت ہوئی۔

۵۱ھ میں داماجی گائیکواڑ نے چنوال (درنڑ) کے کولی کانٹھی پر پیشکش وصول کرنے کی غرض سے فوجکشی کی۔ مگر کولی تو بہت بڑے سرکش اور جنگجو تھے اس فوجکشی میں کامیابی نہ ہوئی۔ بناچاری داماجی نے مومن خان سے مدد مانگی۔ اس پر مومن خان نے فدا الدین خان کو فوج کا ایک حصہ دے کر روانہ کیا۔ مگر اسکی روانگی کی خبر سنکر تمام کولی فرار ہو گئے۔ اور فدا الدین خان احمد آباد واپس چلا آیا۔ بعد اس کے داماجی اپنی طرف سے رنگوجی کو نائب مقرر کر کے سونگڈھ روانہ ہو گیا۔

اسی سال نادر شاہ نے دہلی فتح کر کے اپنا سکہ جاری کیا اور احمد آباد کی ٹکسال (دار الضرب) میں چند روز تک روپیہ اور اشرفی ذیل کے سکہ سے مسکوک کیا گیا۔

ہست سلطان بر سلاطین جہان　　شاہ شاہان نادر صاحبقران

اس سکہ میں ایک رُخ صرف شعر مذکورہ بالا تھا اور دوسرے رُخ پر یہ عبارت تھی۔ خلد اللہ ملکہٗ ضرب احمد آباد۔ مگر نادرشاہ کے جانے کے بعد فوراً ہی یہ سکہ موقوف ہو گیا۔

فداءالدین خان سابر کانٹھا کے زمینداروں سے پیشکش وصول کرنے گیا۔ اور جوان مردخان بابی اور رائے سنگھ راجہ ایڈر اس کے ہمراہ تھے۔ غرض جب پیشکش وصول کرتے ہوئے احمد نگر آئے۔ تو موہن پور اور ناسن کے زمیندار جیت سنگھ نے پیشکش سے انکار کیا۔ یہانتک کہ لڑائی کی نوبت آنی لگی آخر کار اسکو دس ہزار روپیہ دینا پڑا۔ یہ روپیہ لے کر ایڈر پہونچے۔ یہاں رائے سنگھ نے ان کی بہت کچھ مدارات کی۔ اور سب سرداروں کیلئے گھوڑے بھی دئے۔ بعد اسکے بڈنگر گئے۔ یہاں بھی جوان مردخان بابی نہایت درجہ خاطر اور مدارات سے پیش آیا۔ اور گھوڑے بھی دئے۔ بعد اسکے متھراجام پور (معمولہ پرگنہ کانکریج) کے کولی جاموجی نامی پر چڑھائی کی۔ لیکن یہ بھاگ گیا اس لئے فداءالدین خان احمد آباد واپس آیا۔ اور جوان مردخان پٹن روانہ ہوا۔

سنہ ۱۱۵۴ھ میں سابرمتی ندی میں سخت طغیانی ہوئی۔

مومن خان اور رنگوجی میں باہم کئی مرتبہ تکرار ہوئی۔ منجملہ اس کے ایک بار سخت جھگڑا ہوا جسمیں مومن خان کے آدمیوں کو زیادہ تر نقصان پہونچا۔ داماجی گائیکواڑ رنگوجی کو اپنے ہمراہ دکن لیگیا۔ اور ملھار راؤ خونی کو اسکی جگہ گجرات میں اپنا نائب مقرر کیا۔

فداءالدین خان اور نظر علیخان اور زورآور خان بابی (جوان مرد خان بابی کا بھائی) بغرض وصول پیشکش بھیل کے ملک میں بمقام دھبورہ

پہونچے یہاں کا زمیندار اول لڑا مگر آخر اس نے پیشکش دینا منظور کر لیا۔ اسی طرح پیشکش وصول کرتے ہوئے لونا واڑہ پہونچے اور یہاں بھی تین ہزار روپیہ اور دو گھوڑے وصول کئے۔ اور ہنوز لونا واڑہ ہی میں تھے کہ مومن خان کی مرسلہ اس مضمون کی تحریر پہونچی۔ چونکہ ملھار راؤ سامان فراہم کر رہا ہے۔ جس سے ارادہ جنگ پایا جاتا ہے۔ لہذا تم لوگ میرے پاس فوراً چلے آؤ اس تحریر کے پہونچتے ہی یہ لوگ مومن خان کیطرف روانہ ہو گئے۔ مگر اثنائے راہ میں دوسری تحریر پہونچی جسکا مضمون یہ تھا کہ اب جنگ کا اندیشہ نہیں رہا۔ البتہ روپیہ کی نسبت کچھ گفتگو باقی ہے۔ لہذا تم لوگ پٹھلاد جاکر ملھار راؤ خونی سے خود اس گفتگو کو طے کر لو۔ یہ تحریر پاتے ہی یہ لوگ پٹھلاد ہوتے ہوئے احمد آباد چلے آئے۔

بندر کھمبایت کی آمدنی محصولات میں بہت کمی واقع ہوئی اس لئے مومن خان نے خود کھمبایت جاکر اسمٰعیل محمد کو متصدی بندر مذکور مقرر کیا۔ بعد اس کے مومن خان کو خبر ملی کہ داماجی نے پھر رنگوجی کو گجرات میں نائب مقرر کیا ہے۔ چنانچہ رنگوجی پٹھلاد میں آگیا۔ اس لئے مومن خان نے رنگوجی سے اپنی باہمی رنجش کا فیصلہ کر کے باہم صفائی کر لی۔

۱۱۵۳ھ میں بیرم گاؤں کے دیسائی بھاؤ سنگھ نے ملھار راؤ کے چلے جانے کے بعد ابھی تک رنگوجی نہیں آیا تھا مرہٹوں کے ظلم سے تنگ ہو کر مرہٹہ لشکر کو بیرم گاؤں سے نکال باہر کر دیا تھا۔ اور خود بیرم گاؤں پر قابض ہو گیا۔ جب رنگوجی آیا تو مومن خان کو ہمراہ لے کر بیرمگاؤں کا محاصرہ کیا۔ دیسائی مذکور نے بھی نہایت درجہ کی شجاعت کے ساتھ لشکر مرہٹہ کا مقابلہ کیا لیکن آخر کار بیرم گاؤں سے دست بردار ہونا پڑا اور صرف تعلقہ پاٹڑی لیکر

صلح کرلی چنانچہ تعلقہ پاٹڑی آج تک دلیپاجی مذکور کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔

مومن خان کو موضع بانسہ میں معلوم ہوا کہ داماجی دس ہزار فوج ہمراہ لئے ہوئے چلا آرہا ہے۔ یہ خبر پاتے ہی مومن خان احمد آباد روانہ ہوا۔ اور داماجی نے بانسہ پہونچ کر اوسکا محاصرہ کیا۔ جہاں کولی فرقہ ایک مہینہ تک نہایت درجہ جرأت کے ساتھ جنگ کرتا رہا ہے مگر انجام کار داماجی نے اسکو فتح کرلیا اور بعد فتح کے جلاکر خاک سیاہ کردیا۔ اور اسکے بعد سورٹھ روانہ ہوگیا۔ اور سورٹھ سے واپس آکر بھروچ کا محاصرہ کیا۔ جسکو فتح کرنے کی یہ اور اوس کا باپ پیلاجی ایک مدت سے تمنا کر رہے تھے۔ یہاں اسوقت نظام الملک کی جانب سے نیک عالم خان فوجدار تھا جسکی دلیری اور بہادری مشہور تھی۔ اس فوجدار نے نظام الملک کے پاس مدد کی درخواست بھیجی اور جس قدر فوج فوجدار کے پاس موجود تھی۔ اسکو آراستہ اور مرتب کرکے مرہٹوں سے مقابلہ کیلئے مستعد ہوگیا۔ جب نظام الملک نے داماجی کو لکھا کہ یہ میری جاگیر ہے اسپر دست برد کرنا مناسب نہیں ہے تو داماجی محاصرہ اٹھا کر چلا گیا۔

دھولقہ کے فوجدار قایم قلیخان اور رنگوجی کے نائب (جو دھولقہ میں رہتا تھا) میں باہم جنگ ہوئی جسمیں مرہٹوں نے شکست کھائی اور مومن خان نے بحسب درخواست رنگوجی درمیان میں پڑکر دونوں میں مصالحہ کرادیا۔

فداالدین خان کو اضافہ اور خطاب بہادری سے سرفرازی ملی۔ اس کے بعد خان مذکور پیشکش وصول کرنے گیا۔ اور سرکشوں کے گانوں دھبورہ کا محاصرہ کرکے فتح کرلیا۔ اور اس مقام پر ایک تھانہ قایم کیا پھر ٹھہر گیا۔

رنگوجی نے دھولقہ کی جنگ کے بعد بورسد میں ایک قلعہ تعمیر کرایا اور بعد اسکے وہیں مسلمانوں اور مرہٹوں میں باہم لڑائی ہوئی۔ فوجدار دھولقہ محمد ہادی خان نے فدا الدین خان کو مدد کیلئے طلب کیا۔ خان مذکور روانہ ہوکر ہنوز پہونچنے نہ پایا تھا کہ مرہٹوں کے سردار ملھارراؤ نے محمد ہادی پر حملہ کیا۔ تھوڑی دیر لڑائی قایم رہی۔ آخر کار مرہٹوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ دوسرے روز فدا الدین خان بھی جا پہونچا۔ ناچار مرہٹوں نے اس مقام سے ہٹ کر سوجترہ کا محاصرہ کیا۔ اسوقت رنگوجی کے نام ایک خط لکھکر اس حملہ کے وجوہ دریافت کئے گئے۔ جس کا جواب یہ ملا کہ ملھارراؤ کی ناسمجھی سے حملہ ہوا۔ علاوہ اسکے اور بھی خفیف لڑائیاں مرہٹوں اور مسلمانوں میں ہوئیں لیکن ہر دفعہ مومن خان اور رنگوجی کی کوششوں نے قضیہ مختصر کرادیا۔ اور صلح ہوجایا کی۔

رنگوجی نے اکثر زمینداروں کو اپنا طرفدار بنالیا۔ یہاں تک کہ اندر کا زمیندار راٹسے محمد بھی اسکا دم بھرنے لگا تھا۔ اس باعث سے مومن خان نے احمد نگر وغیرہ اسکو تفویض کرکے اپنا ہوا خواہ بنایا۔

اس زمانہ میں شہر احمد آباد کے مسلمان اور مرہٹے باہم پھر لڑے جسمیں مسلمان کسی قدر غالب رہے۔ چنانچہ اس واقعہ کے اثنا میں رنگوجی بھی بورسد سے احمد آباد چلا آیا تھا۔ مگر اس قضیہ کے انفصال کے بعد پھر وہیں واپس گیا۔ نظام الملک نے اپنی جاگیر دھولقہ وغیرہ کے انتظام کی غرض سے ایک شخص جیون داس نامی کو بھیجا۔ لیکن یہ شخص اس مادہ کا نہ تھا کہ وہاں کا انتظام کرسکے یا چارج لے۔ اسی اثنا میں مومن خان اور رنگوجی سے باہم کچھ ناموافقت

۵۱۔ افواہ عام کے موافق یہ قصبہ راجہ نل نے عیسوی چوتھی صدی میں آباد کیا ہے۔ ۱۲

ہوگئی۔ مگر اوّل بورسد اور پھر واسو میں بالمواجہ ملاقات ہو کر اس شکر رنجی کا فیصلہ ہوگیا اور اسکے بعد یہ دونوں دھولقہ آئے۔ اور وہاں سے دورہ کاٹھیاواڑ کے واسطے روانہ ہوئے جب بیرمگاؤں پہونچے داماجی کیطرف سے رنگوجی[۱] کو پیام طلب آیا جسکی اوس نے فوراً تعمیل کی۔ اور مومن خان دورہ کاٹھیاواڑ سے فارغ ہو کر احمد آباد واپس پہونچا۔ ادھر رنگوجی بھی جس ضرورت سے دکن طلب کیا گیا تھا اِس سے فراغت پاکر بورسد چلا گیا۔

اس زمانہ میں مومن خان سخت بیمار ہو چکا تھا۔ اس لئے رنگوجی کئی بار خان مذکور کی عیادت کو بورسد سے احمد آباد آیا۔ چنانچہ آخر الامر مومن خان نے اسی بیماری میں ۱۱۵۶ھ کے اوائل میں وفات پائی۔ اور اسکی وفات کے بعد حضور بادشاہ سے حکم نافذ ہوا کہ مستقل صوبہ دار کے تقرر تک مومن خان کا بیٹا مفتخر خان اور بھائی فدا الدین خان صوبہ کا کام انجام دیتے رہیں۔

انند رام جسکی مومن خان نے ایک مرتبہ بہت کچھ تذلیل کی تھی۔ اب موقع پاکر رنگوجی سے ملا اور رنگوجی کو اس امر پر آمادہ کیا۔ کہ فدا الدین خان اور مفتخر خان دونوں کو کسی فریب و دغا سے قتل کرے۔ چنانچہ رنگوجی اس ناشایستہ کارروائی پر آمادہ ہوگیا۔ اور دونوں کو بحیلۂ دعوت اپنے مکان پر طلب بھی کیا۔ مگر آخر کار اس ارادہ کے پورا کرنے میں اسکی ہمت نے اس کا

۱۔ اس کو طلب کرنے کا یہ باعث ہوا تھا کہ مسمی باپوجی نانک جو بیشوا کیجانب سے مامور تھا۔ فوج لیکر چڑھ آیا اور سونگڈھ کو جلاکر خاک سیاہ کردیا۔ اسپر داماجی نے رنگوجی کو لکھا چنانچہ رنگوجی مع فوج اسکے مقابلہ کیلئے روانہ ہوا مگر نانک مذکور نے جب رنگوجی کے روانہ ہونے کی خبر پائی تو ہنوز مہی ندی کو عبور کرکے اس پار نہیں آنے پایا تھا کہ وہیں سے واپس چلا گیا۔ ۱۲

ساتھ نہ دیا۔ اس کے بعد فداء الدین خان کھمبایت چلا گیا۔ دوسری دفعہ پھر رنگوجی نے صرف مفتخر خان کے قتل کا ارادہ مصمم کیا۔ اور اپنے نائب داماجی کو لکھا کہ جنگ کیواسطے تیار رہے۔ مگر مفتخر خان کو اس کے ارادہ کی خبر پہونچ گئی۔ اس پر مفتخر خان نے فداء الدین خان کو کھمبایت سے بلا لیا۔ چنانچہ یہ لشکر لے کر آیا۔ اور مرہٹوں سے جنگ ہوئی جسمیں مرہٹوں کی بہت کچھ خرابی کے سامان پیش آئے رنگوجی کے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا۔ یہانتک کہ رنگوجی نے عاجز آکر انندرام کو فداء الدین خان کے حوالہ کر دیا۔ بورسد اور ہیرم گاؤں مسلمانوں کو دینے کا اقرار کیا۔ اور شیر خان بابی نے اس معاملہ میں رنگوجی کی ضمانت کی۔ مگر رنگوجی گرفتار کر لیا گیا۔ اور بطور نظر بند شیر خان بابی کو سپرد کیا گیا۔

اب فداء الدین خان تمام گجرات کا مختار ہو گیا۔ اور پیشکش وصول کرنے کی غرض سے دورہ کرنے روانہ ہوا۔ اثنائے دورہ میں خبر پہونچی کہ داماجی گائیکواڑ کے بھائی کھانڈے راؤ نے مہی ندی اُتر کر نٹھلاد کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اور رنگوجی بھی شیر خان بابی سے حیلہ کر کے بھاگ کر اس سے جا ملا۔ یہ خبر پاتے ہی فداء الدین خان احمد آباد واپس آیا۔ اور اپنے کوتوال وکیل داس کو یہ پیام دے کر کھانڈے راؤ کے پاس بھیجا کہ رنگوجی ایک نالائق شخص ہے۔

ادھر ایک اور شگوفہ کھلا کہ عبد العزیز خان قلعہ دار جنیر نے اپنی نسبت صوبہ دار گجرات مقرر ہونے کا ایک جعلی[۱] فرمان تیار کر کے جواں مرد خان بابی کو جو اسوقت ایک زبردست سردار اور امیر تھا اپنا نائب مقرر کیا۔ فداء الدینخان

[۱] یہ مرات احمدی میں جعلی فرمان اور مآثر الامرا میں واقعی فرمان ہونا لکھا ہے۔ ۱۲

کو اگرچہ معلوم تھا کہ یہ فرمان جعلی ہے لیکن چونکہ اسمیں جوان مرد خان سے مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ اسلئے کوئی کارروائی نہ کرسکا۔ ایک اور وقت یہ بھی پیش آئی کہ مفتخر خان اور فداء الدین خان کی فوج کی تنخواہ بہت کچھ چڑھی ہوئی تھی۔ جس کے ادا ہونے کا کوئی بندوبست ممکن نہ تھا۔ یہانتک کہ اسی وجہ سے فوج نے باغی ہوکر ان دونوں کو قید کرلیا۔ اسپر کھانڈے راؤ نے پیام دیا کہ اگر تم قلعہ پھلاد دیدو تو ہم وقت ہم تمہاری مدد کریں۔ مگر اس پیام کا ان دونوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ بعد اسکے فداء الدین خان نے جوان مرد خان سے مدد کی درخواست کی۔ چنانچہ خان مذکور نے ان کی فوج کو سمجھاکر اس کی رہائی کرادی اور رہا ہونے کے بعد فداء الدین خان آگرہ روانہ ہوگیا۔

رنگوجی نے قلعہ پھلاد کا محاصرہ تو کرہی رکھا تھا چونکہ فوجدار پھلاد کو مدد نہ پہونچی رنگوجی نے قلعہ مذکور پر قبضہ کرکے قلعہ کو ویران کرنے کے بعد احمد آباد کیجانب قدم بڑھایا۔ اور جب احمد آباد پہونچا جوان مرد خان اسکے مقابلہ کو تیار ہوگیا اور شیر خان بابی کو اپنی مدد کے لئے ساتھ لیا۔ چونکہ رنگوجی شیر خان کی دلیری و شجاعت سے واقف تھا اور اس کا شرمندہ احسان بھی تھا اس لئے جنگ کی نوبت نہیں آئی تھی کہ مصالحہ ہوگیا۔

اسی اثناء میں حضور بادشاہ سے مفتخر خان بن مومن خان کے نام گجرات کی مستقل صوبہ داری کا فرمان نافذ ہوا۔

۵۹

مفتخر خان

مفتخر خان ۱۱۵۷ھ

مفتخر خان کو جب اسکے مستقل صوبہ دار گجرات ہونے کا حکم ملا تو اس نے فرمان شاہی کی نقل جوان مرد خان

کو بھیج کر نہایت نرم اور محبت انگیز الفاظ کے ساتھ لکھا کہ اسوقت آپ بھدر خالی کردیں۔ اور بدستور شاہی خدمات کی رفاقت کا حق ادا کریں۔ اور آئندہ میری جانب سے مستقل نیابت کا کام انجام دیں۔ جواں مردخان نے اس نرم تحریر پر کچھ التفات نہ کیا۔ بلکہ اُلٹا آمادہ پرخاش ہوگیا۔ یہاں تک کہ مفتخر خان کے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ جس محاصرہ کو مفتخر خان نے نہایت بہادری کے ساتھ دفع کیا۔ اور آخر کار فیصلہ یوں ہوا کہ مفتخر خان شہر احمد آباد سے نکلجائے چارناچار مفتخر خان رنگوجی کے پاس گیا۔ اور اس سے ملتا ہوا کھمبایت روانہ ہوا۔ بعد اسکے کھانڈے راؤ بھی اپنا لشکر لے کر احمد آباد سے پانچ میل فاصلہ پر رنگوجی سے آملا۔ اور جواں مردخان بابی ان سے گفتگو کرنے کیلئے لشکر سمیت شہر کے باہر نکلا۔ مرہٹوں نے کرشناجی اور نرہر پنڈت کو جواں مردخان کے پاس بھیج کر پیام دیا کہ ہمارے تمام پہلے حقوق بحال ہونا چاہیئے۔ جوانمرد خان نے پہلے تو انکار کیا۔ لیکن آخر کو منظور کرلیا۔ اب مرہٹوں نے داؤد مرار کو اپنی طرف سے شہر میں نائب مقرر کیا۔ بعد اس کے کھانڈے راؤ دھولقہ اور رنگوجی پھلاد روانہ ہو گئے۔

اب چونکہ مفتخر خان صوبہ دار ہو چکا تھا۔ فداءالدین خان نے آگرہ سے واپس آکر رنگوجی سے ملاقات کی۔ اور مفتخر خان کی نسبت مدد کرنے کا سوال کیا۔ رنگوجی نے جواب دیا کہ کھمبایت سمیت تمام گجرات کی آمدنی کا نصف حصہ دینے کا تحریری وعدہ کرو۔ اور ایک لاکھ روپیہ لڑنے کا مدخرچ بھی دو تو میں مدد کے لئے تیار ہوں۔ مگر یہ شرائط فداءالدین خان اور مفتخر خان دونوں میں کسی نے منظور نہ کئے۔

جواں مردخان بابی اپنے بھائی زور آور خان کو نائب پٹن اور صفدر خان کو

احمد آباد کا نائب مقرر کر کے خود پیشکش وصول کرنے کی غرض سے کر دی گیا۔

عبد العزیز خان بحسب طلب جوان مرد خان فتحیاب خان فوجدار لہرا اور رستم راؤ مرہٹہ کو ہمراہ لیتا ہوا گجرات چلا گیا۔ جب بمقام کیم کٹھودرا[۵۱] پہونچا تو دیوجی ناکپر نے جو داماجی گائیکواڑ کا فوجی سردار تھا۔ عبد العزیز خان کا مقابلہ کیا اور چونکہ ناکیر نے رستم راؤ مرہٹہ کو اپنی طرف ملا لیا تھا اس باعث سے عبد العزیز اس کے مقابلہ سے شکست کھا کر بھاگا۔ اور مرہٹوں نے تعاقب کیا۔ مقام بالولی[۵۲] کے قریب پہونچ کر جب اس نے دیکھا کہ مرہٹے بہت ہی قریب آ گئے ہیں اس وقت ہاتھی سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہو لیا اور دریائے نربدا سے عبور کیا ہی چاہتا تھا کہ اسی اثنا میں مرہٹوں نے گرفتار کر کے کام تمام کر دیا۔

جب جواں مرد خان کو عبد العزیز کے کام آجانے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے مفتخر خان کو اپنا طرفدار بنانا چاہا تھا کہ اسی اثنا میں فخر الدولہ صوبہ دار گجرات مقرر ہو گیا۔

فخر الدولہ فخر الدین خان بہادر شجاعت جنگ[۵۷] (دلیوانی عبد الحسین قائم قلیخان)

(بنیابت جوان مرد خان بابی)

فخر الدولہ فخر الدین خان شجاعت جنگ

۱۱۵۷ھ

۱۱۶۱

فخر الدولہ فخر الدین بہادر شجاعت جنگ جب صوبہدار گجرات ہوا اس نے سینبار ام

۵۱۔ پرگنہ اولپاڑ ضلع سورت کا ایک گاؤں ہے جو سورت سے قریب ۱۵ میل کے ہوگا یہاں ریلوے اسٹیشن ہے اور یہاں کیم نامی ایک ندی ہے جو سورت اور بھروچ دونوں ضلعوں میں حد فاصل ہے۔ ۱۲

۵۲۔ پرگنہ انکلیسر ضلع بھروچ میں واقع ہے۔ اب یہاں ریلوے اسٹیشن ہے۔ ۱۲

مہاجن کے مشورہ سے جواں مرد خان بابی کو نائب قرار دیا۔ صفدر خان بابی جو سابر کانٹھا کے زمینداروں سے پیشکیش وصول کرنے گیا ہوا تھا۔ واپس آگیا۔ رنگوجی نے مرار نائک کی جگہہ کرشناجی کو احمد آباد میں اپنا نائب مقرر کیا رنگوجی جوان مرد خان بابی کے پاس کھیڑہ گیا۔ اور خان موصوف سے سررشتۂ دوستی مضبوط کیا۔

اسی سال علی محمد خان افسر محکمہ سایر نے وفات پائی اور اُس کا بیٹا (مولف تاریخ مرات احمدی) اسکی جگہہ منصوب ہوا۔ اسی سال پہاڑ خان جالوری نے بھی وفات پائی۔ اور اوسکا چچا محمد بہادر فوجدار پالن پور ہوا۔ کھانڈے راؤ گائیکواڑ کو پیشوا کی طاقت گھٹانے کے لئے اوما بائی نے طلب کیا اور جب یہ وہاں روانہ ہوگیا تو گجرات کا کاروبار انجام دینے کے لئے اسکی جگہہ راماجی مقرر ہوا جس نے احمد آباد میں اپنا نائب کرشناجی کی جگہہ رام چندر کو کیا۔

جب فخر الدولہ بعزم گجرات روانہ ہوکر بلاسنور کے قریب پہونچا۔ شیر خان بابی برسم استقبال روانہ ہوا۔ اور جوان مرد خان نے اسکے مقابلہ کے لئے تیار ہوکر گنگا دھر سے جو مرہٹوں کی طرف سے پٹھلاد میں رہا کرتا تھا مدد لی اور خاص اپنی فوج لے کر شہر سے باہر نکلا اور مقام اساروا میں جو شہر سے ڈیڑھ میل ہے مقام کیا۔ الغرض فخر الدولہ مع شیر خان بابی اور زمیندار ایڈر جب احمد آباد روانہ ہوا اثناء راہ میں زمیندار ایڈر بھی اس سے آملا۔ بعد اسکے جب جواں مرد خان نے فخر الدولہ کے بھیلپور پہونچنے کی خبر پائی اپنے بھائی صفدر خان بابی اور اپنے مددگار گنگا دھر کو مقابلہ کی غرض سے روانہ کیا۔ چنانچہ شہر سے چھ میل فاصلہ پر جنگ ہوئی جسمیں فخر الدولہ غالب

رہا۔ یہاں تک کہ شہر کی حد تک بڑھ آیا اور قریب تھا کہ شہر پر بھی قبضہ کر لے۔
اسی اثناء میں شیر خان بابی کو فخر الدولہ کی مرہٹوں سے سازش کا سُراغ مِلگیا
تو اُس نے فخر الدولہ کی معیت کو چھوڑکر جوانمردخان کی رفاقت کرنا مناسب وقت
سمجھا۔ رائے سنگھ زمیندار ایڈر نے بھی اس کی تقلید کی۔ اور جب دوسری لڑائی
ہوئی تو شیر خان بابی کی مدد سے جوان مرد خان کی فتح ہوئی۔

فخر الدولہ جب جوان مردخان کے مقابلہ میں زک پا کے مرہٹوں سے
علانیہ جا ملا۔ اوس وقت مرہٹوں میں بھی باہم گرطرح طرح کے جھگڑے اور
نفاق پھیلا ہوا تھا۔

۱۱۵۵ھ میں کھانڈے رائو نے بھی گجرات میں داخل ہوکر رنگوجی
سے اپنا حصّہ خراج وصول کیا۔ اور چونکہ اسکا حساب پاک نہ تھا اس باعث
سے اسکا مال واسباب وغیرہ سب ضبط کر کے خود اسکو بورسد میں قید کیا۔
اسی اثنا میں صفدرخان اور جوان مردخان کے باہم کچھ سوءمزاجی واقع
ہوگئی تھی۔ اور اِس وجہ سے صفدرخان اودے پور چلا گیا تھا لیکن جب
جوانمردخان رادھن پور گیا تو صفدرخان سے ملاقات ہوئی جسکے بعد دونوں
بھائی باہمدگر رضامند اور خوش ہوکر احمدآباد آئے۔

کھانڈے رائو جب دورۂ سورٹھہ سے فارغ ہوکر گجرات واپس آیا
تو اُس نے اپنے نئے نائب مور دپنڈت کی جگہ ترمبک رائو کو احمدآباد
میں اپنا نائب کیا۔ اوما بائی نے جب رنگوجی کا قید ہوجانا سُنا تو رنگوجی کو چھڑا کر
اپنے پاس بلوایا۔ اِسکے چند روز بعد پوناجی وٹھل اور ترمبک رائو پنڈت نے
علی الرغم جوان مردخان اور فخر الدولہ سے سازش کرنی شروع کی۔ مگر اوما بائی
نے پھر رنگوجی کو اپنا نائب کر کے گجرات بھیجا۔ رنگوجی چونکہ جوان مردخان

کا دوست تھا۔ اسنے گجرات پہونچتے ہی ترمبک راؤ کو احمد آباد سے نکال
دیا اور شہر کی آدھی آمدنی خود وصول کرنے لگا۔ اسپر لونا ڈھیل نے گنگا دھر
اور کرشناجی کو لشکر دیکے روانہ کیا۔ اور یہ دونوں نے آکر جن اضلاع سے
زنگوجی چوتھ لیتا تھا مسلمان افسروں کو نکال دیا۔ اور خود قابض ہو گئے
ناچار زنگوجی نے شیرخان بابی سے مدد چاہی۔ شیرخان اپنا لشکر لیکر کپڑ بنج
پہونچا۔ اور گنگادھر وغیرہ کی طرف جو فخرالدولہ کی طرفداری کا دم بھر رہے تھے
بڑھا۔ مرہٹوں نے شیرخان کے لشکر پر رات کو یکایک چھاپہ مارا۔ جسمیں جانبین
کے بہت سے آدمی کام آئے۔ دوسرے روز جنگ ہونیوالی تھی۔ مگر بعض
وجوہ سے ملتوی رہی۔ شیرخان نے جب سنا کہ زنگوجی بالاسنور آگیا ہے
کپڑ بنج گیا۔ اور وہاں ان دونوں کی فوجیں متفق ہوگئیں۔ ادھر لونا اور فخرالدولہ
بھی آپہونچے۔ غرض باہم جنگ ہوئی۔ جسمیں شیرخان نے نہایت بہادری
سے کام لیا۔ مگر آخر وہ زخمی ہوگیا۔ جسے شیرخان بابی اور زنگوجی نے قصبہ کپڑ بنج میں
جاکر پناہ گزیں ہوئے اور فخرالدولہ نے کپڑ بنج کا محاصرہ کرلیا۔

اسی اثناء میں ملھار راؤ ہلکر گجرات سے جارہا تھا کہ لونا واڑہ کے زمیندار
کی تحریک سے بیرپور کی طرف مڑ پڑا۔ زنگوجی نے جب ہلکر کے آنے
کی خبر پائی۔ دو لاکھ روپیہ اور دو ہاتھی بھیجکر اس سے مدد کی درخواست
کی۔ اور اوس نے منظور کرلی۔ اور فخرالدولہ وغیرہ نے ان حالات سے
واقف ہوکر محاصرہ اٹھاکر دھولقہ کو کوچ کیا۔ اور دھولقہ پہونچکر یہاں کے
فوجدار کو نکال باہر کیا۔ اس کے چند مدت بعد زنگوجی کو داماجی اور کھانڈے
راؤ نے بڑودہ بلوایا۔ چنانچہ زنگوجی بڑودہ چلا گیا۔ اور فخرالدولہ اور گنگادھر
چنپل پور پہونچے۔ اور جوان مردخان کے نائب عنبر حبشی کو نکال کر

قبضہ کرلیا۔ اُدھر داماجی گائیکواڑ بڑودھ سے لَسُو گیا جہاں اِس نے گنگادھر اور کرشنا جی سے ملاقات کر کے اِن کو فخر الدولہ کی مدد کرنے کا الزام لگایا۔ اور اپنے بھائی کھانڈے راؤ کو بورسد اور نڑیاد اور بڑودہ دیدئے اور مقام گو کلیج میں جوان مرد خان بابی سے ملاقات کی اور اِسی مقام سے کانوجی ٹاکپڑا اور فخر الدولہ کو سورٹھہ بھیجکر خود سونگڈھ روانہ ہوا۔

چونکہ بورسد رنگوجی کے دار الصدر پر کھانڈے راؤ کا قبضہ ہو گیا اس لئے رنگوجی نے امرٹھ کو اپنا دار الصدر قرار دیا۔

اِسی اثنا میں تیغ بخت خان متصدی بندر سورت نے وفات پائی۔ اور اوسکی جگہ اِسکا بھائی صفدر محمد خان بہادر بحسب حکم بادشاہی مقرر ہوا۔ اور نیز دیوان صوبہ طالب علیخان نے وفات پائی جسکی جگہ میرزا علی محمد خان (مؤلف تاریخ مرات احمدی) دیوان صوبہ ہوا۔

۱۱۵۹ھ میں محمود آباد اور قصبۂ مونده کے کولیوں نے بغاوت اختیار کی۔ جسکو محمد شہباز روہیلہ نے فوراً دور کردیا۔ اسی سال نجم خان متصدی بندر کھمبایت نے بھی دار فنا جہان باقی کیجانب کوچ کی۔ اور اوسکی جگہ مفتخر خان کو مومن خان خطاب دیکر مقرر کیا گیا۔ فخر الدولہ اور کانوجی ٹاکپر سورٹھ سے گجرات واپس آئے۔ اب رنگوجی چونکہ جواں مرد خان سے آزردہ خاطر ہو چکا تھا ان سے ملگیا۔ اِدھر شیر خان بابی اور رائے سنگھ زمیندار ایڈر نے بھی فخر الدولہ سے ساز کرلیا اور اِن سب نے متفق ہوکر احمد آباد کا سنہ ۱۱۶۰ھ میں محاصرہ کرلیا۔

اِدھر جواں مرد خان نے بھی حفاظت شہر کی تیاری کردی۔ اسی اثنا میں ہری با نے جو کھانڈے راؤ کا متبنٰی اور بورسد میں کھانڈے راؤ کیجانب سے

نائب تھا۔ پٹھلاد کے متعلقہ دیہات کو تاراج کیا۔ اور پٹھلاد میں جو شخص
رنگوجی کا نائب تھا اسکو قتل کیا۔ اس لئے رنگوجی نے احمد آباد کا محاصرہ
چھوڑ کر بورسد پر حملہ کیا۔ شیر خان وغیرہ بھی اسکی کمک کو پہونچے اور ہری باکو
بورسد سے بھاگنا پڑا۔ جوان مرد خان نے جناردھن پنڈت کو جو بڑادہ میں کھانڈے
راؤ کا نائب تھا۔ طلب کرکے بلدہ کا دخیل کار کردیا اور رنگوجی کے گماشتہ
کو نکال باہر کیا۔ جب داماجی اور کھانڈے راؤ کو بورسد کے واقعات کی خبر
معلوم ہوئی تو مومن خان سے مدد لیکر بورسد پر فوجکشی کی۔ اور اسکا محاصرہ کرلیا۔
آخر قریب پانچ مہینے کے محاصرہ کے سنہ ۱۱۶۱ھ میں داماجی گائیکواڑ نے بورسد
پر قابض ہوکر رنگوجی کو گرفتار کرلیا۔ رنگوجی کی گرفتاری اور خرابی کا حال سنکر رائے
سنگھ زمیندار ایڈر نے بھی اپنی راہ لی۔ اور شیر خان بابی بالاسنور اور فخر الدولہ
نے پٹھلاد کی راہ لی۔ جب اس نے یہ سنا کہ بخت سنگھ صوبہ دار گجرات ہوچکا تو
دہلی روانہ ہوا۔

تیغ بخت خان نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تھا اسکا انتقام لینے سید
مچھن آیا۔ مگر اسکو ناکام واپس جانا پڑا۔ تیغ بخت خان جب انتقال کرچکا تو سید
مچھن اور سید اچھن دونوں بھائی سورت پر قبضہ کرلینے کی غرض سے آئے۔
مگر اس مرتبہ جب یہ دونوں ملکر بھی ناکام رہے تو سید مچھن نے خودکشی کی
لیکن اسکے بعد سید معین الدین عرف سید اچھن نے سخت کوشش کرکے
قلعہ سورت پر قبضہ کرلیا۔ اور بعد اس کے وہاں کے متصدی صفدر محمد خان
سے چند مدت تک لڑتا رہا۔ آخر کار مغلوب ہوکر ملہارراؤ سے مدد مانگی جو بڑودہ
میں مرہٹوں کا نائب تھا چنانچہ ملہارراؤ نے فوج لاکر سید کا تمام شہر پر قبضہ
کرادیا۔ اور بعد قبضہ ہوجانے کے ہنوز ملہارراؤ شہر لوٹنے میں مصروف

سوار بتمام

تھا کہ کسی چابک کار نے اسکا کام تمام کر دیا۔ بعد اس کے صفدر خان پھر فوج جمع کر کے سید اچھن کے مقابلہ پر آمادہ ہوا۔ مگر اب کی مرتبہ سید اچھن کو عرب اور ترک اور انگریز اور ڈچ اور پرتگیز اور حافظ مسعود خان نائب یاقوت خان حاکم ڈنڈا راجپور (جنجرا) وغیرہ نے مدد دی۔ اسلئے پھر سیدؔ ہی کامیاب رہا۔ اور صفدر محمد خان کو سندھ کی طرف چلا جانا پڑا۔ اسکے تھوڑی ہی مدت بعد داماجی کا بھتیجا کیدر جی جسکو سید اچھن نے ملھار راؤ سے تین لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کر کے بلوایا تھا باوجودیکہ وقت پر مدد کو نہیں آیا اور بغیر اس کی مدد کے سید کامیاب ہو چکا تھا۔ رقم موعودہ تین لاکھ روپیہ کا دعوے دار ہوا اور چونکہ نقد روپیہ موجود نہ تھا ناچار اس کے ادا ہونے تک آمدنی سورت کا تیسرا حصہ کیدر کو لکھ دیا گیا۔ اور ایک تیسرا حصہ حافظ مسعود خان کو بھی لکھ دیا۔

۱۱۶۱ھ میں محمد شاہ نے وفات پائی اور احمد شاہ تخت نشین ہوا جسکا نام عہد شاہزادگی میں میرزا جوان بخت تھا۔ اور تخت نشین ہونے کے بعد پورا لقب ابو النصر مجاہد الدین احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی مقرر ہوا۔

ابو النصر مجاہد الدین احمد شاہ

راجہ بخت سنگھ

عہد احمد شاہ راجہ بخت سنگھ	تخت نشینی کے تھوڑے ہی زمانہ بعد بادشاہ نے ابھے سنگھ مہاراجہ جودھپور کو اس کے بھائی

بخت[1] سنگھ کے استدعا سے پر صوبہ دار گجرات کیا۔ لیکن بعد تقرر کے جب بخت سنگھ کو یہاں کے اندرونی حالات معلوم ہوئے تو گجرات آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ کیونکہ ان دنوں مرہٹوں کا یہ زور شور تھا جسکا گھٹانا بخت سنگھ کی طاقت سے مافوق تھا۔ جب بخت سنگھ کے تقرر کی خبر احمد آباد پہونچی تو علمأ اور سادات اور مشایخ اور عام رعایا نے اس تقرر کی نسبت اپنی نارضامندی ظاہر کی۔ کہ مارواڑیوں نے اس سے پیشتر بہت کچھ جور و ظلم کئے ہیں اور جواں مرد خان کے طرز حکمرانی کی نسبت سب نے اپنا اطمینان اور رضامندی ظاہر کی۔ اور سب نے بالاتفاق مضمون مذکور کا محضر بادشاہ کی حضور میں ارسال کیا۔ ادھر بخت سنگھ کی صوبہ داری کا تقرر سنکر فخر الدولہ نے گجرات سے دہلی کی راہ لی۔ اب جواں مرد خان کو قوی دشمن مرہٹوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ ابھے سنگھ کے بعد سلطنت کا جو اثر برائے نام ملک میں باقی رہ گیا تھا۔ بخت سنگھ کے زمانہ میں اسکا بھی خاتمہ ہو گیا۔

اسکے بعد صوبہ گجرات میں یا مرہٹوں کے گروہ باہم جنگ اور مقابلہ اور رعایائے گجرات پر طرح طرح کے جور و ظلم کرتے رہے یا مسلمان سرداروں سے اور مرہٹوں سے لڑائیاں ہوتی رہیں۔ چنانچہ اس زمانہ کے واقعات نہایت ہی اختصار کے ساتھ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

---

[1] چونکہ صوبہ دار ابھے سنگھ کے زمانہ میں اسکو گجرات آنے اور رہنے کا اتفاق ہو چکا تھا اور حالات صوبہ سے واقفیت حاصل تھی۔ اسلئے بذریعہ امیر الامرا سیادت خاں اسنے حضور بادشاہ میں صوبہ داری گجرات کی استدعا کی۔ یہ استدعا منظور ہوئی مگر مارواڑیوں کے

سورت میں سید اچھن کو یہ خیال ہوا کہ حافظ مسعود اگر نکلجائے تو حکومت سورت پر استحکام کے ساتھ میں ہی مسلط رہوں اور حالت یہ تھی کہ تمام تجار حافظ کے مددگار ہو گئے۔ صرف انگریزی[۵۱] کوٹھی کا مہتمم سیّد اچھن کا طرفدار رہا۔ جو لوگ اسکے مخالف تھے ان سب نے باہم مشورہ و اتفاق رائے کر کے صفدر خان کو سیدھے سے بلا کر متصدی قرار دیا۔ اور سید اچھن کو قلعہ حافظ مسعود خان کے حوالہ کر دینا پڑا۔ اور اس کے بعد خود پونا چلا گیا۔ اسی سال راجہ رائے سنگھ راجہ ایڈر اور صفدر خان بابی بن جواں مرد خان اوّل اور فدار الدین خان (جو بھروچ میں تھا) تینوں کا انتقال ہو گیا۔

بقیہ حاشیہ ص ۲۷۵ - جور و ظلم مشہورِ عالم ہو چکے تھے۔ اس لئے مچلکہ لکھدینے کی شرط کر دی گئی۔ چنانچہ بخت سنگھ نے بحسب حکم شاہی ذیل کا مچلکہ لکھدیا:-
(۱) فدوی درگاہ فضل و کرم سے صوبہ گجرات کی خدمت نظامت سے سرفراز فرمایا گیا ہے شاہی خدمات کی انجام دہی میں حسب ضابطہ عملدر آمد کریگا (۲) خالصہ شریفہ پر تصرف نہ کرونگا۔ اور اسکے عملداروں کو ہر قسم کی مدد دینا رہونگا (۳) اہل خدمات بادشاہی کو ان کی خدمات متعلقہ پر بدستور دبحال اور سب کو حسن و سلوک سے رضامند رکھونگا (۴) گجرات کے منصبداروں کی جاگیروں پر تصرف نہ کرونگا اور ان سب سے راضی نامجات حاصل کر کے بھیجتا رہوں گا (۵) صوبہ گجرات کے تمام مسلمانوں کو اپنے حسن سلوک سے رضامند رکھونگا۔ اور بغیر قصور کے کسی کو تکلیف نہ دونگا (۶) شرعی مقدمات فیصلہ کرنے کیلئے مسلمانوں کی عدالت قائم کرونگا۔

۵۱۔ انگریزی کوٹھی کا مہتمم مسٹر لیمب سید اچھن کا طرفدار اور مددگار تھا۔ اور اسی وجہ سے انگریزی کوٹھی بھی لوٹی گئی تھی۔ چنانچہ کوٹھی مذکور لوٹے جانے پر گورنر بمبئی نے مسٹر لیمب کو سخت الزام لگایا تھا جس کے سبب سے مسٹر لیمب خودکشی کر کے مرگیا۔ ۱۲

ملک میں ہر چہار طرف بغاوتیں پھیل گئیں۔ جن میں سے زیادہ تر زور و شور کی بغاوت یہ ہوئی کہ ایک قصباتی نے پٹن (نہروالہ) پر قبضہ کرلیا۔

گجرات میں جس قدر مرہٹے تھے ان سب سے زیادہ زبردست گائیکواڑ تھا۔ اور اسکا زبردست ہونا پیشوا کو بھی شاق تھا۔ اور جواں مرد خان بھی اسکی زورمندی سے مجبور تھا۔ بالاجی پیشوا نے ایک لشکر بھیج کر رنگوجی کو گائیکواڑ کی قید سے چھڑالیا۔ جوان مرد خان نے پیشوا سے رابطہ موافقت مستحکم کرنا شروع کیا۔ تاکہ گائیکواڑ کے گجرات سے نکالنے میں اوسکا مددگار ہوجائے۔ مگر اس تدبیر میں کامیابی نہ ہوئی۔ کیونکہ پیشوا اور نظام الملک سے دکن میں باہم معرکہ آرائیاں ہورہی تھیں جس کے باعث سے پیشوا اسکی مدد نہ کرسکا۔ اسی سال میرزا علی محمّد خان (مؤلف تاریخ مرات احمدی) کو اضافہ منصب اور بہادری کا خطاب حضور بادشاہ سے عطا ہوا۔

سنہ ۶۴ اھ میں پیشوا نے داماجی گائیکواڑ کو بلطائف الحیل پھسلا کر پونہ میں قید کرلیا۔ اور بعد قید ہوجانے کے اوس سے نصف حصہ پیشکش اور نصف حصہ ممالک مفتوحہ اپنے نام لکھوالیا۔ ہنوز داماجی مقید تھا کہ جوانمرد خان بغرض حصول پیشکش دورہ سورٹھ کرکے احمدآباد واپس آگیا۔ چنانچہ اس دورہ کے واقعات مرات مصطفےٰ آباد میں درج کئے گئے ہیں۔

سلہ۔ اس کے بعد داماجی نے پیشوا کو داہنے ہاتھ سے کبھی سلام نہیں کیا۔ صرف بائیں ہاتھ سے سلام کرتا۔ ۱۲

جب گائیکواڑ اور پیشوا میں باہم ملک کی تقسیم تفصیل مذکورہ بالا کے مطابق ہو چکی اسکے دوسرے برس اِس تقسیم کی خبر گجرات پہنچی۔ منصدری بندر کھمبایت اور پیشوا کے ایجنٹ میں باہم اکثر لڑائی رہا کرتی تھی۔ اِسلئے مومن خان نے پیشوا کو پیام بھیجا کہ کھمبایت تم اپنے حصّہ میں شامل کرلو۔ چنانچہ اوسوقت سے کھمبایت پیشوا کے حصہ میں داخل ہوگیا۔ اور اسکا ایجنٹ کھمبایت میں رہنے لگا۔ اسی سال پیشوا کے بھائی رگھوناتھ راؤ نے گجرات آکر ریوا اور مہی کانٹھ کے اضلاع پر قبضہ کرلیا۔

سنہ ۱۱۶۵ھ میں میرزا عبداللہ بیگ عرف نیک عالم خان[1] فوجدار بھروچ نے وفات پائی۔ اور بادشاہ کیطرف سے اِسی کے بیٹے کو نیک عالم خان خطاب مرحمت ہونے کے بعد فوجداری بھروچ عطا کیگئی۔ ادھر نظام الملک کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں میں باہم ایسے فسادات برپا ہوئے جنکی وجہ سے بھروچ پر ان سب میں کسی کو توجّہ کرنے کی نوبت بھی نہیں آئی۔ اور حریفوں سے یہاں تک میدان خالی ہوگیا کہ نیک عالم خان اور اوسکی اولاد بھروچ کے مستقل نوّاب ہوگئے۔ صرف مرہٹوں کو کچھ رقم بطور خراج دینا پڑتی تھی۔

[1] اسکی وفات کے بعد میرزا بیگ اسی خطاب سے فوجدار بھروچ مقرر ہوا اور اسی کے وقت سے نوابی شروع ہوگئی۔ اور چودہ برس تک رہی۔ اِس کے بعد اسکا بھائی خیر طلب نواب ہوا جس نے صرف تین ہی مہینہ بعد وفات پائی۔ اس کے بعد میرزا عبداللہ بیگ (نیک عالمخان) کا پوتا میرزا حامد بیگ تقریباً پندرہ برس تک نواب رہا۔ اسکے بعد میرزا عبداللہ بیگ کا بیٹا معظم خان تقریباً پندرہ برس حکمراں رہا جسکو ۱۸-نومبر سنہ ۱۷۷۲ عیسوی میں گورنمنٹ انگلشیہ نے معزول کیا۔ ۱۲-

پیشوا نے اپنے پیشکشوں کے جمع کرنے کی غرض سے پانڈورام پنڈت کو بھیجا جو کھمبایت پر فوج لے کر چڑھ آیا ادھر مومن خان بھی اس کے مقابلہ کو تیار ہو گیا۔ مگر پنڈت نے صلح کر لی۔ اور مومن خان نے اسکو سات ہزار روپیہ دانہ گھاس کا اور چار ضرب چھوٹی توپیں دیں۔ بعد اسکے پنڈت مذکور کھمبایت سے ملک کو تاراج کرتا ہوا احمد آباد پہونچا اور اس شہر کا سنہ ۱۱۶۵ھ میں محاصرہ کیا۔ مگر جواں مرد خان نے شہر کی قرار واقعی حفاظت کر کے خوب مقابلہ کیا۔ آخر کار پنڈت کو صلح کرنی پڑی اور جواں مرد خان نے کچھ رقم اس کو بطور مہربانی دی جسکو لیکر سورٹھ روانہ ہوا۔

اسی اثنا میں پیشوا نے داماجی گائیکوار کو اس شرط[له] پر قید سے رہائی دی کہ داماجی پیشوا کے بھائی رگھوناتھ راؤ کی مدد کرتا رہے۔ اس کے بعد تمام ملک گجرات کامل طور پر مفتوح کر لینے کی غرض سے پیشوا کا بھیجا ہوا داماجی گائیکواڑ گجرات آیا۔ اور ادھر جواں مرد خان نے محمد مبارز شیرانی کو نائب مقرر کر کے اور اپنے بھائی زور آور خان کو اپنے ساتھ لیکر سابر کانٹھ کے پیشکشوں کو وصول کرنے کی غرض سے کوچ کیا اور سابر کانٹھ ہوتا ہوا محمد بہادر جالوری فوجدار پالن پور سے جا ملا۔ بعد اسکے یہ دونوں ملک سروہی کا دورہ کرتے ہوئے دور تک چلے گئے۔ اب ادھر داماجی گائیکوار اور رگھوناتھ راؤ کی فوج جب احمد آباد کی جانب روانہ ہونے لگی۔ تو خبر ملی کہ جوانمرد خان

له۔ پندرہ لاکھ روپیہ بابت بقایائے پیشکش پیشوا کو دے کر وعدہ کیا کہ عند الضرورت دس ہزار سے پیشوا کی مدد کریگا۔ اور دہاباری سیناپتی کے حصہ میں سے ۵ لاکھ روپیہ پیشوا کو دیتا رہیگا۔ رہا ہونے کے بعد داماجی نے پیشوا کو داہنے ہاتھ سے کبھی سلام نہیں کیا بلکہ ہمیشہ بائیں ہاتھ سے سلام کرتا تھا۔ ۱۲

احمد آباد میں نہیں ہے۔ یہ سنتے ہی انہوں نے اپنے ایک سردار و شیخل سکھدیو کو فوج دے کر آگے بھیجا اس کے ساتھ محمد دوراں خان ولد محمد بابی بھی تھا۔ بعد اسکے خود داماجی وغیرہ سرداران مرہٹہ بھی احمد آباد کے بالکل ہی قریب پہونچ گئے۔ جنکا شریک کو ساجی تعلقدار نرٹیاد بھی تھا غرض ان سب نے ملکر شہر کا محاصرہ کرلیا۔ جب یہ ہجوم سر پر آ پہونچا شہر والوں نے شہر کے دروازوں کو بند اور مستحکم کرلیا۔ اور جواں مرد خان کے بلانے کو پے در پے قاصد بھیجنے شروع کئے۔ کیونکہ شہر والوں نے مرہٹوں کے ارادے سنکر جواں مرد خان کو اول ہی شہر کے باہر جانے سے روکا تھا۔ مگر خان مذکور چونکہ مرہٹوں کے ارادوں کو مصمم نہ سمجھتا تھا اسلئے روانہ ہوگیا تھا۔ الغرض جب جواں مرد خان کو محاصرہ وغیرہ کی متواتر خبریں پہونچیں دو سو منتخب تجربہ کار سواروں کو ہمراہ لیکر راتوں رات ہی روانہ ہوکر شہر میں داخل ہوا جس سے شہر والوں کو بہت کچھ اطمنان ہوگیا۔ اور شہر کی حفاظت میں زیادہ تر سرگرمی کے ساتھ کوشش کرنے لگے۔ اثنا محاصرہ میں ایک بار یہ اتفاق پیش آیا کہ سات سو مرہٹے سیڑھیاں لگاکر شہر کے اندر داخل ہو گئے جس سے باہر والوں کو انتظار تھا کہ جو لوگ اندر داخل ہو چکے ہیں قریب تر دروازے شہر کے کھول لیں گے۔ لیکن یہاں ان کے آنے سے محصورین فوراً ہی خبردار ہو گئے۔ اور ساتوں سو میں سے بہتوں کا کام تمام کردیا۔ محصورین کی اس ہوشیاری اور مرہٹوں کی ناکامی کا یہ اثر ہوا کہ مرہٹوں کے حوصلے پشت ہو گئے۔ ناچار پیام صلح بھیجا۔ مگر جوانمرد خان نے نامنظور کیا کیونکہ اسی اثناء میں اسکا بڑا حصہ لشکر جو ٹپن مین تھا اس کو بھی جوانمرد خان نے نہایت دلیری کے ساتھ راتوں رات

شہر کے اندر داخل کر لیا تھا۔ پیام صلح کی نا منظوری پر مرہٹوں نے محاصرہ میں نہایت سختی کی اور عوام الناس کے خیالات بدلنے کے واسطے یہ مشہور کر دیا کہ حضور شاہی سے صوبہ داری گجرات ہم لوگوں کو ملی ہے۔ ادھر محصورین کے سپاہیوں نے تنخواہیں چڑھ جانے کی وجہ سے شور و شغب پر آمادگی کی۔ بارے جواں مرد خان نے پچاس ہزار روپیہ جمع کر کے تقسیم کیا۔ جس سے وہ شور و غوغا رفع دفع ہو گیا۔ اور بعد اسکے اس نے ایسی دلاوری کے ساتھ مقابلہ کیا کہ مرہٹوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور ان کے سردار اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ جواں مردخان سے چوتھ مقرر کرا کر واپس جائیں مگر جب جواں مرد خان کی فوج میں پھر اوسی شور و شغب کے آثار نمایاں ہونے لگے تو وہ مجبور ہو گیا۔ اسوقت شیرخان بابی اور مومن خان وغیرہ شریک جواں مردخان ہوتے تو یہ نوبت نہ آتی۔ آخر و بھیل سکھدیو کے سمجھانے سے مرہٹوں کے ساتھ ان شرطوں پر صلح کر کے احمد آباد حوالہ کر دیا کہ پرگنات رادھن پور۔ پٹن بیمی۔ مونجپور۔ بڈنگر۔ بسیلنگر۔ کھرالو۔ تھراد۔ بیجاپور۔ نرداره جواں مرد خان اور اسکے بھائیوں کی جاگیر میں دئے گئے۔ اور وعدہ ہو گیا کہ پرگنات مذکورہ بالا پر کسی قسم کی دست اندازی نہیں کیجائیگی۔ محمد خان بابی۔ عابد خان بابی۔ خاندوراں خان بابی۔ ان سب کی جاگیریں جو قصبہ کھیڑہ ماتر۔ ہانس مونده۔ میں ہیں۔ ان جاگیروں پر بھی مرہٹے کوئی دست اندازی نہ کرینگے۔ اور ملھار راؤ ہلکر جی آپا سیندھیہ وغیرہ مرہٹوں نے اس عہد نامہ کی ضمانتیں لیں۔ غرض یہ عہد نامہ مکمل اور مرتب کر کے جواں مرد خان کے حوالہ کیا گیا۔ اور ایک لاکھ روپیہ اور ایک ہاتھی بھی دیا گیا۔ چنانچہ روپیہ اور ہاتھی اور عہد نامہ لیکر وہ نہایت اعزاز کے ساتھ احمد آباد خالی کر گئے

پٹن روانہ ہوگیا۔ اور ۱۷۵۳ء میں اب احمد آباد پر بلا شرکت غیری مرہٹوں کا قبضہ ہوگیا۔ اس عہدنامہ کی قرارداد ہوچکی تھی کہ جواں مرد خان بابی کے نام صوبہ داری گجرات کا شاہی فرمان صادر ہوا تھا۔ مگر ظاہر ہے کہ وہ فرمان ایسے وقت میں کیا فائدہ پہونچا سکتا تھا۔ رگھناتھ راؤ نے داماجی سے بلکہ شہر احمد آباد کا بندوبست کیا۔ اور سری پت راؤ کو اپنا نائب مقرر کرکے جھالاوار روانہ ہوگیا۔ اب مرہٹوں نے فوجدار پالن پور پر ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ سالانہ اور متصدی بندر کھمبایت پر دس ہزار روپیہ سالانہ بطور خراج مقرر کیا۔ شیرخان بابی کا کپر بنج جو شیرخان بابی کے پاس تھا اسکو داماجی گائیکواڑ نے فتح کرلیا۔ اور وہاں سے نڑیاد آکر سیوک رائے کو اپنا نائب کیا۔ اور اسی زمانہ سے احمد آباد میں بادشاہی سکہ موقوف ہوگیا۔

دوسرے سال سری پت راؤ نے کھمبایت پر چڑھائی کی۔ لیکن مومن خان نے مردانہ مقابلہ کیا۔ اس لئے سری پت راؤ کو احمد آباد واپس جانا پڑا اور جب سرکش کولیوں کو معلوم ہوا کہ مرہٹے ناکام رہے تو کولیوں کی سرکشی دوبالا ہوگئی۔ اور حد سے زیادہ جور و ظلم کرنے لگے۔ یہانتک کہ کم عمر لڑکے لڑکیوں کو پکڑکر فروخت کرڈالتے تھے۔

پیشوا کا نائب بھگونت راؤ جو کھمبایت میں رہتا تھا بظاہر مومن خان کا دوست تھا۔ مگر واقع میں پکا دشمن تھا۔ اس نے خفیۃً جمعدار سالم کو خط لکھا کہ فوج لے کر کھمبایت آؤ۔ اور اس پر قبضہ کرلو۔ یہ خط اتفاق سے مومن خان تک پہنچ گیا۔ اس پر مومن خان نے بھگونت راؤ کو مقید کرلیا۔ پیشوا نے یہ خبر پاکر اطراف کے فوجداروں کی بہت بڑی فوج کھمبایت روانہ کی جس نے جاکر تین مہینہ تک کھمبایت کو اپنے محاصرہ میں رکھا۔ آخرالامر سری پت راؤ

سے میرزا علی محمد خان (مؤلف تاریخ مرات احمدی) کو احمد آباد سے کھمبایت بھیجا جس نے جاکر باہم مصالح کرادیا۔ اس مصالح میں بھگونت راؤ رہا کیا گیا۔ سری پت راؤ کی جگہہ رگھناتھ احمد آباد کا نائب ہوا۔ بھگونت راؤ قلعہ ناپاڑ میں رہا کرتا تھا۔ اِس لیے مومن خان سے پھر جنگ شروع کردی مگر کامیاب نہ ہوا۔

عہد محمد عزیز الدین ملقب بہ عالمگیر ثانی

احمد شاہ بادشاہ معزول کیا گیا۔ اور جہاندار شاہ کا بیٹا محمد عزیز الدین بلقب عالمگیر ثانی تخت وتاج کا مالک بنا۔

عالمگیر ثانی کی تخت نشینی کے بعد مومن خان نے بورسد پر چڑھائی کی ادھر بڑودہ سے داماجی کا بیٹا سیاجی بھی کچھ فوج لے کر اِس کے مقابلہ کو نکلا۔ لیکن مومن خان کی فوج زیادہ ہونے کے باعث سے بغیر مقابلہ کئے بڑودہ واپس چلا گیا۔ اِس سال اس قدر بارش ہوئی کہ شہر پناہ کو اِس سے بہت نقصان پہونچا۔

چونکہ مرہٹوں کی ستمگاری اور جفا شعاری سے لوگ بہت تنگ آ گئے تھے۔ اسلئے آخر کو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کسی روہیلہ نے موقع پاکر مرہٹوں کے نائب راگھوجی کو مار ڈالا۔ یہ موقع دیکھ کر مومن خان نے اپنے بھتیجے محمد زمان خان کو فوج دے کر احمد آباد بھیجا۔ اور بہت سے کولی بھی اِس کے مددگار تھے۔ غرض محمد زمان خان اور مرہٹوں میں باہم کئی لڑائیاں نہایت سخت ہوئیں۔ آخر محمد زمان خان کی فوج فصیل توڑ کر شہر میں گھس پڑی اور مرہٹوں سے کلہ بکلہ ہو کر نہایت سخت جنگ کی۔ جسمیں بہت سے مرہٹے قتل ہوئے اور مددگار کولیوں نے شہر کو خوب لوٹا۔ شہر پر محمد زمان خان کا قبضہ ہوگیا۔

اوراس اثناء میں مومن خان بھی احمد آباد پہونچ گیا۔ اوراس نے اپنی طرف سے شمبھورام ناگر کو شہر میں نائب مقرر کیا۔

گجرات میں جس قدر مرہٹہ سردار پریارام فوجدار کرڑی اور سدا شیو اور دامودر وغیرہ تھے وہ سب اور نیز جواں مرد خان بابی متفق ہوکر کھمبایت روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ان سب اور مومن خان کے لشکر سے کئی مقابلے ہوئے مگر ہر بار مرہٹوں ہی کو شکست ہوئی جب حضور بادشاہ میں یہ خبریں پہونچیں کہ مومن خان نے گھوگھہ اور احمد آباد فتح کر لئے۔ اور مرہٹوں کو شکست پر شکست دی تو مومن خان کو خلعت فاخرہ اور شمشیر اور نیز خطاب بہادری مرحمت ہونے کا حکم نافذ ہوا۔ اورادھر جب پیشوا کو انھیں تمام وقائع مذکورہ کی خبر ملی تو پیشوا بہت آشفتہ ہوا۔ اور سدا شیو رام چندر کو گجرات میں اپنا نائب مقرر کرکے روانہ کیا۔ اور داماجی اور کھانڈے راؤ کو ان کے ہمراہ کر دیا جب یہ نائب کھیڑہ پہونچے تو مرہٹوں کا موجودہ گجرات تمام لشکر اور نیز جواں مرد خان اور اسکا سارا لشکر بھی ملحق ہولیا۔ بعد اسکے اس تمام لشکر اور سرداروں نے احمد آباد کو کوچ کیا۔

یہ دل بادل لشکر جب احمد آباد پہونچا تو مومن خان کو شہر خالی کرنے کا پیام دیا۔ مومن خان نے بے پروائی کے ساتھ پیام نامنظور کرکے نہایت درجہ استقلال اور بہادری سے شہر کی حفاظت میں کوشش شروع کی۔ اور مرہٹوں نے محاصرہ کرلیا۔ اور محاصرہ پر ایک مہینہ گذرا تھا کہ مومن خان کے سپاہیوں نے زرِ تنخواہ کے وصول کی غرض سے ہلڑ مچانا شروع کیا بارے شمبھورام نے شہر والوں سے ایک لاکھ روپیہ وصول کرکے فوج میں تقسیم کیا۔ جس روز یہ روپیہ تقسیم کیا گیا ہے اسی رات کو

محصور فوج نے تمام دروازوں سے مرہٹوں پر دھاوا کیا جسمیں طرفین کے بہت آدمی قتل ہوئے اور شہر کے بہت لوگ شہر چھوڑ چھوڑ کر چل دیئے۔

اس اثنا میں قاصدوں کے ذریعہ سے خلعت فاخرہ وغیرہ مفصلۂ صدر بادشاہ کا عطیہ مع فرمان شاہی آپہونچا۔ چنانچہ اس خلعت کے استقبال کی غرض سے دسویں شوال سنہ کو خانپور دروازہ کے باہر شامیانہ ایستادہ کرانے کے بعد مومن خان خود سوار ہو کر گیا۔ اور شادیانہ بجواتا ہوا شہر میں داخل ہوا۔

جب محاصرہ پر ایک مدت گذر چکی اور محصورین میں کسی طرح کا ضعف و وہراس نہ پایا گیا۔ تو مرہٹوں نے محاصرین پر اور سختی کی۔ یہاں تک کہ مقررہ رسد کا شہر میں جانا بھی بند کر دیا۔ مگر اسپر بھی محصورین نے استقلال اور بہادری کی حد سے قدم پیچھے نہ ہٹایا۔ سداشیو رام چندر نے قلعہ پر حملہ کیا۔ اور وہاں کے جماعہ دار نور محمد نے بھی بڑی بہادری سے مقابلہ کر کے دشمن کو پسپا کر دیا۔ جب مرہٹے سب طرح لڑ کر تھکے اور شہر مفتوح ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو مکر و دغا سے کامیابی کی کوشش شروع کی۔ اور مومن خان کے خاص رفقاء جیسے شمبھو رام اور سیدی سلیم[۱] وغیرہ کو اسکی طرف سے برگشتہ کرنا چاہا۔ مگر یہ جوان مرد سردار وفاداری کے امتحان میں بھی پورے اُترے۔ اور شمبھو رام نے سداشیو رام چندر کے لشکر پر

---

[۱]۔ سیدی سلیم کی حویلی اب تک جمالپور میں موجود ہے۔ چنانچہ اسوقت اس حویلی میں بہول بھیل ہے۔ ۱۲

دھاوا کر کے اسکے تمام خیمہ جات جلا کر خاک سیاہ کر دیئے۔

الغرض مرہٹوں کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور محاصرہ شہر بدستور رہا جب حسن قلی خان[۱] حج بیت اللہ کے ارادہ سے لکھنؤ پہونچا تو شجاع الدولہ نے اس سے کہا کہ اگر پیشوا سے ملکر مومن خان اور پیشوا میں باہم مصالحہ کرا دو تو بہت بہتر ہو۔ حسن قلیخان چونکہ شجاع الدولہ کا بڑا رفیق تھا۔ اس لحاظ سے اس نے پیشوا کے پاس جا کر صلح منظور کرائی۔ اور مومن خان کو لکھا کہ بشرائط ذیل صلح ہو سکتی ہے:۔

احمد آباد مرہٹوں کے حوالہ کر دو۔ اس کے معاوضہ میں تم کو ایک لاکھ روپیہ نقد ملے گا۔ اور بندر گھوگھ اور بندر کھمبایت ہر ایک اپنے اپنے علاقہ سمیت تمھاری جاگیر میں رہے گا۔ جسمیں مرہٹے کسی قسم کی کچھ دست اندازی نہ کریں گے۔ چنانچہ مومن خان نے ان شرطوں کو منظور کیا۔ اور پیشوا نے مومن خان کی منظوری سے مطلع ہونے کے بعد اس تمام مضمون کا فرمان لکھ کر رنچھور داس گجراتی اور حسن قلیخان (شاہ نور) کی وساطت سے سداشیو رام خیدر کے پاس احمد آباد روانہ ہوا۔

---

[۱]۔ بڑھاپے میں اس نے دنیا چھوڑ کر اپنی دولت اپنے بھتیجوں کو تقسیم کر دی۔ اور فقیرانہ لباس اختیار کر کے شاہ نور اپنا لقب مقرر کیا۔ اور حج کے لئے بیت اللہ روانہ ہوا۔ محمد شاہ کے دربار میں اس کی جودت رائے کا بڑا شہرہ اور وقار تھا۔ اور اسی لئے نادر شاہ کے پاس ایلچی کر کے بھیجا گیا۔ اور تمام امرائے سلطنت خصوصاً صفدر جنگ کے نزدیک نہایت درجہ معزز و موقر تھا اور سب امرائے سلطنت سے بڑھ کر صفدر جنگ اسکا دم بھرتا اور اعزاز کرتا تھا اور بعد انتقال صفدر جنگ کے اسی کے بیٹے شجاع الدولہ کے پاس اودھ میں رہا کرتا تھا۔ ۱۲

مگر جب یہ لوگ احمد آباد پہونچ کر صلح نامے کی تکمیل کرنے لگے۔ تو شمبھو رام چندر اور جماعہ دار سلیم نے مومن خان کے خیالات اور رائے بدل دی اور شاہ نور مومن خان سے آزردہ ہو کر چلا گیا۔ اور آخرکار اِس کے تھوڑے ہی زمانہ بعد مومن خان کو ذیل کے شرطوں پر مصالحہ کرنا پڑا کہ ایک لاکھ روپیہ نقد مرہٹے مومن خان کو دیں۔ اور کھمبایت اسکی جاگیر میں بحسب سابق بحال رہے یعنی دس ہزار روپیہ سالانہ بطور خراج کے مرہٹوں کو دیتا رہے۔ اور نصف حصہ پیشوا کا بھی کھمبایت میں بحال رہے۔ اور بندر گھوگھہ سے بالکل دست بردار ہو جائے۔

الحاصل شرائط مذکورہ بالا پر مومن خان نے سنہ ۱۱۷۱ھ مطابق سنہ ۱۷۵۸ء کو احمد آباد مرہٹوں کے حوالہ کر دیا اور محاصرہ کا خاتمہ ہو گیا اور اسی وقت سے جو ملک اکبر بادشاہ غازی کے عہد سے سلطنت مغلیہ کا تابع تھا ۱۸۵ برس کے بعد مرہٹوں کے قبضہ و تصرف میں آگیا۔

تمام شد

اِطلّاع

مندرجہ ذیل چند تاریخی کتابون کی فہرست

(۱)	مرآت عالمگیری	(گجراتی)	قیمت	۳عہ
(۲)	مرآت محمدی	(اردو)	”	عا؍
(۳)	” ”	(گجراتی زیر طبع)	•	•
(۴)	مرآت عالمگیری	(اردو زیر اہتمام)	•	•
(۵)	” ”	(انگریزی ”)	•	•

(۶) اسلامک ہسٹری آف انڈیا (زیر طبع) انگریزی۔ اردو۔ گجراتی۔ طلبا کیلئے بے نظیر کتاب ہے

ملنے کا پتہ

(۱) مولوی غلام رسول ابنا سورتی بھنڈی بازار بمبئی۔

(۲) حاجی عبادی ابوالکرم بک سیلر بھنڈی بازار بمبئی۔

(۳) کرتے بک ایجنسی بھنڈی بازار بمبئی۔

(۴) تاراپور والا اینڈ سنز بک سیلر فورٹ بمبئی۔

(۵) این۔ ایم ٹپاتی کالبادیوی بمبئی۔

(۶) نظامیہ بک ڈپو تین دروازہ احمد آباد۔

شیخ صاحب مرحوم کی تصنیف

"مرآۃ عالمگیری" (گجراتی میں)

مستند اخبارات کی رائیں

بمبئی کرانیکل

( )

یہ کتاب علاقہ بمبئی کی درجہ اول کی اسلامی ریاست جوناگڈھ کے سابق درباری مورخ کی تصنیف ہے جسمیں اورنگ زیب کے زمانہ کے حالات لکھے گئے ہیں۔ پروفیسر جدوناتھ سرکار کی تصنیف کے ساتھ مقابلہ کرنیکے قابل ہے پروفیسر سرکار کی کتاب سے یہ تصنیف جداگانہ شان رکھتی ہے۔ تاریخی نقطۂ خیال سے دیکھا جائے تو ناظرین مصنف کے گہرے علم و فضل کا اعتراف کیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ فارسی تواریخ کے حوالوں کی بہت احتیاط سے کامل طور پر جانچ کیگئی ہے۔ اگلے مصنفین کی غلطیوں کی اصلاح کیگئی ہے۔ نیز ان کے غلط بیانات کی قابل اطمینان تردید کرگئی ہے۔ اسلئے ناظرین اس کتاب کا دوسری زبان میں بھی ترجمہ ہونے کی خواہش کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

سانج ورتمان

فن تاریخ کی اس مفید کتاب کو نواب سر رسول خانجی مرحوم والئی ریاست جوناگڈھ کے دربار کے مشہور مورخ شیخ غلام محمد ابن عابد میاں صاحب مرحوم نے تحریر فرمایا تھا اور ان کے تعلیم یافتہ فرزند نے چھپوا کر گجراتی ادب میں ایک تاریخی کتاب کا خوش آیند اضافہ کیا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ گجراتی لٹریچر علم تاریخ میں بہت پیچھے ہے۔ اور تاریخی تحقیقات کی کمی کے باعث ہمارا ادب بالکل مردہ نظر آتا ہے۔ تو اسمیں ذرا بھی مبالغہ نہوگا۔ مہذب ممالک کے ادبیات میں تاریخ کا بہت بڑا درجہ ہے۔ اور تاریخی لٹریچر کو وسیع بنانے کیلئے مغرب کے فاضل مورخین نے غیر معمولی کوششیں کر دکھائی ہیں۔ مگر اس ملک کی تاریخ خود اسکے لائق فرزندوں (از رجال و نسا) کے ہاتھ سے نہیں لکھی گئی۔ غیر ممالک کے مورخین نے ہمارے لیئے ملک کی تاریخ کا جو سرمایہ فراہم کردیا ہے ہم اسی پر قانع ہیں

اور اسی کو بہت مستند سمجھے ہوئے ہیں۔ ان غیر ملکی مصنفین نے جو کچھ لکھ مارا ہے اسی کی بنا پر ہمکو آج تاریخ کا درس
دیا جا رہا ہے۔

ہماری موجودہ نسلیں اپنے ملک کی تاریخ کے متعلق تمام معلومات ان غیر ملکی مورخین سے حاصل کر رہی ہیں۔ ان مورخ
نے کیسی کیسی غلطیاں کی ہیں، نامکمل تحقیقات اور بغیر ذاتی تجربہ اور واقفیت کے زبردست غلطیاں ان سے سرزد ہوئی ہیں
وجہ سے انہوں نے ہمارے بزرگوں کی تصویر کا رخ سیاہ بنا کر دکھایا ہے۔ جونہی اہل ملک کو تاریخی تحقیقات کا شوق بڑھتا
ہے ایسی تمام باتیں طشت از بام ہوتی جاتی ہیں۔ یہ کتاب ہمارے ملک کے ایک ذی علم بھائی کی تحقیقات کا نتیجہ ہے۔ بلا شبہ
مسٹر غلام احمد نے اپنے والد بزرگوار کی اس بیش بہا تصنیف کو دنیا کی روشنی میں لا کر تمام گجراتی جاننے والی
کو اپنا گرانبار احسان بنایا ہے جسکے لئے وہ لائق تحسین و ستائش ہیں۔ ساتھ ہی گجراتی بولنے اور سمجھنے پڑھنے والی
کا بھی فرض ہے کہ اس کتاب کا خیر مقدم کریں اور اس قسم کی اور تصنیفات کی اشاعت کیلئے گجراتی مصنفین کا ہاتھ بٹائیں

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ اورنگزیب ایک ایسا ظالم جابر اور بیرحم بادشاہ کہ سلطنت مغلیہ کے تمام
دور حکومت میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں گذرا نیز یہ کہ اورنگزیب ہندوؤں کا پکا دشمن تھا۔ اس خیال کی اصلیت
کی تمامتر غیر ملکی مصنفین کی اُن تواریخ پر ہے جو انہوں نے ہمکو پیش کی ہیں۔ یہ خیال کس قدر غلط
اور بے بنیاد ہے۔ اسکو اس کتاب کے مصنف جناب شیخ غلام محمد صاحب مرحوم نے اپنی وسیع معلومات تاریخی
سے غلط کر دکھایا ہے۔ شیخ صاحب مرحوم نے اورنگزیب کی حکومت کی تمام انگریزی اور فارسی مطبوعہ تواریخ
کا محاکمہ کر کے اس عظیم الشان پابند مذہب بادشاہ کے عہد سلطنت کی تاریخ کے صحیح اور مکمل حالات
گجراتی پڑھنے اور بولنے والوں کے سامنے پیش کئے ہیں۔ یہی نہیں کہ صرف مسلمانوں کو اس کتاب کی قدر کرنا ضروری ہے
بلکہ اپنے ملک کی تاریخ کا صحیح علم حاصل کرنیکے خواہاں طالبعلموں اور عام ناظرین کیلئے بھی اس کتاب کی پوری
تائید کرنا لازمی ہے۔ غیر ملکی مصنفین کی تصانیف پر اب ہم کو اپنا اعتماد اور یقین اٹھا لینے کی
ضرورت ہے۔ یوماً فیوماً اب انکی غلط بیانیاں ظاہر ہوتی جاتی ہیں۔ اور اب ملک کے سر برآوردہ
افراد کیلئے انکی موجودہ نسلوں کو اپنے ملک کی صحیح اور معتبر تواریخ پیش کرنیکی کوشش کرنا بہت
خوش آئند ہوگا۔ امید ہے کہ عمدہ کاغذ اور سنہری جلد والی اس کتاب کا مناسب طور پر خیر مقدم کیا جائیگا +